

472
388

799



البرکات



از رشحاتِ قلم



خطیبِ اہلسنت
حضرت مولانا
محمد صدیق
نقشبندی
ملتان

ناشر مکتبہ صدق و صفا مدرسہ انوار الابرار بیرون ہلی گیٹ

3

12

31

REPUBLICAN PARTY

30

29

28

27

26

28° 15'
5'

FARS

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذْكٰرٌ

فجائے بدر پیدا کر فتنے تیری نصرت کو ★ از سکے میں گردوں سے قطاراں اور قطاراں اب بھی

بَدْرُ الْاَكْبَرِ

از رشحاتِ قلم

خطیبِ اہلسنت حضرت مولانا محمد صدیق صاحب نقشبندی ملتان

ملنے کا پتہ

ناشر مکتبہ صدق و صفا مدرسہ انوار الابرار بیرون و ملی گیٹ ملتان

لوائے وقت پر نمبر نمبر لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

53543

فضائے بدر کو اک آپ بیتی یاد ہے اب تک

یہ وادی نعرہ توحید سے آباد ہے اب تک

پلٹ کر اسجگہ شیطان آیا ہی نہیں اب تک

فرشتوں کی زیارت گاہ ہے یہ سبز میں اب تک

یہاں ہر صبح روشن پر تو خورشید ایماں سے

یہاں ہر شام رنگیں غازہ خون شہیداں سے

شاہنامہ حفیظ جالندھری

نوٹس۔ فہرست مضامین کتاب کے آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ماخذ

قرآن مجید	از امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
کثر الایمان	از امام رازی ^{رح}
تفسیر کبیر	علامہ علاؤ الدین ^{رح}
تفسیر خازن	علامہ ابن کثیر ^{رح}
تفسیر ابن کثیر	از ملا چچون ^{رح} استاد حضرت اورنگ زیب عالمگیر
تفسیرات احمد	قاضی تنار اللہ نقشبندی پانی پتی
تفسیر منطہری	امام ابو محمد حسین بغوی
تفسیر معالم التنزیل	حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب ^{رح}
تفسیر نعیمی	امام محمد بن اسماعیل بخاری
بخاری شریف	امام مسلم بن حجاج قشیری
مسلم شریف	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
ترمذی شریف	امام ابن ماجہ
ابن ماجہ شریف	امام ابو محمد حسین بن مسعود
مشکوٰۃ شریف	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
اشعۃ اللمعات	علامہ علی بن برسان الدین
سیرۃ حلبیہ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
مدارج النبوت	علامہ ملا معین کاشغری
معارض النبوت	

امام ابو نعیم اصفہانی	دلائل النبوت
علامہ قاضی عیاض مالکی	الشفاء
از علامہ جلال الدین سیوطی	تاریخ الخلفاء
" " " "	شرح الصدور
شیخ عبدالحق محدث دہلوی	جذب القلوب
علامہ عبد الوہاب شعرانی	کبریٰ احرار
سید احمد بن مبارک	الابریز
علامہ ابن حجر مکی	الصواعق المحرقة
ابو جعفر احمد الشہیر	الریاض النضرہ
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	تکفہ اثنا عشریہ
علامہ نور الدین	بہجت الاسرار
علامہ ابن قیم	جلد والافہام
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	انفاس العارفين
علامہ عبد الرحمن صفوری	نزهتہ المجالس
صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی	اطیب البیان
" " " "	الکلمۃ العلیا
خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی	ذکر جمیل
مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلوی	تقویت الایمان
علامہ اوکاڑوی	راہ عقیدت
از اعلیٰ حضرت	حدائق بخشش
مولانا حسن رضا	ذوق نعت
حفیظ جالندھری	شاہنامہ

تقریبات مشاہیر علماء اسلام و آراء مشائخ عظام

تقریب رئیس المدین یادگار سلف غزالی زماں رازی دوران شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ

مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور و مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اٰجْمَعِیْنَ ۔

محترم مولانا محمد صدیق صاحب سلمۃ اللہ تعالیٰ اہل علم حضرات میں سنجیدہ پاکیزہ ذمی استعداد عالم دین ہیں انہوں نے جہاد کے موضوع پر خاصی مبسوط کتاب تالیف فرمائی ہے بعض بعض مقامات کو دیکھا۔ موجودہ حالات میں یہ کتاب انشاء اللہ نہایت مفید ثابت ہوگی۔ اس وقت ضرورت ہے۔ کہ مسلمانوں کو ان کے اسلاف کرام کے مجاہدانہ کارناموں سے واقف کرایا جائے اور جہاد کی فضیلت اور ضرورت ان کے ذہن نشین کرائی جائے۔ فقیر کی ناقص رائے میں اس مقصد کے لئے یہ کتاب مدد اور معاون ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس تالیف کو قبول عام کے شرف سے نوازے۔

سید احمد سعید کاظمی

۲۱ شعبان المعظم ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۱ء

تقریب رہبر شریعت پیر طریقت استاذ العلماء حضرت مولانا حامد علی خان صاحب ملتان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ زیر نظر کتاب مولانا محمد صدیق صاحب مد فیضہ کے دستِ قلم کا نتیجہ ہے مولانا خوش بیان مقرر اور پر جوش مبلغ اسلام ہیں۔ اور وروا اسلام سینہ میں رکھتے ہیں۔ مدت سے لوگ ان کو ایک واعظ اور مبلغ کی حیثیت سے جانتے ہیں اور اس میدان میں مقبول اور اچھی شہرت رکھتے ہیں۔ اب انہوں نے قلمی جہاد بھی شروع کر دیا ہے اور چونکہ وہ ابلاغ اسلام میں ایک مرد مجاہد کی سہی شان رکھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے سب سے پہلے جہاد کا فریضہ جو عام طور پر عیش کوشی کی نذر

جہاد کے موضوع پر قلم اٹھایا۔

ہو چکا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے وہ یاد آئے گا۔

دُعائے کہ مولیٰ تعالیٰ کتاب کو حسن قبول عطا فرمائے اور مولانا کی سعی مشکور ہو۔

احقر العباد

آمین بجاہ البنی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

حامد علیخان نقشبندی مجددی عفی عنہ

تقریظ

سحاب بدر بجزوہ خاتمہ نبیہ بصیر استاذ العلماء خطیب اسلام حضرت علامہ
مولانا محمد شریف صاحب دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث جازضویہ منظر العلوم طمان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ -

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

غزوات میں غزوہ بدر کو نہایت نمایاں مقام حاصل ہے یہی وہ پہلا غزوہ ہے جس میں غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فتح و نصرت عطا فرمائی اور اس غزوہ کے بعد سے کفار کی ہمت ٹوٹ گئی اور مسلمانوں کی جرات کا سکہ پوری دنیا نے تسلیم کیا۔ غزوہ بدر کے موضوع پر اہل قلم نے اگرچہ بہت کتابیں تالیف کی ہیں۔ مگر زیر نظر کتاب میں حضرت علامہ مولانا محمد صدیق صاحب نقشبندی رضوی نے اس موضوع کو جس انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ واقعہ کے ضمن میں حضرت علامہ نے اختلافی مسائل کو نہایت مدلل طور پر واضح کیا ہے۔ تمام مسلمانوں کے لئے اکابرین اسلام کی سیرت کا مطالعہ نہایت ضروری ہے اس سے ایمان کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ زیر نظر کتاب ”بدر الکبریٰ“ کے اکثر مقامات فقیر کی نظر سے گزرے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہیے اور فقیر کی دُعا ہے کہ مولیٰ کریم بجاہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبول عام عطا فرماوے اور مسلمانوں کو ایسی پاکیزہ کتابوں کے پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین

محمد شریف رضوی غفرلہ

صلوہ آپ ریڈیو پاکستان طمان سے تقاریر اور دوسرے قرآن نشر کرتے ہیں۔

تقریب

حضرت مولانا العلام ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ و محقق احکام شرعیہ اصولیہ و فرعیہ
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا سید محمد عبداللہ شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم مدرسہ انوار الابرار بیرون دہلی گیٹ ملتان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ
اس فقیر نے اس کتاب ”بدرا بکبری“ کو متعدد مقامات سے دیکھا جملہ نقلیہ و
بفیض حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حق و صواب پر مشتمل پایا الحمد للہ کہ فاضل قوم
مدظلہ نے ہر مسئلہ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں باحوالہ ثابت فرمایا ہے جس سے اہلسنت و جماعت
کی حقانیت ظاہر ہے اور مذاہب باطلہ کا بطلان آشکارا ہے، مولیٰ اعز و جل اس
کے مولف کو اجر جزیل اور ثواب جمیل عطا فرمائے ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور مذاہب مہذبہ
اہلسنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین و صلی اللہ تعالیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و
مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

فقیر سید محمد عبداللہ شاہ رضوی

تقریب

مفکر اسلام مجاہد ملت حضرت العلام مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی
ناظم دارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور

باطل کے خلاف نبرو آزا ہونے اور حقانیت کی شمع ہدایت کو فروزاں رکھنے کی جدوجہد
کو اسلام نے جہاد کا عنوان دیا ہے۔ اس لفظ کے مفہوم میں وہ کیفیت اور معنویت

شامل ہے جس سے سننے والے میں غیر شعوری طور پر ایک خاص جذبہ اور ولولہ اُبھرتا ہے۔ اسلام نے جہاد کو سنام الایمان قرار دیا ہے۔ مسلمان بے شک جذبہ جہاد سے سرشار تھے ان کی عظمت و سطوت اقوام عالم پر ثابت رہی، عرصہ دراز سے مسلمانوں نے فریضہ جہاد سے انحراف کیا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے آج مسلمان کی دنیا کے کسی گوشہ میں بھی وہ عزت اور قدر نہیں جو کبھی تھی۔ دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ اہل اسلام علم جہاد کے ایک بار پھر میدان میں نکلیں اور دشمن کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اپنی شاندار تاریخ کو دہرائیں اور اپنے اسلاف کے نشانِ قدم پر چل کر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کریں۔ اسی فرض کی یاد دہانی کی خاطر حضرت فاضل شعلہ بیان علامہ محترم محمد صدیق صاحب نقشبندی خطیب جامع مسجد غوثیہ رضویہ اقبال نگر ملتان نے غزوہ بدر کا واقعہ اور اس میں صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی بے مثال شجاعت اور بے نظیر استقامت کے تذکروں پر مشتمل کتاب مستطاب ”بدر الکبریٰ“ تالیف فرمائی ہے۔ اپنے موضوع اور انداز بیان کے لحاظ سے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کا مطالعہ کرے اور مشاہیر اسلام کے کارنامے نمایاں کو مشعلِ راہ بنائے۔

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو جزائے خیر دے اور ان کی خدمت تالیف کو شرف قبولیت بخشے۔ ہم عوام و خاص مسلمین کو اس کتاب سے بیش از بیش استفادے کا موقعہ عنایت فرمائے۔

محمد حسین نعیمی

ناظم دارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور ۲۲/۱۱/۲۰۲۱

کتاب کے طے کے پتے

۱۔ نوری رضوی بک سٹور چوک جامع مسجد خانیوال ضلع ملتان۔

۲۔ چشتی کتب خانہ جنگ بازار لائل پور۔

۳۔ حامد یہ رضویہ کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور۔

فلسفہ جہاد

قرآن مجید کی نظر میں ہر وہ کام جو اللہ کے لئے کیا جائے اور اللہ کی راہ میں رو بہ عمل آئے اس کو جہاد فی سبیل اللہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے قرآن مجید ایسے صالحانہ انداز سے تجویز جہاد پیش کرتا ہے۔ جو عدل فطری کے عین مطابق ہے۔ فرقانِ حمید کا نظریہ جہاد کافر کا مہلک نہیں، بلکہ کافر کے افعال کافرانہ کے لئے مہلک ہے۔ قرآن مجید کا نظریہ سحیات پوری انسانیت کے ساتھ حسن سلوک کا روادار ہے۔ پورے کا پورا قرآن انسانیت کا احترام کرتا ہے۔ وہ بھائیوں کو بھائیوں کے سامنے، بیٹوں کو ماؤں کے سامنے اور بھائیوں کو بہنوں کے سامنے اور بہنوں کو بھائیوں کے سامنے مجروح اور مقتول کی حیثیت دینے سے قطعاً گریزاں ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ جہاد فی سبیل اللہ میں مجاہد سے انسانی برادری کی بہنوں بیٹیوں اور ماؤں بیمار ضعیف اور مجبور لوگوں کی عافیت کا عہد لیتے ہوئے جہاد کی تلقین کرتا ہے اور ناسحق قدم بڑھانے سے سخت منع کرتا ہے۔ اور جہاد میں پہل کرنے سے شدت کے ساتھ منع کرتا ہے اور جہاد سے قبل استقامتِ نفس پر سخت ضابطے کی تعلیم دیتا ہے اور نفسانی غیظ و غضب پر ضابطہ کرنے والے مجاہد کو جہاد اکبر کا مجاہد قرار دیتا ہے اور تلوار کے جہاد کو جہاد اصغر سے تعبیر کرتا ہے۔

جو مجاہد خوتِ الہی سے اپنے نفسیات پر قابو نہیں پاسکتا اس کو تلوار اور نوکِ خنجر سے کھیلنے کی اجازت نہیں مل سکتی وہ جہاد اصغر کے میدان میں نکلنے کا مجاز نہیں کیوں کہ شمشیر و سناں اور اسلحہ نخر ب سب کے سب کسی کی جان عزیز کا خون بہا سکتے ہیں اور جس کا خون بہایا جاتا ہے وہ کسی کی امیدوں کا سہارا ہوتا ہے اسلام کسی کی امیدوں کو پامال کرنے نہیں آیا بلکہ وہ پروردگارِ عالم کی

طرف سے انسانی امیدوں کی آبیاری کرنے آئی ہے۔ وہ چمن انسانی کا باغبان بن کر آیا ہے باغبان قاتل چمن نہیں ہوتا البتہ باغبان کی ایک حالت یہ ہے کہ جب باغ کے اشجار بیمار ہو جائیں یا ان کی شاخیں آپس میں اس طرح الجھ جائیں کہ ان کی ذاتی نشوونما کے لئے نقصان وہ ہوں تو وہ شاخ تراشی کرتا ہے یہ شاخ تراشی بظاہر سخت معلوم ہوتی ہے مگر درحقیقت وہ ان درختوں کے لئے مفید ہوتی ہے تاکہ اشجار صحیح طریقے سے پھولیں پھلیں اور منفعت عامہ کا باعث بنیں، قدرت بھی گاہے گاہے انسانی بے ہنگم پھیلاؤ کو روکنے کے لئے انسانی شاخ تراشی کرتی ہے۔

بظاہر یہ ہولناک منظر ہوتا ہے مگر درحقیقت انسانیت کو صحت مندانہ طریقے پر بار آور ہونے کا قدرتی طور پر موقع دیا جاتا ہے بعض دفعہ حادثات غیر انقلابی صورت میں ارضی و سماوی حادثات بن کر رونما ہوتے ہیں۔ اور یہ حادثات عین اس وقت ظہور پذیر ہوتے ہیں جب انسان میں رحم و کرم عدل و انصاف خدمت انسانیت اور اظہار صداقت جیسی صلاحیتیں مفقود ہو جائیں اور وہ محض جنگل کے ان درختوں کی طرح ہو جائے جو ذاتی منفعت کے لئے ارض و سما سے فائدہ اٹھا رہے ہوں، مگر دوسروں کے لئے پھل پھول کی صورت میں منافع بخش نہ ہوں اور ان کو کاٹ دیا جائے تاکہ ان کی جگہ وہ درخت اگائے جائیں جو انسانیت کیلئے مفید اور منفعت بخش ہوں۔

بالکل اسی طرح جب انسان صرف نفس کے ہاتھوں سعادتوں سے محروم ہو جاتا ہے اور اس سے نیکیوں کا پھل پیدا ہونا بند ہو جاتا ہے وہ سراسر برائیوں کا پیکر بن کر صنعا اور کباہ کی آلودگیوں سے طوٹ ہو جاتا ہے اور اس کی انسانیت ان برائیوں کی پیٹ میں آجاتی ہے تو یہ جملہ آفات اس کو سمجھانے کے لئے براہین ربانی کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔

۵۔ جہاندار داند جہاں داشتن - کسے را بریدن کے کاشتن

قرآن مجید کی اسلامی تعلیمات اپنے مجاہدین کو تلقین کرتی ہیں کہ وہ راہ جہاد میں کسی وقت کسی لمحہ نفس کا شکار نہ ہونے پلے بعد انہاں اسکو طہارت بدنی کا حکم ملتا ہے۔ طہارت ظاہری اور طہارت بدنی کے ساتھ اسے آواز حق بلند کرنے کا حکم ملتا ہے۔ چونکہ ہر ناپاکی برائی ہے اور برائی اسلامی نقطہ نظر

سے نقصان وہ ہے اس لئے انسان سب سے پہلے اپنی ذاتی برائیوں کو دور کرے پھر دوسرے لوگوں کی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کرے جو شخص اپنی ذاتی برائیوں سے جہاد نہیں کر سکتا وہ دوسروں کی برائیوں کو دور کرنے کا تہ بھی نہیں رکھتا۔ جس کی اپنی ذات اپنا گھرانہ اور اپنا ماحول برائیوں سے پیٹا پڑا ہو وہ دوسروں کی برائیوں کو کیوں کر دور کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات میں جہاد ایک طرز تبلیغ ہے۔ قرآن حکیم نے اسکی بہت سی صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ جنہیں جہاد بالنفس، جہاد بالمال اور جہاد بالاولاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ
أَوْادًا نَصْرًا وَأُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ. (قرآن مجید)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مال اور جانوں سے اور وہ لوگ جنہوں نے ٹھکانہ دیا (مہاجرین کو)، اور امداد کی ان کے بعض بعض کے دوست ہیں۔

اس آیت میں جہاد ترک وطن کے ساتھ اور جہاد بالمال، جہاد بالنفس کی صورت میں اور مہاجرین کی تائید کی صورت میں بیان کیا گیا۔ ترک وطن، جہاد بالمال، جہاد بالنفس اور جہاد بالاعانت سب کے سب نفسیات کے خلاف ہیں۔

دوسری جگہ اللہ کی راہ میں ترک وطن کرنے والے مال و جان سے جہاد کرنے والے مومنوں کو اللہ کے نزدیک بہت بڑے درجے والا قرار دیا گیا ہے اور ایسے مجاہدین کو کامیاب مغفرت یافتہ قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْبَرُ دَرَجَةً
عِنْدَ اللَّهِ طَوَّافًا وَلَشَكَهُمْ الْفَائِزُونَ ه. يَبْسُطُ لَهُمْ رِزْقَهُمْ بِرِحْمَةٍ مِّثْلِهِ وَرِضْوَانٍ وَخَبْرَتْ
لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ه. خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَكْبَرُ عَظِيمٌ ه

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک مرتبے کے اعتبار سے بڑے ہیں۔ اور وہ لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب

لے ان کو بشارت دیتا ہے۔ اپنی طرف سے رحمت، خوشنودی اور ان باغوں کی جن میں دائمی نعمتیں ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ مشک الشریکے ماس بر احر سے۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آذَوْا وَكَفَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

ترجمہ :- اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور
مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے بخشش ہے۔ اور عزت کی روزی۔

ان کے علاوہ اس قسم کی قرآن مجید میں بہت سی آیات موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد
اللہ کی راہ میں ہر اس نیکی کا حاصل کرنا ہے جو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے نجات کا باعث ہو۔
اسلام خون انسانیت کا امین ہے جو کسی مسلم یا غیر مسلم کے ناحق خون بہنے پر اپنی عدالت میں
مقدمہ کرتا ہے اور اپنیوں اور پڑائیوں سے اس کا بدلہ لیتا ہے۔ خون بہا کا دستور اسلام نے پیش
کیا۔ فدیہ، ہزیہ غیر مسلم کو ریاست میں امن عامہ سے رکھنا، قیدیوں سے بیگانہ لینا، بلا وجہ کسی
کو نہ مارنا۔ پہل نہ کرنا وغیرہ اسلامی جہاد کے صلح جو ہونے کی دین عظیم ہے۔ اسلام کی تعلیم
یہ ہے کہ اگر مخالفین اسلام جنگ کرنے سے باز آجائیں تو ان کو ہلاک نہ کیا جائے بلکہ امان دی
جائے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ کہ اہل کفر جنگ میں صلح کے لئے ہاتھ بڑھائیں تو ان کے ساتھ صلح کرو
اور اگر وہ اپنے وعدوں سے منحرف ہو جائیں تو ان کے ساتھ جہاد کرو تا کہ وہ غلط بیانی سے عوام
کو دھوکا نہ دیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَلِيمةَ الْكُفْرَانِهِمْ
لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ط

ترجمہ :- اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے سرخونوں
سے لڑو۔ بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔

اس طرح اسلامی جہاد جنگ کے میدان میں اخلاقی نوعیت اختیار کر لیتا ہے اور اس اخلاقی
نوعیت کو اسلامی دفاع کہا گیا ہے۔ اسلام کی تعلیم جہاد یہ ہے کہ بغیر تربیت کے میدان جنگ

میں جانے کی اجازت نہیں، دشمنوں کو کسی وقت کمزور تصور نہ کرو۔ اور منکرین حق کے مقابلے کے لئے پوری طرح اسلحہ اور ساز و سامان کے ساتھ تیار ہو جاؤ ہر زمانے کے مطابق سامان حرب و ضرب کے حاصل کرنے کی تعلیم قرآن مجید سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

وَاعِدُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ وَخَيْلٍ تُرْهَبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخِرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ (قرآن حکیم)

ترجمہ :- اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور ختنے گھوڑے باندھ سکوان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں۔ جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے۔

اس آیت میں ایک چھوٹے سے ہتھیار اور ذمی جان سواری سے لیکر تمام برقی و بحری سواریوں کا ثبوت ملتا ہے۔ جن کے ساتھ جنگ لڑی جاسکتی ہے اور تمام فضائی طیاروں جنگی جہازوں ہائیڈروجن بم۔ ایٹم بم اور راکٹوں کا ثبوت بھی میسر آجاتا ہے جو انسانی گرفت میں آکر میدان جنگ میں کام آسکتے ہیں۔

اس حکم خداوندی کے بعد ان جملہ سامانوں کو جنگ کے لئے حاصل نہ کرنا مسلمانانِ عالم کے لئے نافرمانی کی حیثیت رکھتا ہے اگر وہ امرکافی استطاعت کے ساتھ جن میں علم و سہرا و صنعت و حرفت سب داخل ہیں حاصل نہ کریں تو ارشاد باری کی مخالفت ہوگی ایسی جنگ لڑنے والے مسلمانوں کو تیار کرنے کے لئے براہِ راست سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جاتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ خَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا أَمَانِينَ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ

اے غیب کی خبریں بتانے والے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں کے بیس صبر والے ہوں گے دو سو پر غالب ہونگے اگر تم میں کے سو ہوں تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے۔

بعد ازاں خدا تعالیٰ نے اس حکم کو اس طرح بدل دیا کہ تم میں سے سو آدمی دوسو پر غالب آئے گا اور ایک ہزار دو ہزار پر غالب آئیگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلی آیت منسوخ ہوگی۔ بلکہ اس سے تربیت کمال مراد ہے۔

بدھ کی جنگ میں خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے تناسب کو ثابت کر دیا اور بھارت سے ہماری ستمبر ۱۹۴۵ء کی جنگ نے بھی اعلیٰ قیادت کے ساتھ اس تناسب اول کو ثابت کر دیا۔ کہ ایک ہزار کفار پر ایک سو پاکستانی جانناز غالب آئے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت

جب مشرکین مکہ کی سرکشی حد سے بڑھ گئی حضور علیہ السلام کو سخت ایذا میں دیتے دیتے اب آپ کے قتل کر نیلے درپے ہو گئے آپ کو جلا وطن کرنے کی سازشیں کرنے لگے، اسی طرح صحابہ کرام پر مصائب کے پہاڑ توڑ دیئے تو وطن مال و اسباب اور خویش واقارب کو چھوڑ کر جہاں جس کا موقع بنا گھر کر چل دیا کچھ تو عیشہ پہنچے کچھ مدینہ طیبہ چلے گئے۔ یہاں تک کہ خود آفتاب رسالت کا طلوع بھی مدینے میں ہوا۔ اہل مدینہ محمدی جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ لشکر کی صورت مرتب ہو گئی۔ کچھ مسلمان ایک جھنڈے تلے دکھائی دینے لگے، قدم ٹکانے کی جگہ مل گئی اب دشمنان دین سے جہاد کے احکام نازل ہونے شروع ہوئے چنانچہ سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی :-

أَذِنَ لِلَّذِينَ يُقْتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۗ وَالَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنَ دِينِهِمْ يَبْتَغِ الْخَيْرَ ۗ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ ۗ

ترجمہ :- جن لوگوں سے جنگ کجا رہی ہے انہیں لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے کیوں کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد پر یقیناً قدرت رکھتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بے قصور نکالے گئے ان کا قصور صرف یہ تھا کہ یہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتے تھے۔

اس آیت میں جن لوگوں کے خلاف جنگ کا حکم دیا گیا ہے ان کا یہ قصور نہیں بتایا کہ ان کے پاس ایک ذریعہ ملک ہے یا وہ تجارت کی ایک بڑی مٹھی کے مالک ہیں بلکہ ان کا جرم صاف طور پر یہ بتایا گیا کہ وہ ظلم کرتے تھے لوگوں کو بے قصور ان کے گھروں سے نکالتے تھے اور اس قدر متعصب تھے کہ صرف اللہ کو پروردگار کہنے پر تکالیف پہنچاتے تھے ایسے لوگوں کے خلاف صرف اپنی مدافعت ہی میں جنگ کا حکم نہ دیا گیا بلکہ دوسرے مظلوموں کی اعانت و حمایت کا بھی حکم دیا گیا اور تاکید کی گئی کہ کمزور اور بے بس لوگوں کو ظالموں کے پنجہ استبداد سے چھڑاؤ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا

ترجمہ :- تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو کہتے ہیں کہ اے خدا ہمیں اس بستی سے نکال جہاں کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔ اور ہمارے لئے اپنی طرف سے ایک محافظ اور مددگار مقرر فرما۔

ایسی جنگ کو جو ظالموں اور مفسدوں کے مقابلے میں اپنی مدافعت اور کمزوروں، بے بسوں اور مظلوموں کی اعانت کے لئے کی جائے اللہ نے خاص راہ خدا کی جنگ قرار دیا ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ جنگ بندوں کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہے اور بندوں کی اغراض کے لئے نہیں بلکہ خاص خدا کی خوشنودی کے لئے ہے۔ اس جنگ کو اس وقت تک جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب تک خدا کے بے گناہ بندوں پر نفسانی اغراض کے لئے دست درازی اور جبر و ظلم کرنے کا سلسلہ بند نہ ہو جائے چنانچہ فرمایا :-

وَقَاتِلُواهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً

یعنی ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور حتیٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا۔
یعنی یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے۔

اور فساد کا نام و نشان اس طرح مٹ جائے کہ اس کے مقابلہ پر جنگ کی ضرورت باقی نہ رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حمایت حق کی جنگ کی مصلحت و ضرورت ظاہر کرنے اور تاکید فرمانے ہی پر قناعت نہیں کی بلکہ یہ تصریح بھی فرمادی کہ :-

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ
الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا.

ترجمہ :- جو لوگ ایماندار ہیں، وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو کافر نافرمان ہیں وہ ظلم و ستم کی خاطر لڑتے ہیں پس شیطان کے دوستوں سے لڑو کہ شیطان کی جنگ کا پہلو کمزور ہے۔

یہ ایک قول فیصل ہے جس میں حق اور باطل کے درمیان پوری حد بندی کر دی گئی ہے جو لوگ ظلم و ستمی کے لئے جنگ کریں وہ شیطان کے دوست ہیں اور جو ظلم کو مٹانے کے لئے جنگ کریں، وہ راہ خدا کے مجاہد ہیں۔ ہر وہ جنگ جس کا مقصد حق و انصاف کے خلاف بندگانِ خدا کو تکلیف دینا ہو جس کا مقصد حقداروں کو بے حق کرنا اور انہیں ان کی جائز ملکیتوں سے بے دخل کرنا ہو جس کا مقصد اللہ کا نام لینے والوں کو بے قصور ستانا ہو وہ سبیلِ طاغوت کی جنگ ہے اسے خدا سے کوئی واسطہ نہیں ایسی جنگ کرنا ایمانداروں کا کام نہیں البتہ جو لوگ ایسے ظالموں کے مقابلے میں مظلوموں کی حمایت و مدافعت کرتے ہیں جو دنیا سے ظلم و طغیان کو مٹا کر عدل و انصاف قائم کرنا چاہتے ہیں جو ستمکشوں کی جڑ کاٹ کر بندگانِ خدا کو امن و اطمینان سے زندگی بسر کرنے اور انسانیت کے اعلیٰ نصب العین کی طرف ترقی کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ ان کی جنگ راہ خدا کی جنگ ہے۔ وہ مظلوموں کی کیا مدد کرتے ہیں۔ گویا خدا کی مدد کرتے ہیں۔ اور اللہ کی نصرت کا وعدہ ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔

یہی وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جس کی فضیلت سے قرآن کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔
ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُجْبِيكُمْ مِنْ عَذَابِ إِلِيمٍ تُوْعَدُونَ
 بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ
 خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ يَعْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلُكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
 مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

ترجمہ :- اے ایمان والو کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے اللہ تعالیٰ
 پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے
 لئے بہتر ہے اگر تم میں علم ہے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ان جنتوں میں
 پہنچائے گا۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں
 ہوں گے۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔

یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ آؤ تمہیں ایک سراسر نفع والی تجارت بتاؤں جس میں گھاٹے کی کوئی صورت
 ہی نہیں ہے جس سے مقصود حاصل اور ڈر زائل ہو جائے گا۔ وہ یہ کہ اللہ کی وحدانیت اور اس کے
 رسول کی رسالت پر ایمان لاؤ۔ اپنی جان اور مال اس کی راہ میں قربان کرنے پر تل جاؤ جان لو
 کہ دنیا کی تجارت اور اس کے لئے کدو کاوش کرنے سے بہت ہی بہتر ہے۔ اگر تم اس تجارت کے تاجر
 بن جاؤ تو تمہاری ہر لغزش اور ہر گناہ سے میں درگزر کروں گا۔ اور جنتوں کے پاکیزہ محلات میں
 بندوبلا درجوں میں تمہیں پہنچاؤں گا۔ تمہارے بالا خانوں اور ان ہمیشگی والے باغات کے درختوں کے
 نیچے سے صاف شفاف نہریں پوری روانی سے جاری ہوں گی۔ یقین مان لو کہ علیٰ کامیابی یہی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفَاكَ أَنْتُمْ بَنِيَانٌ مَرْمُوسُونَ

ترجمہ :- بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد
 کرتے ہیں۔ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے محبوب وہ لوگ ہیں جو صفیں باندھ کر دشمنانِ خدا کے مقابلے میں
 ڈٹ جاتے ہیں۔ تاکہ خدا کا بول بالا ہو اسلام کی حفاظت ہو اور دین کا غلبہ ہو۔

مسند امام احمد میں ہے کہ تین قسم کے لوگوں کی تین حالتیں ہیں، جنہیں دیکھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھنے والے۔ نماز کے لئے سفید باندھنے والے اور میدان جنگ میں صف بندی کرنے والے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ إِذِ الْفَيْتَمُ فَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم کسی مخالفت فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت یاد خدا کرو تاکہ تمہیں کامیابی ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو لڑائی کی تدبیر اور دشمن کے مقابلے کے وقت شجاعت سکھاتا ہے۔ ایک غزوہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! دشمن سے مقابلے کی تمنا نہ کرو۔ اللہ سے عافیت مانگئے رہو۔ لیکن جب دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے تو استقلال کا مظاہرہ کرو۔ اور یقین مان لو کہ جنت تلواروں کے سایے تلے ہے۔

طہرانی میں ہے تین وقتوں میں اللہ تعالیٰ کو خاموشی پسند ہے تلاوت قرآن کے وقت، جہاد کے وقت اور جنازے کے وقت، اور حدیث میں ہے میرا کامل بندہ وہ ہے جو دشمن کے مقابلے کے وقت بھی میرا ذکر کرتا رہے۔

انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَٰلِكُمْ

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

ترجمہ: نکل جاؤ ہلکے پھلے ہو تو بھی اور بھاری بھر کم ہو تو بھی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں علم ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کفار سے جہاد کرنا پڑے تو جوان اور بوڑھے

امیر ہوں یا غریب فارغ ہوں یا مشغول خوشحال ہوں یا دل تنگ بھاری ہوں یا ہلکے جاہل ہوں۔ یا کاریگر، آسانی والے یا سختی والے، پیشہ ور ہوں یا تجارتی ہوں، قوی ہوں یا کمزور جس حالت میں بھی ہوں بلا عذر جہاد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ
 وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
 الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ
 وَأَنْفُسِهِمْ أَكْثَرُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

ترجمہ :- کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد کرنے کو ان لوگوں کے کام کے برابر
 ٹھہرایا ہے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے نزدیک یہ
 دونوں برابر نہیں ہیں۔ اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا جو لوگ ایمان لائے جنہوں نے
 حق کی خاطر گھر بار چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے لڑے ان کا درجہ اللہ کے نزدیک
 زیادہ بڑا ہے۔ اور وہی لوگ ہیں جو حقیقت میں کامیاب ہیں۔

یہی وہ حق پرستی کی جنگ ہے جس میں ایک رات کا جاگنا ہزار رات جاگ کر عبادت کرنے سے
 بڑھ کر ہے جس کے میدان میں جم کر کھڑے ہونا گھر بیٹھ کر ۶۰ برس تک نمازیں پڑھنے رہنے سے
 افضل تبا یا گیا ہے جس کی راہ میں غبار آلود قدموں کے متعلق فرمایا گیا۔

مَا أُغْبِرَتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَسَّهُ النَّارُ

یعنی جس بندے کے پاؤں خدا کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوتی۔
 جس میں جاگنے والی آنکھ پر دوزخ کی آگ حرام کر دی گئی جس کے مجاہد کو صائم الدہر اور
 قائم اللیل اور قرآن خوان سے افضل قرار دیا گیا ہے جس کے شہید سے دخول جنت کا وعدہ کیا گیا۔

تَفْصِيلُ جِهَادِ الرَّاحِلِ

مسنور علیہ السلام نے فرمایا۔ ایک دن اور ایک رات کی چوکیداری خدا کی راہ میں (ایام
 جہاد میں) ایک مہینے کے روزوں اور شب بیداری سے افضل ہے اور اگر کوئی چوکیداری

کی خدمت انجام دیتا ہوا مارا جلتے تو اس کے اس عمل کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے جس میں وہ مشغول تھا (یعنی اس کا ثواب اسکو ملتا رہتا ہے) اور اس کو جنت سے رزق ملتا رہتا ہے اور نقتہ میں ڈالنے والے سے امن میں رہتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے انسانوں میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے گھوڑے کی پشت پر سوار ہو اور جب خوف کی آواز سنے۔ فوراً اس کی طرف دوڑے اور قتل اور موت کو تلاش کرے یعنی دشمنوں کو قتل کرنے کے لئے دوڑے اور درجہ شہادت حاصل کرنے کیلئے اپنی موت کو تلاش کرے۔

حضرت زید بن خالد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ جَهَّزَ غَائِرًا يَأْتِي سَبِيلَ اللَّهِ فَقَدْ غَنَّا وَمَنْ خَلَفَ غَائِرًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَنَّا.

ترجمہ: جس نے کسی جہاد کرنے والے کا سامان درست کر دیا اس نے گویا جہاد کیا اور جو شخص جہاد کرنے والے کے اہل و عیال کا خدمت گزار بنا اس نے بھی گویا جہاد کیا۔

ایک شخص مہار ڈالی ہوئی ادٹنی لے کر حاضر ہوا اور عرض کی یہ ناقہ خدا کی راہ میں دیتا ہوں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ.

یعنی قیامت کے دن تجھے سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور ان سب کو مہار پڑی ہوئی ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص خدا کی راہ میں زخمی کیا جائے اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئیگا کہ اس کے زخم سے خون جاری ہوگا۔ اس خون کا رنگ تو خون کا سا ہوگا۔ لیکن بو مشک کی ہوگی۔

ایک حدیث میں ہے کہ ہر شخص کا عمل مرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے مگر اس شخص کا عمل جو خدا کی راہ میں محافظت کرتا ہوا مرے اس شخص کے عمل کا ثواب قیامت تک بڑھتا رہتا ہے

اور وہ قبر کے فتنہ سے بھی مامون رہتا ہے۔

حضرت خیرم بن فاتک کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَتَبَ لَهُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ -

یعنی جو شخص خدا کی راہ میں (یعنی جہاد میں) خرچ کرے اس کے حساب میں سات سو گنا ثواب لکھا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی پاک کے صحابہ میں سے ایک شخص پہاڑی درہ سے گزرا جس میں شیریں پانی کا چشمہ تھا اس کو یہ چشمہ بہت پسند آیا اور اس نے دل میں کہا کہ کاش میں لوگوں کو چھوڑ دوں اور اس درہ میں آ رہوں۔ پھر اس بات کا ذکر حضور علیہ السلام سے کیا۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کر اس لئے کہ خدا کی راہ میں تمہارا قیام کرنا گھر میں شتر برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ کیا تم اس چیز کو پسند نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ تمہیں پوری طرح بخش دے اور تمہیں جنت میں داخل کر دے۔ تم خدا کی راہ میں لڑو اس لئے کہ جو شخص تھوڑی دیر کے لئے بھی خدا کی راہ میں لڑتا ہے۔ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ تین قسم کے لوگ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے، ایک ان میں سے شہید دوسرا حرام سے بچنے والا۔ اور سوال نہ کرنے والا، تیسرا وہ غلام جس نے خدا کی عبادت خوبی کے ساتھ کی اور اپنے مالک کا بھی خیر خواہ رہا۔

حضرت مقدم بن معدیکرب نے حضور علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا خدا کے نزدیک شہید کے لئے چھ باتیں ہیں۔

۱۔ بختا جائے گا اس کو پہلی ہی مرتبہ (یعنی خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی) ۲۔ اس کو اس کا جنتی ٹھکانا دکھایا جائے گا۔ (یعنی جان نکلنے کے وقت) ۳۔ محفوظ رہتا ہے وہ عذاب قبر سے ۴۔ وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہتا ہے (یعنی دوزخ کے عذاب سے) ۵۔ اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا۔ کہ اس کا ایک یا قوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے

بہتر ہوگا۔ ۶۔ اس کے نکاح میں بہتر خوریں بڑی بڑی آنکھوں والی دی جائیں گی اور اس کے عزیزوں میں سے ستر آدمیوں کے لئے اسکی شفاعت قبول کی جائے گی۔

حضرت عقبہ بن سلمی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ جہاد میں قتل کئے جائیں ان کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ مومن جو اپنی جان اور اپنے مال سے خدا کی راہ میں جہاد کرے دشمن سے مقابلہ کرے اور لڑے یہاں تک کہ مارا جائے اس شہید کی نسبت آپ نے فرمایا ہے یہ وہ شہید ہے جس کے صبر و استقلال اور مشقتوں پر استقامت کا ایقان کیا گیا ہے۔ یہ شہید خدا کے عرش کے نیچے خدا کے خیمہ میں ہوگا۔ اور انبیاء علیہم السلام اس سے صرف درجہ نبوت میں زیادہ ہوں گے اور دوسرا وہ مومن جس کے اعمال مخلوط ہوں یعنی کچھ اچھے اور کچھ بُرے وہ اپنی جان اور اپنے مال سے خدا کی راہ میں جہاد کرے جس وقت دشمن سے سامنا ہو لڑے یہاں تک کہ مارا جائے اس شہید کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ شہادت یا حصلت پاک کرنے والی ہے۔ جو اس کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتی ہے اور تلوار گناہوں کو بہت زیادہ محو کرنے والی چیز ہے یہ شہید جس دروازے میں سے جنت میں جانا چاہے گا چلا جائے گا۔ اور تیسرا شخص وہ منافق ہے جس نے اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کیا۔ جب دشمن سے اس کا مقابلہ ہوا لڑا (اور خوب لڑا) یہاں تک کہ مارا گیا۔ یہ شخص دوزخ میں جائے گا اس لئے کہ تلوار لفاق کو نہیں مٹاتی۔

حضرت ابن عابد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے جنازہ کے ہمراہ تشریف لے چلے جب جنازہ کو رکھا گیا تو فاروق اعظم نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اس پر نماز نہ پڑھئے کیوں کہ یہ فاسق تھا آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا تم میں سے کسی نے اسکو اسلام کا کوئی کام کرتے دیکھا ہے ایک شخص نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ اس نے ایک رات خدا کی راہ میں پاسبانی کی تھی اس پر رسول اللہ نے اسکی نماز جنازہ پڑھی اور اپنے ہاتھوں سے مٹی دی اور پھر فرمایا تیرے دوست و احباب خیال کرتے ہیں کہ تو دوزخ میں ہے اور میں اس امر کی

شہادت دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے۔ (کتاب الجہاد مشکوٰۃ شریف)

فضیلت جہاد کی وجہ

غور کرو کہ جہاد فی سبیل اللہ کی اتنی فضیلت کیوں ہے اور مجاہد کی تعریف کس لئے کی گئی ہے۔ جہاد کرنے والوں کو بار بار کیوں کہا جاتا ہے کہ وہی کامیاب ہیں اور انہی کا درجہ بلند ہے۔ اس سوال کو حل کرنے کے لئے ذرا ان آیات اور احادیث پر پھر ایک نظر ڈالئے جن میں جہاد کا حکم اور اس کی فضیلت لکھی ہے۔ ان آیات اور احادیث میں کامیابی اور عظمت کے معنی کسی جگہ مال و دولت اور ملک و سلطنت کا حصول نہیں بتائے گئے۔ اس طرح قرآن و حدیث میں کہیں یہ کہہ کر قتال فی سبیل اللہ کی جانب رغبت نہیں دلائی گئی کہ اس کے عوض تمہیں دنیا کی دولت اور حکومت ملے گی۔ بلکہ اس کے برعکس ہر جگہ جہاد فی سبیل اللہ کے عوض صرف خدا کی خوشنودی اور صرف اللہ کے ہاں بڑا درجہ ملنے اور عذاب الیم سے محفوظ رہنے کی توقع دلائی گئی ہے۔ سقایۃ حاج اور عمارت مسجد حرام سے جو عرب میں بڑے اثر و رسوخ اور بڑی آمدنی کا ذریعہ تھا۔ گھر بار چھوڑ کر نکل جانے اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے کو افضل قرار دیا گیا اور پھر اس کے عوض اللہ کے نزدیک بڑے بڑے اجر اور جنت کا وعدہ کیا گیا۔ دوسری جگہ تجارت کا ذکر سکھایا ہے جس سے گمان ہوتا ہے کہ شاید یہاں کچھ دھن دولت کا ذکر ہو مگر پڑھ کر دیکھئے تو اس تجارت کی حقیقت یہ نکلتی ہے کہ اللہ کی راہ میں جان اور مال نثار کرو اور اس کے عوض عذاب سے نجات حاصل کرو۔

پھر جب اس جہاد سے دنیا کی دولت اور ملک گیری مقصود نہیں ہے تو آخر اس خونریزی سے اللہ کو کیا ملتا ہے کہ وہ اس کے بدلے اتنے بڑے بڑے درجات دے رہا ہے آخر اس پر خطر کام میں کیا رکھا ہے کہ اس کی بھاگ دوڑ سے گرد آلود ہونے والے قدموں تک کو

مواد اللطاف و غنایات بنایا جاتا ہے اور آخر میں وہ کونسی کامیابی مضمر ہے کہ اس نشتک اور بے مزہ جنگ میں لڑنے والوں کو اُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ کہا جا رہا ہے اس کا جواب ان دو آیات میں پڑھنا ہے۔

ترجمہ :- اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے دفع نہ کرتا تو زمین فساد سے بھر جاتی۔

اَلَا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ

ترجمہ :- ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

اللہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کی زمین میں فتنہ و فساد پھیلا جائے اسے یہ گوارا نہیں کہ اس کے بندوں کو بے قصور ستایا جائے اور تباہ و برباد کیا جائے اسے یہ پسند نہیں کہ طاقتور کمزوروں کو کھا جائیں۔ ان کے امن و چین پر ڈاکے ڈالیں اور ان کی اخلاقی روحانی اور مادی زندگی کو ہلاکت میں مبتلا کریں، اسے یہ منظور نہیں کہ دنیا میں سیاہ کاری بدکاری ظلم و بے انصافی اور قتل و غارت گری قائم رہے، وہ پسند نہیں کرتا کہ جو خاص اس کے بندے ہیں ان کو مخلوق کا بندہ بنا کر ان کی انسانی شرافت پر دولت کا دماغ لگایا جائے پس جو گروہ بغیر کسی معاوضہ کی خواہش، بغیر کسی دھن دولت کے لاپس، بغیر کسی ذاتی نفع کی تمنا محض خدا کی خاطر دنیا کو اس فتنہ سے پاک کرنے کے لئے اور اس ظلم کو دور کر کے اس کی جگہ عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس نیک کام میں اپنی جان و مال اپنی تجارت کے فوائد، اپنے بال بچوں اور باپ بھائیوں کی محبت اور اپنے گھر کے عیش و آرام سب کو قربان کر دے۔ اس سے زیادہ اللہ کی محبت اور رضا مندی کا اور کون مستحق ہو سکتا ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی یہی فضیلت ہے جس کی بنا پر اسے تمام انسانی اعمال میں ایمان باللہ کے بعد سب سے بڑا درجہ دیا گیا ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت یہی چیز تمام مکارم اخلاق اور فضائل کی روح ہے انسان میں یہ جذبہ موجود ہونا چاہیے

کہ وہ بدی کو کسی حال میں برداشت نہ کرے اور اسے دفع کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائے، انسان کی عملی زندگی کا راز بھی اسی جذبہ میں مضمر ہے۔ جو انسان دوسروں کی بدی کو برداشت کرتا ہے اسکی اخلاقی کمزوری اسے آخر کار اس بات پر بھی آمادہ کر دیتی ہے کہ وہ خود اپنے لئے بدی برداشت کرنے لگے۔ اور جب اس میں برداشت کا یہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اس پر ذلت کا وہ درجہ آتا ہے۔ جسے خدا نے اپنے غضب سے تعبیر کیا ہے۔

وَضَرَبْتُ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةَ وَالْمَسْكَنَةَ وَبَاؤُا بِغَضَبِ مِنَّا اللّٰهِ۔

اس درجہ میں پہنچ کر آدمی کے اندر شرافت اور انسانیت کا کوئی احساس باقی نہیں رہتا۔ وہ جسمانی و مادی غلامی میں ہی نہیں بلکہ ذہنی و روحانی غلامی میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے اور کمینگی کے ایسے گڑھوں میں گرتا ہے جہاں سے اس کا نکلنا محال ہو جاتا ہے اس کے بالمقابل جس شخص میں یہ اخلاقی قوت موجود ہو کہ وہ بدی کو محض بدی ہونے کے باعث برا سمجھے اور انسانی برادری کو اس سے نجات دلانے کے لئے انتھک جدوجہد کرتا رہے وہ ایک سچا اور اعلیٰ درجہ کا انسان ہے اور اس کا وجود عالم انسانی کے لئے رحمت ہے۔ ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ دنیا سے کسی معاوضہ کی خواہش نہ کرے مگر دنیا ان تمام ناشکریوں کے باوجود جن کے داغ ان کی پیشانی پر موجود ہیں۔ انہی احسان ناشناس نہیں ہے کہ وہ اس خادم انسانیت کو اپنا ستر تاج، امام اور اپنا سرور تسلیم نہ کر لے جو بے لاگ بے تمنا بے مزہ اُسے بدی کے تسلط سے چھڑائے اور اخلاقی و روحانی اور مادی آزادی عطا کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دے۔ دنیا کی کامیابی حقیقتاً ان لوگوں کے لئے ہے جو نفسانی اغراض سے پاک ہو کر خالصتہ اللہ کی خوشنودی اور اللہ کے بندوں کی بھلائی کے لئے جہاد کرتے ہیں۔



عز و بیدار

تلوار کا اٹھانا ہمیشہ خون ریزی کے لئے نہیں ہوا کرتا بلکہ بعض اوقات حمایت دین اور حفاظت حقوق اور قیام امن و امان کے لئے بھی تلوار اٹھانی پڑتی ہے۔ ہمارے آقا و مولا حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جنگ کرنی پڑی مگر آپ نے اس وقت تک تلوار کو ہاتھ میں نہیں لیا جب تک انسانی زندگی، دین اسلام کی حفاظت اور امن قائم رکھنے کے واسطے سولے اس کے اور کوئی ذریعہ باقی نہ رہا مگر آپ کی ان لڑائیوں میں ایک مفید کام بھی انجام پایا۔ یعنی ان کی وجہ سے وہ مواقع پیدا ہو گئے جنکا پیدا ہونا حضور علیہ السلام کے بعض اخلاق فاضلہ کے اظہار کے لئے ضروری تھا اور جو ان حالات کے پیدا نہ ہونے کی صورت میں پوشیدہ کے پوشیدہ رہ جاتے منجملہ ان اخلاق فاضلہ کے آپ کا عدلے دین جو جنگ کے بعد مغلوب اور گرفتار ہو کر آپ کی خدمت میں آئے کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا نیک سلوک کرنا اور اس قسم کے واقعات سے تو حضور علیہ السلام کی زندگی کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ پھر بھی معاندین اسلام آنکھیں بند کر کے یہی کہتے ہیں کہ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں کی غرض یہ تھی کہ کفار کو بزور شمشیر دین اسلام میں داخل کیا جائے حالانکہ ہر جنگ کے اختتام پر سینکڑوں بلکہ بعض اوقات ہزاروں قیدی بلا کسی جبر و اکراہ کے آزاد کئے جاتے تھے اور ان کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کیا جاتا تھا اگر آپ نے تمام لڑائیاں محض اس لئے کیں کہ بزور شمشیر کفار کو داخل اسلام کیا جائے تو کیوں ان کو بغیر اسلام قبول کئے چھوڑ دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے گھروں کو

واپس چلے جائیں۔ کوئی دشمن اسلام ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کر سکتا کہ کسی کو جبراً مسلمان بنایا گیا ہو۔

حضور علیہ السلام کی ہجرت انگریز اور انتھک کوشش اپنے ملک بلکہ تمام دنیا سے بت پرستی دور کرنے اور دیگر اصلاحات قائم کرنے کے لئے ہمیشہ جاری رہی آپ کی یہ کوشش ملک کے اندر آپ کے خلاف ایک خطرناک مخالفت کی آگ بھڑکانے کا موجب ہو گئی۔ ملک عرب کی ہر قوم چونکہ اپنے الگ الگ بت رکھتی تھی اور ان کی پرستش کرتی تھی اس لئے اپنے اپنے خداؤں کی عزت قائم رکھنے کے لئے ہر ایک خاندان حضرت علیہ السلام کے خلاف جنگ کرنے کے واسطے آمادہ ہو گیا یہ ذکر اس وقت کا ہے جب حضور علیہ السلام مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہو چکے تھے۔

جب کفار مکہ کے مسلمانوں پر حملے ہونے شروع ہوئے تو مجبوراً آپ کو بھی وقتاً فوقتاً ان دشمنان اسلام کے مقابلے میں یا تو خود میدان جنگ میں نکلنا پڑا یا اپنے صحابہ کرام کو دشمنوں کی پیش قدمی روکنے کے لئے بھیجا پڑا۔ جن لڑائیوں میں آپ خود بہ نفس نفیس شریک ہوئے ان کو غزوات اور جن میں آپ شریک نہ ہوئے صرف اپنے ساتھیوں کو بھیجا انکو سرایا کہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کو ایام ہجرت سے وفات تک یعنی گیارہ سال کے عرصہ میں ۱۹ لڑائیاں لڑنے کا اتفاق ہوا۔ جیسے کہ ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم سے پوچھا گیا کہم غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غزواتہ قال تسعم عشرۃ۔

(ترمذی شریف ص ۲۱۰ و بخاری شریف ص ۱۰۰)

یعنی نبی پاک نے کتنے غزوات کئے انہوں نے فرمایا انیس بعض نے ۲۶ یا ۲۷ کی تعداد کا ذکر کیا ہے۔ مگر ان میں قتال کی نوبت صرف نو لڑائیوں میں پہنچی ہے جن کے نام یہ ہیں۔ غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ بنی مصطلق، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ خیبر، غزوہ حنین، غزوہ طائف، فتح مکہ اور سب سے آخر غزوہ تبوک تھا۔ مگر اس میں لڑائی کی نوبت

نہیں آئی ان کے سوا باقی سرایا ہیں جن میں خود حضور علیہ السلام تشریف نہیں لے گئے۔ حضور علیہ السلام کو کفار مکہ کے ساتھ جو سب سے پہلی باقاعدہ جنگ لڑنی پڑی وہ جنگ بدر ہے۔ جو مقام بدر میں رمضان کی ششترہ تاریخ ۲ھ کو لڑی گئی۔ بدر ایک گاؤں ہے اور بعض کے نزدیک بدر ایک کنویں یا چشمے کا نام ہے جس کو بدر بن مخلد نے کھودا تھا۔

اس غزوہ کو بدر العظمیٰ، بدر الکبریٰ، بدر القتال اور بدر الفرقان بھی کہتے ہیں چنانچہ علی بن برہان الدین نے انسان العیون فی سیرت الامین و المامون جلد دوسری صفحہ ۱۵۲ پر لکھا ہے۔ وَيُقَالُ بَدْرُ الْفُرْقَانِ اَيْ لَا تَلَّ اللَّهُ تَعْلًا فَرَّقَ فِيهَا بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ اور اسے بدر الفرقان بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔ یہ غزوہ تمام غزوات سے اعظم ہے اس غزوہ میں اسلام کی شان و شوکت اور دین اسلام کی عظمت میں اضافہ ہوا اس جنگ میں مشرکین مکہ کی تعداد ایک ہزار اور مسلمانوں کی تعداد صرف تین سو تیرہ تھی۔ جیسے کہ ترمذی شریف میں ہے :-

عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرِ يَوْمَ بَدْرِ كَعِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ ثَلَاثِمِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ.

یعنی حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ جنگ بدر کے دن بدری صحابہ کی تعداد اصحاب طالوت کی تعداد کے برابر تین سو تیرہ تھی۔ (ترمذی ص ۱۹۳)

سے نہیں تھاتین سو تیرہ سے آگے تک شمار ان کا
سنا یہ ہے کہ ان کے ساتھ پورے گار ان کا

حقیقت

کافروں کے پاس بہت سا جنگی سامان تھا۔ چنانچہ ان کے پاس سو گھوڑے سات سو اونٹ اور ان کے سوار اور پیادہ سبھی زرہ پوش تھے۔ علاوہ ازیں عیش و عشرت کے سامان بھی ان کے ساتھ تھے چنانچہ گانے والی عورتیں، دف بجانے والی لڑکیاں اور دیگر آلات عیش و طرب ان کے ساتھ تھے۔ میدان جنگ میں روزانہ دس اونٹ ذبح ہوتے تھے۔

اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے پاس صرف آٹھ تلواریں چھ زہریں اور دو گھوڑے تھے۔ تھے۔ ان کے پاس دو گھوڑے چھ زہریں آٹھ شمشیریں پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

جب مسلمان مدینہ منورہ میں امن سے بیٹھے تو مشرکین مکہ کو بہت ناگوار گزارا کہ یہ جماعت ہمارے پنبہ ظلم سے کیوں بچ نکلی اس لئے وہ طرح طرح کی تدبیر کرنے لگے چنانچہ انہوں نے ابوسفیان کو تجارتی مال کے ساتھ ایک قافلے کا سردار بنا کر ملک شام کی طرف بھیجا اور طے یہ ہوا کہ اس کا سارا نفع ہتھیاروں اور سامان جنگ پر خرچ کیا جائے تاکہ مسلمانوں کو پیسہ کما رکھ دیا جائے۔ مشرکین کے اس قافلے کو اس تجارت میں بہت نفع ہوا جب وہ قافلہ وہاں سے واپس ہوا تو راستہ میں اس کا گزر مدینہ طیبہ کے قریب سے ہونا تھا۔ حضور علیہ السلام کو مشرکین کے اس خطرناک منصوبہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ چلو اس قافلہ کو روک لو اور اس کا مال حاصل کر لو تاکہ مشرکین کے ناپاک عزائم خاک میں مل جائیں اور ان کا یہ خواب کبھی نہ مندر تعبیر نہ ہو۔

بخاری شریف میں ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کسی غزوہ سے غیر حاضر نہ رہا۔ سوائے تبوک اور بدر کے اور غزوہ بدر میں جو صحابہ حاضر نہیں ہوئے ان پر عتاب نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ

إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ مَعِيرَ قُرَيْشٍ

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلے کا ارادہ کر کے نکلے تھے۔

(بخاری باب غزوہ بدر)

علاوہ ازیں تفسیر کبیر میں ہے کہ ملک شام سے قریش کا قافلہ امال کثیر لیکر واپس لوٹا اس قافلے میں چالیس سوار تھے جن میں ابوسفیان، عمر بن العاص اور دیگر مشرکین تھے۔ جبرائیل امین نے حضور علیہ السلام کو اس قافلے کی آمد کی اطلاع دی حضور علیہ السلام

نے صحابہ سے فرمایا کہ مشرکین کا ایک فائدہ بہت ساز و سامان لے کر ملک شام سے لوٹ رہا ہے تم میرے ساتھ چلو شاید خدا تعالیٰ تمہیں یہ مال بخشے۔
تفسیر کبیر ص ۱۲۵

پچنانچہ تین سو تیرہ صحابہ کرام جن میں ستر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصاری تھے حضور علیہ السلام کے ساتھ نکلے اس چھوٹی سی جماعت کے سپہ سالار خود امام الانبیا حبیب کبریٰ علیہ السلام تھے۔ یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نہ الّا تھا۔

کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کالی والا تھا۔

اس غزوہ میں آٹھ حضرات عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، تین مہاجرین، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی زوجہ مقدسہ حضرت رقیہ بنت رسول خدا بیمار تھیں۔ حضور علیہ السلام کے حکم سے ان کی تیمارداری کے لئے رُک گئے اور طلحہ اور سعد ابن زید جن کو حضور علیہ السلام نے مشرکین کے فائدہ کی خبر لانے کو روانہ فرمایا تھا اور پانچ انصاری ان تمام کا مال غنیمت میں حصہ مقرر کیا گیا۔

جب حضور علیہ السلام نے مدینہ طیبہ سے کوچ فرمایا تو ام و رقیہ بنت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! مجھے بھی اس غزوہ میں شریک ہونے کی اجازت دیجئے میں جنگ میں زخمی ہونے والے مجاہدوں کی مرہم بٹی کروں گی اور شاید مجھے خدا تعالیٰ شہادت کا مرتبہ دے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو گھر پر ہی رہو خدا تجھے شہادت کا تہہ دے گا۔ اس کے بعد وہ تمام لوگوں میں شہیدہ کے لقب سے مشہور ہو گئیں۔ حضور علیہ السلام بھی اسے شہیدہ کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ آخر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں وہ شہید ہو گئیں۔

(النسان العیون فی سیرت الایمن والمامون ص ۱۵۲)

جب حضور علیہ السلام نے مدینہ طیبہ سے کوچ فرمایا تو حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کو نمازوں پر اپنا جانشین مقرر فرمایا اور بسر ابی عتبہ سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس کر دیا۔

اور ان کو مدینہ طیبہ پر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ (سیرة حلبیہ ص ۱۵۶، منظر ہی ص ۱۵۶)

مدینہ منورہ سے نکلنے پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا مانگی :-
 اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ حَفَاةٌ فَأَعْمِلْ لَهُمْ مَسْرَعًا تَأْتِيهِمْ مِنْ جِبَاءٍ مَا تَسْبِعُهُمْ
 وَغَالَةٌ مَا غَنَّتْهُمْ مِنْ فَضْلِكَ .

ترجمہ :- الہی یہ لوگ پیادہ ہیں۔ ان کو سواریاں عطا فرما۔ یہ بڑھنہ ہیں ان کو لباس عطا کر، یہ بھوکے ہیں۔ ان کو سیر کر دے، یہ نادار ہیں ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

(۱۶ منظر ہی ۵۳ خصائص)

حضور علیہ السلام کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو شاندار فتح ہوئی اور ہر صحابی کو ایک ایک گھوڑا یا دو دو اونٹ میسر ہوئے، علاوہ انہیں غنیمت میں بہت سا کپڑا اور کھانے کی اشیاء ملتی تھیں۔

فَضَائِلُ مَدِينَةِ مَنُورَةٍ

جب حضور علیہ السلام مدینہ منورہ سے باہر نکل کر ایک میل کے فاصلے پر بہر اہل عقبہ پہنچے تو جن مجاہدین کی عمریں چھوٹی تھیں ان کو واپس مدینہ طیبہ بھیج دیا چنانچہ عبداللہ بن عمر، اسامہ بن زید، رافع بن خدیج، براء بن عازب، اسید بن حضیر، زید بن ارقم، زید بن ثابت اور عمیر بن ابی وقاص کے لئے حضور علیہ السلام نے واپسی کا حکم دیا اس پر عمیر بن ابی وقاص رونے لگے ان کے رونے کو دیکھ کر حضور علیہ السلام نے ان کو اجازت دے دی چنانچہ وہ اس غزوہ میں شریک ہوئے اور مرتبہ شہادت حاصل کیا۔ ان کی عمر سولہ سال کی تھی۔ اس بہر اہل عقبہ کے مقام پر حضور علیہ السلام نے قیس بن ابی صعصعہ کو ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے لشکر کی کفالت کرو۔ انہوں نے مجاہدین کو شمار کیا اور عرض کی یا رسول اللہ مجاہدین کی تعداد تین سو تیرہ ہے اس پر نبی پاک خوش ہوئے اور فرمایا: یہی تعداد اصحاب طلوت کی تھی۔ بعد ازاں حضور علیہ السلام نے مدینہ طیبہ کے لئے دعا

برکت کی۔ ارشاد فرمایا!

اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ دَعَا لِأَهْلِ مَكَّةَ وَإِنِّي مُحْتَمِدٌ
عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ أَدْعُوكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ أَنْ تَبَارِكَ لَهُمْ فِرْصَاتِهِمْ وَمُدَّتِهِمْ
وَتَمَارِهِمْ اللَّهُمَّ حَبِّبِ الْيَنَاءَ الْمَدِينَةَ۔

ترجمہ :- الہی حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے خلیل اور تیرے نبی نے اہل مکہ کے
لئے دعا کی اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرا بندہ اور تیرا نبی تجھ سے اہل مدینہ کے لئے دعا
مانگتا ہوں کہ ان کے صانع ان کے مُد اور ان کے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ الہی مدینہ طیبہ
کو ہمارا محبوب بنا دے۔ ص ۱۵ منظر ہری

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک کو مدینہ طیبہ بڑا محبوب تھا۔ کیوں کہ
آپ نے خود اس میں رہائش فرمائی اور جن فتوحات کی آپ کو امید تھی، یہاں سے حاصل ہوئیں
اور جتنے کمالات کا قدرت سے آپ کا وعدہ تھا وہ سب یہاں سے حاصل ہوئے اسلام
کو ترقی اور قوت یہاں سے حاصل ہوئی۔ اول سے آخر تک تمام نیکیاں یہاں سے پھوٹیں، یہی
جگہ سارے ظاہر و باطن کے کمالات کا مرکز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے فضائل و خصائص
اور برکات اس قدر زیادہ ہیں۔ کہ اگر سب کے سب لکھے جائیں تو کسی دفتر درکار ہیں۔ چند
آیات اور احادیث ہدیہ ناظرین ہیں۔

۱۔ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضَ اللّٰهِ وَاَسِعَتْ فَتُحَابِرُوا فِيهَا۔ ترجمہ :- کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ
تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔

مفسرین کرام نے ارض اللہ سے مراد مدینہ طیبہ لیا ہے۔

۲۔ كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ۔ ترجمہ :- جیسا کہ (اے حبیب) تمہیں تمہارے
گھر سے تمہارے رب نے حق کے ساتھ نکالا۔

اس آیت کریمہ میں مدینہ منورہ کو بَيْتُ الرَّسُولِ فرمایا گیا کیوں کہ جب آپ مدینہ منورہ

سے بدر کسیرف نکلے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

۳ وَقُلْ سِرَّتِ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجَ صِدْقٍ۔

ترجمہ :- اے حبیب یوں کہو کہ اے مرے رب مجھے مدخل صدق میں داخل فرما اور مخرج صدق سے نکال۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں مدخل صدق سے مراد

مدینہ منورہ اور مخرج صدق سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ (راہ عقیدت ص ۱۴)

احادیث

۱۔ جب حضور علیہ السلام نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو رب کی بارگاہ میں عرض کی :-

اللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَخْرَجْتَنِيْ مِنْ اَحْبَبِ الْبُقَاعِ اِلَيَّ فَاَسْكِنِيْ فِيْ اَحْبَبِ الْبُقَاعِ اِلَيْكَ۔

ترجمہ :- یا اللہ تو نے مجھے میری محبوب ترین جگہ سے نکالا اب مجھے اس جگہ میں ٹھہرا جو میرے نزدیک سب سے زیادہ بہترین ہو۔

۲۔ منجملہ فضائل مدینہ مبارکہ میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت

کو قیام اور رہائش مدینہ طیبہ کی بابت تشریح و ترغیب دی ہے۔ اس کی شدت اور محنت

پر صبر کی تلقین فرمائی چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :-

مَنْ صَبَرَ عَلٰی اِذَا هَا وَاَشَدَّ قَهْرًا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا وَّشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ :- جس نے مدینہ کی شدت اور ایذا پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور

سفارشی ہوں گا۔

۳۔ حضور علیہ السلام نے اپنے وصال کی دعا فرمائی تو مدینہ طیبہ کی بابت فرمائی اور اسی طرح

صحابہ اور اتباع رضوان اللہ نے بھی مدینہ طیبہ میں موت کی تمنا کی۔ چنانچہ حضور

علیہ السلام نے فرمایا :- اَللّٰهُمَّ كَا تَجْعَلْ مَنَا يَا نَابِدَةً۔

ترجمہ :- یا اللہ ہماری موت مکہ میں نہ ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ روئے زمین پر ایسی جگہ کوئی نہیں ہے جسے میں سوائے مدینہ کے اپنی قبر کے لئے پسند کروں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دعا کیا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ .

ترجمہ :- اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت دے اور اپنے رسول پاک کے شہر میں موت نصیب فرما۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی میں صرف ایک بار حج کیا اور دوبارہ مکہ نہ گئے کہ کہیں سوائے مدینہ کے کسی دوسری جگہ موت آجائے۔ (جذب القلوب ص ۲۶)

ہے مری خاک یارب نہ برباد جائے۔
پس مرگ کر دے غبار مدینہ

مسی نہ ہو برباد پس مرگ الہی۔

جب خاک اڑے مری مدینہ کی ہو

جب حضور مدینے سے روانہ ہوئے تو دو مشرک بھی حضور کے ساتھ ہوئے جو مدینہ میں ہی رہتے تھے۔ ایک کا نام قیس دوسرے کا نام ابن یساف تھا۔ حضور نے ان سے فرمایا تم ہمارے ساتھ کیوں نکلے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے ہمسائے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کے ساتھ نکلے ہیں کہ ہمیں بھی مال غنیمت مل جائیگا۔ آپ نے فرمایا اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔ اس پر ابن یساف مسلمان ہو گیا اور نہایت دلیری سے جہاد کیا دوسرے نے اسلام قبول نہ کیا۔ چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس مشرک سے فرمایا فقال له النبي صلى الله عليه وسلم تؤمن بالله ورسوله قال لا قال ارجع فقلن استعين

بمشرک۔ ترجمہ! حضور نے فرمایا کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا! واپس لوٹ جا۔ میں مشرک سے امداد نہیں لیتا۔ چنانچہ وہ واپس ہو گیا

ترمذی ص ۱۸

سیرت محمد بن اسحاق میں ہے کہ حضور برابر اپنے ارادے سے جا رہے تھے۔ صفراء کے قریب پہنچ کر طلحہ بن عبد اللہ اور سعد بن زید کو ابوسفیان کا پتہ چلانے کے لئے بھیجا انہوں نے بدر کے مقام پر پہنچ کر لطعماء کے قریب ایک ٹیلے پر اپنی سواریاں بٹھائیں اور پانی کی تلاش میں نکلے۔ راستے میں دو لڑکیوں کو آپس میں جھگڑتے ہوئے دیکھا کہ ایک دوسری سے کہتی ہے۔ کہ تو میرا قرضہ کیوں نہیں ادا کرتی۔ اس نے کہا جلدی نہ کر کل یا پرسوں یہاں قافلہ آنے والا ہے۔ میں تجھے تیرا حق دے دوں گی۔ مجدی بن عمرو کہنے لگا کہ یہ سچ کہتی ہے ان کی اس گفتگو کو ان دونوں صحابہ نے سُن نیا اور اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر حضور علیہ السلام کی طرف چلے اُدھر ابوسفیان اپنے قافلے سے پہلے یہاں اکیلا پہنچا اور مجدی بن عمرو سے کہا کہ اس کنویں پر تم نے کسی کو دیکھا اس نے کہا نہیں۔ البتہ دو سوار آئے تھے اپنے اونٹ اس ٹیلے پر بٹھا اپنی مشک میں پانی بھرا اور چل دیئے۔ ابوسفیان یہ سُن کر اس ٹیلے پر پہنچا اور مینگنیاں لیں اور ان کو توڑا تو مدنی کھجوروں کی گھٹلیاں ان میں سے نکلیں اس پر وہ کہنے لگا واللہ! یہ مدنی لوگ ہیں۔ وہیں سے واپس اپنے قافلے میں پہنچا اور راستہ بدل کر سمندر کے کنارے چل دیا۔ اور مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور ضمضم غفاری کو اپنے سے پہلے مکہ روانہ کر دیا کہ جا کر قریش مکہ سے کہہ دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے صحابی تمہارے قافلے کو لوٹ لینا چاہتے ہیں۔ ضمضم غفاری بسرعت تمام منازل طے کرتا ہوا مکہ پہنچا اس نے اپنے کُرتے کو آگے پیچھے سے پھاڑ لیا اپنے اونٹ کی ناک کاٹ ڈالی اور اونٹ کے پالان کو اونٹ کی پیٹھ پر رکھ دیا اور اس حالت میں مقام ابطح پر آ کر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے پکارنے لگا۔ اے قریشیو! مسلمان تمہارے قافلے کو لوٹ لینا چاہتے ہیں۔ اور اس مقصد کے لئے وہ مہم ارادہ کر چکے ہیں۔ لہذا اپنے قافلے کی حفاظت کے لئے باہر نکلو اور دشمن کا مقابلہ کر کے اپنے ساز و سامان اور ساتھیوں کو بچاؤ۔

(مدارج النبوت ص ۱۱۴ مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

قریش کا ارادہ خروج

جب قریش نے واویلہ سنا تو انہوں نے مکہ سے نکل

کر اپنے قافلے کو بچانے کا ارادہ کیا۔ سہیل بن عمرو اور

ربیعہ بن اسود نے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بہت بھڑکایا اور طے یہ پایا کہ جس گھر میں دو

آدمی ہیں ان میں سے ایک ضرور قافلے کی حفاظت کے لئے نکلے اور مالدار غریبوں کو اسلحہ

مہیا کریں۔ علامہ واقدی فرماتے ہیں کہ سب نے اس فیصلے پر اتفاق کیا۔ لیکن ابو لہب

متفق نہ ہوا۔ قریش نے کہا کہ اگر تو نہ جلے گا تو تیری وجہ سے بہت سے لوگ جلنے سے

انکار کر دیں گے۔ لہذا تمہیں ہمارے ساتھ ضرور چلنا ہوگا۔ یا پھر اپنی جگہ پر ایک آدمی دینا

ہوگا۔ ابو لہب نے عاص بن ہشام سے چار ہزار درہم قرضے کے لینے تھے اس نے عاص

بن ہشام سے کہا کہ میں تجھے چار ہزار درہم معاف کر دوں گا اگر تو میری جگہ ان قریشیوں کے

ساتھ چلا جائے چنانچہ ابو لہب کی جگہ عاص بن ہشام مشرکین کے ساتھ ہو لیا۔ اب سوال

یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابو لہب تو اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا۔ اس نے کیوں جلنے سے انکار

کیا اور وہ جنگ میں شریک ہونے سے کیوں گریز کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ

عاتکہ بنت عبد المطلب کے خواب سے ڈرتا تھا۔

(معارف النبوت رکن چہارم باب چہارم ص ۳۳)

عاتکہ کا خواب

عاتکہ بنت عبد المطلب نے ضمزم غفار کے مکہ پہنچنے سے تین رات

قبل ایک خواب دیکھا۔ عاتکہ صبح کو اٹھیں اور اس خواب کو عظیم خطرناک تصور کیا۔ اپنے بھائی

عباس بن عبد المطلب کو بلا بھیجا۔ وہ آئے تو ان کو کہا کہ میں نے آج رات کو ایک خوفناک خواب

دیکھا ہے اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش پر ایک بلائے ناگہانی نازل ہونے والی

ہے۔ عباس نے پوچھا وہ کیا خواب ہے۔ عاتکہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ایک مرد اپنے اونٹ

پر آیا اور ابطح میں ٹھہرا اس نے کہا اے اہل غدر تین دن میں اپنے مقتل میں چلے جاؤ۔ اس

نے آدمیوں کو حکم دیا وہ اس کے گرد جمع ہو گئے پھر اس کے اونٹ نے اس کو مسجد

میں داخل کیا اور پھر اس کے گرد آدمی جمع ہو گئے۔ پھر اس کے اونٹ نے اس کو کھڑا کر دیا میں اچانک دکھتی ہوں کہ وہ کعبہ کے سر پر تھا پھر اس نے کہا اے اہل غدر اپنے مقتل میں تین دن کے اندر پہنچ جاؤ پھر اس نے ایک بہت بڑا پتھر لیا اور اس کو پہاڑ کی چوٹی سے چھوڑ دیا گیا۔ اس پتھر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور مکہ کے ہر گھر میں اس کا ایک ایک ٹکڑا پہنچا۔ جب حضرت عباس نے یہ خواب سنا تو کہا اس خواب کو چھپاؤ۔ عاتکہ نے کہا کہ تم بھی اس خواب کو چھپاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش کو اس کی خبر پہنچے اور وہ ہمیں ایذا پہنچائیں۔ جب حضرت عباس وہاں سے رخصت ہوئے تو ان کی ملاقات ان کے دوست ولید بن عتبہ سے ہوئی، حضرت عباس نے ولید سے یہ خواب بیان کر دیا۔ ولید نے اپنے باپ عتبہ سے اس خواب کو بیان کر دیا۔ اسی طرح عتبہ نے اور لوگوں کو بتا دیا۔ آخر کار ابو جہل کو بھی اس خواب کا پتہ چل گیا۔ دوسرے دن حضرت عباس کعبہ کا طواف کر رہے تھے ابو جہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا تھا اس نے کہا ابو الفضل طواف سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آجانا۔ چنانچہ حضرت عباس طواف سے فارغ ہوئے تو ابو جہل کے پاس گئے تو اس نے کہا اے بنی عبدالمطلب کیا تم لوگ اس سے راضی نہیں تھے کہ تمہارے مرد نبوت کا دعویٰ کرتے یہاں تک کہ تمہاری عورتیں نبی ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں جن تین دنوں کا عاتکہ نے دعویٰ کیا ہے ہم ان تین دنوں کا انتظار کریں گے۔ اگر حق ہوگا تو ظہور میں آئیگا ورنہ تمہارے اس جھوٹ کو تمام عرب میں مشہور کر دوں گا۔ جب تیسرا دن ہوا تو ضمضم غفاری ابطح میں اپنے اونٹ پر آموجود ہوا اور اس نے یہ خبر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے اصحاب نے قریش کے قافلے کو لوٹنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس پر مشرکین مکہ کا ساڑھے نو سو آدمیوں پر مشتمل لشکر قافلے کی حفاظت کے لئے نکلا اور اس کے لشکر شکر می واصل جہنم ہوئے۔

د ۵۲۹ خصائص کبریٰ۔ ص ۱۲ منطہری۔ ص ۱۱۶ مدارج النبوت ص ۱۶ خازن

سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمرہ :- حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرہ

کرنے کے لئے مکہ گئے اور وہاں جا کر امیہ بن خلف کے ہاں ٹھہرے کیوں کہ امیہ جب ملک شام کو تجارت کی غرض سے جاتا تو راستہ میں مدینہ طیبہ میں حضرت سعد کے ہاں ٹھہرتا۔ مکہ پہنچ کر حضرت سعد نے طواف کا ارادہ کیا تو امیہ نے کہا کہ دوپہر کے وقت طواف کرنا اس وقت بھیر طکم ہو جائیگی۔ جب دوپہر ہوئی تو حضرت سعد بن معاذ امیہ کو ساتھ لے کر طواف کے لئے گئے۔ دوران طواف ابو جہل نے حضرت سعد بن معاذ کو دیکھ کر امیہ سے پوچھا یہ کون ہے اس پر حضرت سعد بن معاذ نے فرمایا میں سعد ہوں۔ ابو جہل نے کہا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی ہے۔ لہذا تم ہمارے دشمن ہو تم اس طرح چین سے طواف نہیں کر سکتے اس پر حضرت سعد اور ابو جہل میں جھگڑا ہو گیا۔ امیہ نے حضرت سعد سے کہا کہ ابو جہل سے بلند آوازی سے بات نہ کرو کیوں کہ یہ یہاں کے سردار ہیں۔ اس پر سعد نے ابو جہل سے کہا اے عین اگر تو مجھ کو طواف کرنے سے روکے گا۔ تو یاد رکھ تیری شام کی تجارت کو بند کر دوں گا۔ امیہ نے دوبارہ حضرت سعد کو خاموش کرنے کی کوشش کی۔ اس پر آپ کو غصہ آ گیا اور کہا اے امیہ میں نے سنا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو جہل امیہ کا قاتل ہے۔ اس پر امیہ نے کہا کہ خاص مجھ کو قتل کریگا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر امیہ نے گھر جا کر اپنی بیوی کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا کہ اگر واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے تو بالکل سچ ہے کیوں کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ چنانچہ جب جنگ بدر کے لئے مشرکین مکہ سے نکلے تو امیہ نے اپنی بیوی کے یاد دلانے پر شمولیت سے صاف انکار کر دیا اس پر ابو جہل نے کہا کہ تو ہمارے ساتھ صرف ایک ایک دو دن کے لئے چل پھر واپس آ جانا۔ امیہ اس کی باتوں میں آ گیا اور جنگ بدر میں شریک ہو کر مارا گیا۔ اس طرح ابو جہل امیہ کے قتل کا سبب بنا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچا ثابت ہوا۔

(خصائص کبریٰ ص ۵۲۸)

جہم بن الصلت کا خواب :- جب مشرکین مکہ کا لشکر مقام جحفر پر

پہنچا تو جہیم بن الصلت نے خواب دیکھا کہ اس کے سر ہانے ایک گھوڑا سوار ہے جس کے ساتھ ایک اونٹ ہے۔ اس سوار نے کہا کہ عقبہ شیبہ زعمہ ابو جہل ابو بخرمی اور امیہ بن خلف یزہ قتل کر دیئے گئے بعد ازاں اس نے اونٹ کو ذبح کیا۔ اس کا سر شکر قریش کی طرف پھینک دیا۔ مشرکین کے ہر خیمہ میں اس اونٹ کا خون پہنچ گیا۔ جب اس خواب کا پتہ ابو جہل کو چلا تو اس نے کہا۔ لو یہ دوسرا پیغمبر پیدا ہو گیا اور بڑے جوش میں کہا کہ آنے والا وقت بنا دینگا۔ کہ کون قتل ہوتا ہے اور جہیم بن الصلت سے کہا تیرا یہ خواب شیطانی ہے اسکی تعبیر بالکل الٹ ہوگی۔ عقبہ نے یہ خواب سُن کر شیبہ سے بیان کر دیا اور کہا کہ میری رائے یہ ہے۔ کہ یہ خواب عاتکہ کے خواب سے ملتا ہے لہذا ہم دونوں جنگ میں شرکت کے بغیر واپس لوٹ جائیں۔ شیبہ نے اس کی رائے سے اتفاق کیا۔ جب انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو ابو جہل آگیا اور اس نے ایسی مکارانہ تقریر کی کہ وہ دونوں اسکے ورغلانے میں آگئے اور واپس جانے کا ارادہ ترک دیا۔

(ص ۱۱۸ مدارج النبوت ص ۱۶۲ سیرت حلبیہ ص ۱۵ منظر ہی)

ضمضم بن عمرو غفاری کا خواب :- جب ضمضم غفاری قافلہ سے جدا ہو کر عازم مکہ ہوا تو اس نے راستے میں خواب

دیکھا کہ وہ ایک اونٹ پر سوار ہے۔ اس کا گزرا ایک ایسی وادی سے ہوا جس میں کثرت سے خون بہ رہا ہے۔ جب بیدار ہوا تو جان گیا کہ قریش پر عظیم مصیبت نازل ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ جس قدر قریش کو جنگ بدر میں ذلت کا سامنا کرنا پڑا شاید اور کسی جنگ میں ان کو ایسی ذلت نہیں ہوئی۔

(ص ۱۱۳ مدارج النبوت)

علامہ واقدی فرماتے ہیں کہ جب ابوسفیان کا قافلہ سلامتی کے ساتھ مکہ پہنچ گیا۔ تو اس نے اہل کارواں میں سے قیس بن امر القیس کو قریش کے پاس بھیجا کہ تمہارے خروج کا مقصد حفاظتِ قافلہ تھا وہ مقصد اب پورا ہو گیا ہے۔ لہذا تم سب واپس لوٹ آؤ۔

ہمیں مسلمانوں سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ابو جہل نے پیغام سن کر کہا کہ ہم تو اب چاہہ بدرتک جائیں گے۔ وہاں تین دن قیام کریں گے۔ شرابیں پیئیں گے، گانے والی عورتوں کے گانے سنیں گے۔ اس پر قیس واپس ابوسفیان کے پاس آگیا اور اکر اسے ابو جہل کے ارادے سے آگاہ کیا۔ اس پر ابوسفیان بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر شکر سے آہل ادراس طرح مشرکین مکہ کے شکر کی تعداد ایک ہزار ہو گئی۔ (معارج النبوت ص ۳۳)

علاوہ ازیں عداس نصرانی جو حضور پر ایمان لا چکا تھا اور عقبہ و شیبہ کا غلام تھا نے بھی روکا کہ اے میرے سردار آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ نہ کرو۔ لیکن ابو جہل نہ مانا۔ (معارج النبوت ص ۱۱۹)

جناب حفیظ جالندھری نے ابو جہل کا جواب قاصداً اس طرح بیان فرمایا ہے :-

شرابیں ناپچ گانا، کھانا پینا ساتھ لائے ہیں - بھلا لگتا ہے جن چیزوں سے جینا ساتھ لائیں
 بہت سی گانے والی عورتیں ہمراہ شکر ہیں - انہی کے حسن سے معمور یہ خرگاہ شکر ہیں!
 انہی سے منزلوں میں اہتمام عیش رہتا ہے - کہ ہر سردار کا خیمہ مقام عیش رہتا ہے
 ہماری رات غرقِ بادہ، سر جو ش رہتی ہے - صدائے چنگ و دف گلبانگِ نوشا نوش رہتی ہے

اس سے معلوم ہوا کہ شرابیں پینا اور فاحشہ عورتوں کے ناپچ دیکھنا ان سے گانے وغیرہ سننا یہ مشرکین مکہ اور خصوصاً ابو جہل علیہ اللعنة کا طریقہ ہے مسلمانوں کو ان افعالِ قبیحہ و شنیعہ سے احتراز کرنا چاہیے۔ آج کل ہماری نئی پود گانے سننے کی بڑی شائق نظر آتی ہے جس نوجوان کو دیکھو ہاتھ میں ریڈیو لئے چلا جا رہا ہے وہ نوجوان جس کے ہاتھ میں کبھی تمبر و لفنگ ہوتے تھے آج وہ طوائفوں کے گانے پر مست ہونا اپنا مقصد سمجھ بیٹھا ہے۔ حالانکہ گانا شرعاً سخت ممنوع اور ناپسندیدہ ہے اور قرآن و حدیث میں اسکی بہت شدید وعید و سزا بیان ہوئی ہے۔ ریڈیو، سینما اور ثقافتی پروگراموں کے مرد و عورتوں کی فحش و فحشہ گانے کا فرانہ شیطانی مشغلہ ہے جو بلاشبہ ناجائز و حرام اور عذاب و لعنت

خداوندی کا موجب نہیں اور گانے کے ساتھ جب ساز اور باجوہ وغیرہ ہو عورت کی آواز ہو اور بے پردہ عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع ہو تو اس کی حرمت اور لعنت میں کسی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی مسلمان کے لئے ہرگز ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ ان گانوں سے اپنی زبان کاں کو آلودہ کرے۔

گانے کی مذمت از قرآن و حدیث

آیت :- وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَصُورَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيُغَيِّرَ عِلْمًا

وَيَتَّخِذَ تَهَاهُزًا وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (اپنی نقمان)

ترجمہ :- کچھ لوگ کھیل و گانے کے خریدار ہیں تاکہ بے علمی سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکا میں اور اسے منہسی بنا لیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

یہ آیت رئیس الکفار نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جسکے پاس گانے والی لڑکیاں تھیں اور وہ لوگوں کو ان کا گانا سنا کر کہتا تھا۔ گانا نماز، روزہ اور جہاد سے بہتر ہے جس کی طرف تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاتے ہیں۔

معلوم ہوا گانے بجانے کا شغل اور طوائفوں ایکڑوں اور منعیہ عورتوں کا گانا، کفار کا مشغلہ ہے۔ گانا اور عورتوں کی آواز اللہ کے راستے سے بہکانے اور احکام خداوندی سے منہسی و ٹھٹھا کا باعث ہے۔ موسیقی و گانے کے تشریحی اس فعل کے گناہ اور اللہ کے عذاب سے جاہل و بے علم ہیں۔ ورنہ ہرگز اس میں مبتلا نہ ہوتے۔ جو لوگ آج موسیقی و ثقافت کو معیار تہذیب و ترقی خیال کرتے ہیں۔ اسی کے باعث انہیں کل قیامت کے دن ذلت و رسوائی کا عذاب ہوگا۔

قرموات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی حدیث آخر زمانہ میں میری امت سے ایک گروہ مسخ ہو کر بندر و خنزیر بن جائیگا۔

صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا وہ مسلمان ہوں گے فرمایا! ہاں وہ کلمہ شہادت پڑھیں گے۔ ان کے پاس ڈھول بلبے اور گانے والی عورتیں ہوں گی اور وہ شرابیں پیئیں گے اسی طرح ان کی رات گزرے گی۔ پس جب صبح ہوگی تو وہ مسخ ہو جائیں گے۔

(ابن ماجہ شریف)

دوسری حدیث :- جو مغنیہ کا گانا سننے کے لئے بیٹھے گا، اللہ قیامت کے دن اس کے دونوں کانوں میں (جہنم کا پگھلایا ہوا) سیسہ ڈالے گا۔

تیسری حدیث :- جب شرابیں پی جائیں۔ ریشم پہنا جائے۔ پچھلے لوگ اگلوں (بزرگوں) پر لعنت بھیجیں اور گانے والی عورتوں اور باجوں کا ظہور ہو تو اس وقت سرخ آندھی، زلزلے، زمین میں دھنسنے، تشکیلیں بگڑنے اور اوپر سے پتھر برسنے اور پے در پے نشانات کا انتظار کرو۔

چوتھی حدیث :- آنکھوں کا زنا حرام دیکھنا ہے۔ کانوں کا زنا (گانا باج وغیرہ) حرام باتیں سننا ہے۔ زبان کا زنا (گانا وغیرہ) حرام باتیں کہنا ہے۔ ہاتھ کا زنا حرام کو پکڑنا ہے۔ پاؤں کا زنا حرام کاموں کی طرف چلنا ہے۔ (بخاری شریف)

اب مقام غور ہے کہ جو آدمی گھر سے فلم دیکھنے چلتا ہے۔ سینما ہال میں پہنچ کر وہ حدیث متذکرہ میں بیان ہونے والے ہرزنا کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ کہ گھر سے چلا تو پاؤں کا زنا۔ وہاں جا کر ہاتھ سے ٹکٹ پکڑا تو ہاتھ کا زنا۔ ہال میں داخل ہو کر فلم کو دیکھا آنکھ کا زنا۔ گانا سنا کان کا زنا اور پھر جب فلم دیکھ کر گھر واپس ہوئے تو کسی گانے کو اپنی زبان سے گایا تو زبان کا زنا سرزد ہو گیا۔

خدا تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو اس شیطانی فعل سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین
قرآن حکیم نے ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے تکبر و غرور کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَأَوْرَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن

سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُخِيطٌ ۝

ترجمہ :- اور ان جیسے نہ ہونا جو اپنے گھر سے نکلنے اترتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کو اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں۔
یعنی مشرکین مکہ کو اپنی کثرت لشکر اور کثرت مال پر ناز تھا وہ بڑے تکبرانہ انداز سے چلے تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر ان کی بہادری اور عظمت کی تعریف کریں چنانچہ جب ابوسفیان کی طرف سے ایک آدمی ابو جہل کے پاس آیا اور اس کو واپس لوٹنے کو کہا تو اس نے لعین نے کہا کہ ہم تو چارو بدر تک ضرور جائیں گے وہاں تین دن تک قیام کریں گے وہاں اونٹ ذبح کریں گے اور مزے سے ان کا گوشت کھائیں گے۔ شہر ابیں پسیں گے اور کانے والی عورتوں کے گانے سینیں گے تاکہ تمام عرب میں ہماری بہادری کا سکہ بٹیٹھ جائے لیکن ”و تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ“ کے مطابق ان مشرکین نے جام شہزاد پینے کی بجائے جام موت نوش کیا، گانے سننے کی بجائے اپنی موت پر نوحہ سنا، خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسے لوگوں کی طرح اکڑتے ہوئے نکلنے سے منع فرمایا اور ان کو اخلاص نیت کا حکم دیا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ

وَأَعْمَالِكُمْ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ :- بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔ (ص ۹۸ منظر ہی)

بنی زہرہ قبیلہ کے سو آدمی بھی لشکر کفار کے ساتھ آئے تھے۔ ان کے سردار احنس بن شریق نے جب یہ دیکھا کہ قافلہ تو سلامتی سے آپہنچا ہے تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تمہارے صاحب مخدوم بن نوفل اپنے مال و اسباب کے ساتھ گھر پہنچ گئے

ہیں اب ہمیں مسلمانوں سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ہمارے کوچ کا مقصد حفاظت قافلہ تھا سو وہ ہمیں حاصل ہو گیا۔ چنانچہ یہ اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس ہو گیا۔ (ص ۱۴۳ انسان العیون فی سیرۃ الامین والمأمون)

مکہ معظمہ سے نکلنے کے بعد سب سے پہلے ابو جہل نے ”مر الظهران“ کے مقام پر دس اونٹ شکر کے لئے ذبح کیے پھر عسفان کے مقام پر پہنچ کر سفیان میں امیہ نے نو اونٹ ذبح کئے اور مقام ”قدیدہ“ پر سہیل بن عمرو نے دس اونٹ ذبح کئے۔ پھر یہ شکر جمعہ کے مقام پر پہنچا تو یہاں پر عبیدہ بن ربیعہ نے دس اونٹ ذبح کئے۔ پھر ”ابواء“ کے مقام پر مقدیس بن عمرو نے نو اونٹ ذبح کیے اسی طرح عباس بن عبدالمطلب نے بھی دس اونٹ ذبح کئے۔ چاہے بدر پر پہنچ کر ابو الجحتمی نے بھی دس اونٹ ذبح کیے۔

(ص ۱۴۲ سیرۃ حلبیہ)

جبرائیل امین نے حضور علیہ السلام کو مشرکین کے شکر کی مکہ سے نکلنے کی خبر دی۔ حضور علیہ السلام نے اپنے تمام صحابہ سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ یا تو ہمیں قافلے پر یا شکر کفار پر فتیاب کرے گا۔ حضور کے صحابہ کو شکر کفار پر فتح کی نسبت کارواں پر فتح زیادہ محبوب تھی اس لئے بعض نے عرض کی شکر کا ارادہ چھوڑ کر کارواں کا ارادہ کرنا چاہیے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اس پر صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے باری باری کھڑے ہو کر حضور علیہ السلام کو خوش کیا۔

(ص ۱۴۱ مدارج النبوت)

ابو وقاص ششی بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سب کو لے کر بدر کی طرف نکلے۔ مقام روجاء میں پہنچ کر لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا تم لوگوں کی کیا رائے ہے اس پر شیخین حضرات باری باری اٹھنے اور عرض کی: یا رسول اللہ ہم آپ کے غلام ہیں اور غلام کی کیا مجال ہے کہ وہ آقا کے حکم کی خلاف ورزی کرے۔ آپ کے غلاموں کو خدا نے موت

سے بیباک بنا دیا ہے۔

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے۔ یہ سرکٹ جائے بارہ جا کچھ پرواہ نہیں کرتے
اس پر حضور علیہ السلام نے ان دونوں بزرگوں کے حق میں دعائے خیر کی۔ بعد ازاں
حضرت مقداد بن اسود کھڑے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح
نہیں ہیں کہ انہوں نے اپنے بنی کو کہہ دیا تھا کہ

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبِّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هُنَا قَاعِدُوْنَ

ترجمہ:- پس جا تو اور تیرا رب دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھنے والے ہیں۔

بلکہ ہم تو یوں کہیں گے۔

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبِّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمْ مُّقَاتِلُوْنَ

ترجمہ:- پس چلے آپ اور آپکا رب دونوں جنگ کریں گے، ہم آپکی معیت میں لڑائی کرنے

والے ہیں۔

معاذ اللہ منیل امت موسیٰ نہیں ہیں ہم۔ جہا نہیں پروا دین ختم المرسلین میں ہم
ہمارا فخر یہ ہے ہم غلامان محمد ہیں۔ ہمیں باطل کا ڈر کیا نہ پروا مان محمد ہیں
پھر آپ نے فرمایا! لوگو مجھے مشورہ دو، آپ کی مراد انصار سے تھی اس لئے کہ انکی
تعداد زیادہ تھی۔ حضرت سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ شاید آپ ہم سے جواب طلب
فرما رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا! ہاں میری مراد تمہیں لوگوں سے ہے۔ اس پر سعد بن
معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی خدا کی قسم میں برک النماذ نہ کبھی گیا ہوں نہ مجھے اسکی راہ
کا علم ہے۔ لیکن اگر آپ ہمیں مین سے برک النماذ تک بھی لے جائیں تو بھی ہم آپ کے ساتھ
چلیں گے۔ آپ پر ایمان لائے ہیں۔ آپ کا حکم ماننے کی بیعت آپ کے ہاتھ پر کر چکے
ہم آپ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑیں گے۔ اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو بھی ہم
اس میں کود پڑیں گے۔ ہم لڑائیوں میں بہادری کے جوہر دکھانے والے، مصائب

بھیسنے والے۔ ہمارا سب مال آپ جو چاہیں لے لیں۔ اس جواب سے حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور جانب بدر روانہ ہوئے۔ (ص ۱۲۲ مسلم شریف ص ۹ سورۃ انفال ابن کثیر) یہ وہی سعد بن معاذ ہیں جن کے متعلق حدیث شریف میں ہے

فضائل سعد بن معاذ :- حدیث :- حضرت جابر سے روایت ہے نبی پاک

نے فرمایا! اَهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ۔ (ص ۲۹۲ مسلم شریف)

ترجمہ :- حضرت سعد بن معاذ کی موت پر عرش الہی کانپ اٹھا۔

جب بنو قریظہ نے حضرت سعد بن معاذ کو حکم تسلیم کر لیا۔ تو حضور علیہ السلام نے ان کو بلا بھیجا۔ حضرت سعد ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے جب حضور کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا!

قَوْمُوا اِلَى سَيِّدِكُمْ یعنی اپنے سردار کی تعظیم کے لئے کھڑے

ہو جاؤ۔ چنانچہ قبیلہ اوس کا ایک گروہ اٹھا اور انہوں نے تعظیم و تکریم کے ساتھ آپ کو رازگوش سے نیچے اتارا۔ پھر آپ نے یہودیوں کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر فرمایا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ اس فیصلہ پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد! ان کے بارے میں تو نے وہ فیصلہ کیا جو خدا نے ساتویں آسمان پر کیا ہے۔ جب حضرت سعد

بن معاذ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو حضور علیہ السلام ان کے سر ہانے کھڑے ہوئے اور ان کے سر کو اپنے زانوئے اقدس پر رکھا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی خدایا سعد نے تیرے راتے میں بڑی نکالیف برداشت کیں۔ تیرے رسول مقبول کی تصدیق کی۔ الہی اسکی روح کو

اپنے دوستوں کی روحوں کی طرح قبض کر جب حضرت سعد نے حضور کی آواز کو سنا اپنی آنکھوں کو کھولا۔ اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا دَسُّوْلَ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ

خدا کے رسول ہیں۔ آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ بعد ازاں ان کی روح قفسِ عنبری سے پرواز کر گئی۔ جبرائیل حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کے صحابہ میں سے کس نے وفات پائی ہے کہ اس کی روح کے استقبال کے لئے تمام آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں۔ ان کے جنازے پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے، حضرت سعد طویل القامت اور عظیم الجثہ تھے لیکن جب ان کا جنازہ اٹھایا تو بڑا ہلکا تھا لوگوں نے اسکی وجہ دریافت کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے جنازے کو فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے۔ جب آپ کی قبر کھودی گئی تو قبر کی مٹی سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (ص ۲۲۸ تا ۲۳۲ مدارج النبوت)

بدر کے قریب پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن عوام اور چند دیگر صحابہ کو قریش کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے کنوئیں پر سے بنو سعید بن عاص اور بنو حجاج کے دو غلاموں کو گرفتار کر لیا اور رسول خدا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور علیہ السلام اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ صحابہ نے ان سے سوالات کئے کہ تم کون ہو انہوں نے کہا ہم قریش کے ستھے ہیں۔ انہوں نے ہمیں پانی لانے کے لئے بھیجا ہے۔ صحابہ کا خیال تھا کہ یہ ابوسفیان کے آدمی ہیں اس لئے انہوں نے ان کو مارنا شروع کر دیا آخر گھبرا کر انہوں نے کہہ دیا کہ ہم ابوسفیان کے قافلے کے ہیں۔ حضور نے ایک رکعت پر سلام پھیر دیا اور کہا جب تک وہ سچ کہتے رہے تو تم مارتے رہے جب انہوں نے جھوٹ بولا تم نے چھوڑ دیا واللہ یہ سچے ہیں، یہ قریش کے غلام ہیں۔ پھر آپ نے ان دونوں غلاموں سے پوچھا بتاؤ قریش کا شکر کہاں ہے۔ انہوں نے کہا وادیِ قصویٰ کے اس طرف ٹیسے کے پیچھے آپ نے فرمایا وہ تعداد میں کتنے ہیں۔ انہوں نے کہا بہت ہیں آپ نے فرمایا آخر کتنے، انہوں نے کہا تعداد کا تو پتہ نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا پتاؤ کہ وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا، ایک دن میں دس ایک دن نو، آپ نے فرمایا پھر تو وہ نو سو سے ایک ہزار تک ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا ان میں سرداران قریش میں سے کون کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ

عتبہ بن ربیعہ، ثیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر، نصر بن حارث، زمعہ بن اسود، ابو جہل اور امیہ بن خلف وغیرہ۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا لو مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیئے۔

(ص ۱۰۰ سوال پارہ ابن کثیر)

بدر کے مقام پر پہنچ کر مسلمانوں نے وادی الدنیا میں نزول فرمایا جو مدینے کی جانب تھی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے اِذَا نُمُّ بِالْعُدُوَّةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدُوَّةِ الْقُصْوٰی۔

ترجمہ: جب تم پاس والے کنارے پر تھے اور وہ دور والے کنارے پر تھے۔

عدوہ کے معنی کنارے کے ہیں اور دنیا دنو سے ہے جس کے معنی قریب کے آتے ہیں۔ اور قصویٰ کے معنی بعید کے ہیں، یعنی مسلمان مدینہ کے قریب اور قریش مدینے سے دور مکہ کے قریب تھے۔ جس جانب مسلمانوں نے نزول فرمایا وہاں ریگستان تھا جس سے مسلمانوں کے پاؤں زمین میں دھنس جانے اور ان کے گھوڑے گھٹنوں تک ریت میں دھنس جاتے تھے اس کے علاوہ مسلمانوں پر پیاس کا غلبہ ہوا اس میدان میں پانی کا نام و نشان نہ تھا، گرمی شدت کی پڑ رہی تھی یہ وہ میدان تھا جہاں مدت سے بارش نہ ہوئی تھی یہاں کا ذرہ ذرہ آفتاب کی حدت سے جھکس چکا تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں کبھی بھول کر بھی اس طرف سے نہ گزریں تھیں۔ اس دن میدان نے بھی دعا کی۔

خبر کیا تھی الہی ایک دن ایسا بھی آئے گا۔

کہ تیرا ساقی کوثر یہاں تشریف لائے گا۔

خبر کیا تھی یہاں تیرے غازی آ کے ٹھہریں گے

شہید آرام فرمائیں گے غازی آ کے ٹھہریں گے

یا اللہ العالمین مجھے اگر خبر ہوتی کہ تیرا محبوب اور اس کے صحابی میرے دامن میں آرام فرمائیں گے۔

اور مجھ پر تیری عبادت کریں گے تو میں اپنے شبنم کے قطروں کو ایک ایک کے جمع کر چھوڑتا۔

اور ان نفوس قدسیہ کو سیراب کر دیتا۔

خبر ہوتی تو میں شبنم کے قطرے جمع کر رکھتا۔

چھپا کر ایک گوشے میں مصفا حوض بھر رکھتا۔

مجھے ان مہمانوں کی آمد کی خبر نہ تھی ورنہ طوفان نوح بھی مجھ پر سے گزرا میں اسی کو اپنے جگر میں جمع کر چھوڑتا اور آج اس مقدس قافلے کے سٹراونٹ اور دو گھوڑے سیراب ہو جاتے اور مجاہد اور نمازی غسل فرماتے وضو کرتے اور جی بھر بھر کر اپنی پیاس بجھاتے اس طرح آج حضور کے دربار میں میری لاج رہ جاتی۔ اب میں دعا کرتا ہوں کہ چونکہ تیرے محبوب کے قدم میرے سینہ بے کینہ پر لگ چکے ہیں اس لئے تمازت آفتاب کو کم کر دے اور آج اپنی رحمتِ خاصہ سے بارش برسا دے تاکہ میں ان مہمانوں کی میزبانی کر سکوں۔

تیسرے محبوب کے پیارے قدم اس خاک پر آئے۔

الہی! حکم دے سورج کو اب آتش نہ برساؤ۔

برائے سچد ساعت ابر باران بھیج دے یارب

بہاراں بھج دے یارب بہاراں بھج دے یارب (شاہنامہ اسلام ص ۱۱)

نیر پانی کے نہ ہونے کی وجہ سے شیطان نے مومنوں کے دلوں میں دوسوہ ڈالا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ولی ہو اور تم لوگوں میں خدا کا رسول موجود ہے باوجود اس کے مشرکین نے پانی پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ تمہارے پاس پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں تم پیاسے ہو، دریں اثنا مسلمانوں کو غسل کی بھی حاجت ہوئی۔ پس خدا تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحم فرمایا اور بارانِ رحمت کا نزول ہوا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِذْ يُغَشِّيْكُمُْ النَّعَاسَ اَمْنَةً مِّنْهُ وَيُنزِلُ عَلَيْكُمُْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً

لِيُطَهِّرَ كُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ

وَيُنَتِّبَ بِهٖ الْاَقْدَامَ . (القرآن)

ترجمہ :- جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اسکی طرف سے چین تھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھر کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمادے ۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں بدری صحابہ کرام پر خداوندی نعمتوں کا ذکر ہے۔ ان میں پہلی نعمت اونگھ تھی۔ جنگ بدر میں مسلمان قدرتی طور پر اونگھنے لگے۔ یہ اونگھ ان مسلمانوں کے حق میں خدا کی نعمت ثابت ہوئی۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ جس کو دشمن کی طرف سے خوف شدید ہو اس کو نیند کہاں آتی ہے اس کو تو ہر وقت اپنی جان کا فکر و امن گیر رہتا ہے۔ لیکن اگر اس خوف شدید کے وقت کسی کو نیند آجائے تو یہ نیند اس کے لئے اطمینان قلب کا سبب ہوگا اس کا خوف و ہراس دور ہو جائے گا۔ لہذا اس نیند کے آنے سے بدری صحابہ کا خوف دور ہو گیا بدری صحابہ کو اپنی قلت، کفار کی کثرت اپنی بے سرو سامانی اور کفار کا جدید اسلحہ سے لیس ہونے کا خوف تھا۔ جو اس نیند نے زائل کر دیا۔ علاوہ ازیں ان پر پیاس کا غلبہ تھا۔ نیند نے اس شدت کی پیاس کو استراحت میں بدل دیا۔ نیند کے آنے سے تمام صحابہ کی بدنی اور ذہنی تھکاوٹ دور ہو گئی۔ اس خوف شدید کے وقت صحابہ کو نیند آنا ایک ایسا امر تھا جو بطور خرق عادت وقوع پذیر ہوا۔ لہذا اس نیند کو حضور علیہ السلام کا معجزہ بھی کہا جاتا ہے۔

دوسری نعمت بارش :- مشرکین مکہ نے پانی پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان کا خیال تھا۔ کہ پانی پر قبضہ کی بنا پر ہم جلد مسلمانوں پر فتح حاصل کر لیں گے۔ پانی نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو پیاس کی شدت نے تنگ کیا، اسی اثناء میں کسی صحابہ کو احتلام ہو گیا اور ان کو غسل کی حاجت ہوئی۔ علاوہ ازیں ریت پر چلنا دشوار تھا اور ہوا چلنے پر وہ ریت اڑ کر گرد و غبار کی شکل اختیار کر لیتی تھی۔ اس لئے مسلمانوں کو خوف تھا کہ ایک

تو جبکہ ریتلی دوسرے دشمن کی کثرت تیسرے پیاس کا غلبہ ہم دشمن سے کیسے مقابلہ کریں گے، خدا تعالیٰ نے مومنوں کے تمام وساوس کو دور فرمایا اور بارانِ رحمت نازل فرمائی۔

۵ یہ ریگستان کہ اک اک بوندِ پانی کو ترستا تھا۔

اسی پر آج بادل چھا گئے تھے مینہ برستا تھا۔

نزولِ بارش مسلمانوں کے لئے دلیلِ فتح و نصرت تھی۔ بارش آنے پر مسلمانوں نے

ایک بہت بڑا حوض بنا لیا جس میں کافی مقدار میں پانی جمع ہو گیا اس سے پانی لے کر انہوں نے

اپنی پیاس بجھائی، غسل کیا اور اپنے مشکیزے بھر لیے، بارش سے پہلے شیطان نے مسلمانوں کے

دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تم حق پر ہوتے تو پانی پر دشمن کا غلبہ کیوں ہوتا، خدا تعالیٰ نے بارش

نازل فرما کر مسلمانوں کو شیطانی وساوس سے محفوظ فرمایا۔ بارش ہونے پر مسلمانوں کے دل قوی

ہو گئے اور ان کے دلوں سے خوف و ہراس زائل ہوا۔ وہ ریتلی زمین جس میں پاؤں

دھنس جاتا تھا بارش سے سخت ہو گئی۔ اس پر مسلمانوں کے لئے چلنا آسان ہو گیا جس

زمین پر کفار کا لشکر خیمہ زن تھا وہاں کچھ ہو گیا اس پر کفار کے پاؤں پھسلنے لگے وہ جم کر ٹرائی

نہ کر سکے اس طرح یہ بارش مسلمانوں کے لئے رحمت اور کفار کے لئے زحمت ثابت ہوئی۔

(تفسیر کبیر صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لڑائی ہونے سے ایک دن

پہلے حضور علیہ السلام میدانِ بدر میں تشریف لائے اور فرمایا!

هَذَا مَضْرَعٌ فَلَا يَنْ شَاءَ اللَّهُ غَدًا۔ ترجمہ: اگر خدا نے چاہا تو فلاں آدمی کل

یہاں قتل ہوگا۔ (سیرۃ حلبیہ ص ۱۶۶)

مسلم شریف میں حدیث یوں ہے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مَضْرَعٌ فَلَا يَنْ وَيَضَعُ يَدَكَ عَلَى

الْأَرْضِ هُنَا وَهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مسلم شریف صفحہ ۱۰۲)

یہ لے جائیں گے حسرت ہی دل ناپاک کے اندر۔ ابو جہل اس جگہ لوٹے گا خون و خاک کے اندر
ترجمہ :- اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فلاں کے پھڑنے کی جگہ ہے اور اپنا ہاتھ زمین
پر ادھر ادھر رکھا حضرت انس فرماتے ہیں ان کفار میں سے کوئی بھی حضور علیہ السلام کے لگائے
ہوئے نشان سے دور ہو کر قتل نہ ہوا۔

اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ حضور علیہ السلام کو علم مافی الغد
حاصل تھا دوسرے یہ کہ خدا کی عطا سے حضور یہ بھی جانتے تھے کہ کوئی کہاں مرے گا۔ یہ دونوں باتیں
علومِ خمس سے تعلق رکھتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے نبی پاک کو خدا تعالیٰ نے علومِ خمس عطا فرمائے تھے۔
علومِ خمس یہ ہیں۔

علومِ خمس

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي
نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَمْرِ آرَضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَالِمٌ
خَبِيرٌ (سورة لقمان قرآن حکیم)

ترجمہ :- بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے
پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کل کیا ملے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کس زمین
میں مرے گی۔ بیشک اللہ جانتے والا بتانے والا ہے۔ (کنز الایمان)

منند آیات، احادیثِ کثیرہ اور اقوال بزرگان دین سے ثابت ہے کہ خدا
تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو یہ پانچوں علوم عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ علامہ صادی نے زیر آیت
يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مَرْسَاهَا۔۔۔ ترجمہ! تم سے قیامت کے متعلق پوچھتے
ہیں کہ کب کے لئے ٹھہری ہے۔۔۔۔۔ لکھا ہے۔

إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يُخْرِجْ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّىٰ أَعْلَمَهُ اللَّهُ بِمَجْمُوعِ مَغْیِبَاتِ
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

ترجمہ :- کہ حضور علیہ السلام دنیا سے نہ گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا اور آخرت کے
سارے علم دے دیئے۔

عَلَاوہ ازیں یَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ۔

ترجمہ :- لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ کہ اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے۔
کے تحت علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

فَلَمْ يُخْرِجْ نَبِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّىٰ أَطْلَعَهُ اللَّهُ عَلَىٰ جَمِيعِ الْمَغْیِبَاتِ وَمِنْ
جُمْلَتِهَا السَّاعَةُ ۝

ترجمہ :- ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام غیبیوں پر
مطلع فرما دیا جن میں سے قیامت بھی ہے۔

حضور علیہ السلام نے قیامت قائم ہونے کا دن بتا دیا مشکوٰۃ تشریف میں ہے،

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔ یعنی قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن۔ کلمہ کی
اور بیچ کی انگلی ملا کر فرمایا بَعَثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ یعنی ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے
بھیجے گئے ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْرِ الْمَخْلُوقِ
حَتَّىٰ دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ۔

ترجمہ :- حضور علیہ السلام نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پس ہم کو ابتداء سے پیدائش کی خبر دے دی یہاں
تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور دوزخی اپنی منزلوں میں۔

(بخاری شریف کتاب بدر المخلوق)

اس جگہ حضور نے دو قسم کے واقعات کی خبر دی :- ۱۔ عالم کی پیدائش کی ابتداء کس طرح ہوئی :-

پھر عالم کی انتہا کس طرح ہوگی۔ یعنی از روز اول تا قیام قیامت ایک ایک ذرہ بیان فرمادیا۔
اسی حدیث کے تحت شارحین نے لکھا ہے۔

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ أَحْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَمْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ
مِنْ ابْتِدَاءِهَا إِلَى انْتِهَائِهَا۔ یعنی اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضور علیہ السلام
نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے سارے احوال کی خبر از ابتدا تا انتہا دے دی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ حضور علیہ السلام نے قیامت تک کے من وعن واقعات بیان فرمادئے۔ اب یہ کیسے ممکن
ہے کہ آپ کو قیامت کا علم نہ ہو، کیوں کہ دنیا ختم ہوتے ہی قیامت ہے اور حضور علیہ السلام کو یہ علم
ہے کہ کونسا واقعہ کس کے بعد ہوگا۔ جو آخری واقعہ ارشاد فرمایا وہی دنیا کی انتہا ہے اور قیامت
کی ابتداء و ودی ہوئی چیزوں میں سے ایک کی انتہا کا علم دوسری کی ابتداء کا علم ہوتا ہے۔

تفسیر احمدیہ میں ہے کہ ذَلِكَ أَنْ تَقُولَ إِنَّ عِلْمَ هَذِهِ الْخَنَسَةِ وَإِنْ كَانَ
لَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ لَكِنْ يَجُوزُ أَنْ يَعْلَمَهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ مَعْتَبِرِيهِ
وَأَوْلِيَائِهِ بِقَرِينَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ عَلَى أَنْ يَكُونَ الْخَبِيرُ
بِمَعْنَى الْخَبِيرِ۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۴۳)

ترجمہ :- اور تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ان پانچوں علوم کو اگرچہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن
جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے محبوبوں اور ولیوں میں سے جس کو چاہے سکھائے
اس قول کے قرینے سے کہ اللہ تعالیٰ جانتے والا بتانے والا ہے خبر یعنی مخبر۔

سید شریف عبد العزیز دباغ مصری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الابریز میں فرماتے ہیں :-

وَكَيفَ يَخْفَى أَمْرُ الْخَنَسِ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَّاحِدُ
مِنْ أَهْلِ النَّصْرَةِ مِنْ أُمَّتِهِ الشَّرِيفَةِ لَا يُصَعِّنُهُ النَّصْرَةُ إِلَّا
بِعَرَفَةِ هَذِهِ الْخَنَسِ۔ (الابریز شریف ص ۲۸۳)

ترجمہ :- حضور علیہ السلام پر علوم خمسہ کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں جب کہ آپ کی امت کے کسی اہل نصرت

کو تصرف ممکن نہیں جب تک کہ ان علوم خمسہ کی معرفت حاصل نہ ہو۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :-

فَهُوَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ الْخَمْسِ الْمَذْكُورَةِ
فِي الْآيَةِ الشَّرِيفَةِ وَكَيْفَ يَخْفَى عَلَيْهِ ذَلِكَ وَالْأَقْطَابُ
السَّبْعَةُ مِنْ أُمَّتِهِ الشَّرِيفَةِ يَعْلَمُونَهَا ، وَهُمْ دُونَ الْغَوْتِ فَكَيْفَ
بِالْغَوْتِ ، فَكَيْفَ بِسَيِّدِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ الَّذِي هُوَ سَبَبُ كُلِّ
شَيْءٍ دَمِنَهُ كُلُّ شَيْءٍ . (الابن شريف ص ۵۳)

ترجمہ :- حضور علیہ السلام پر ان پانچوں مذکورہ میں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں اور حضور
پر یہ امور مخفی کیوں کر ہو سکتے ہیں حالانکہ آپ کی امت کی سات قطب
ان کو جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ غوث سے مرتبہ میں نیچے ہیں، پھر غوث کا کیا
کہنا پھر حضور علیہ السلام کا کیا پوچھنا جو تمام اولین و آخرین سارے جہاں کے
سرور ہیں۔ اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر چیز ان سے ہے۔

جب کفار نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں تو آپ نے قوم سے فرمایا۔
فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ .

ترجمہ :- آپ نے فرمایا اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو۔

کفار نے بدھ کی رات کو اس اونٹنی کے پاؤں کاٹے اور ہفتہ کی صبح کو ان پر عذاب
آیا۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے دن تمہارے چہرے پیلے پڑ جائیں گے، دوسرے روز سیرخ
تیسرے دن کالے، ایسا ہی ہوا۔ یہ ہے علم مافی غد، علاوہ ازیں صالح علیہ السلام کو تعلیم
الہی سے اس قوم کی موت کا وقت معلوم تھا کہ تین دن کے بعد مر جائے گی۔ یہ بھی علوم خمسہ
میں سے ہے۔

جب حضور علیہ السلام معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف واپس

لوٹے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ آپ کو کس چیز کا حکم ہوا آپ نے فرمایا پچاس نمازوں کا حکم ہوا، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت پچاس نمازیں روزانہ ادا نہ کر سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے بنی اسرائیل کا تجربہ کیا ہے آپ خدا کی بارگاہ میں جائیے اور تخفیف کرائیے اپنی امت کے لئے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں میں خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دس نمازوں کی تخفیف ہو گئی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر وہی بات کہی، میں پھر حاضر بارگاہ الہی ہوا پھر دس نمازوں کی تخفیف ہوئی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر وہی بات کہی۔ اس مرتبہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے سے دس نمازوں کی کمی ہو گئی پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر وہی بات کہی اب کے مرتبہ اور دس نمازوں کی کمی ہوئی موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر جیسے تخفیف کرائیے اس مرتبہ پھر پانچ نمازوں کی تخفیف ہو گئی۔ اب جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے دریافت کیا، فرمائیے کتنی نمازوں کا حکم ہوا۔ میں نے کہا ہر روز پانچ نمازوں کا، اس پر کلیم اللہ نے فرمایا!

إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ.

ترجمہ :- بے شک آپ کی امت روزانہ پانچ نمازیں نہ پڑھ سکے گی۔ (بخاری شریف ص ۳۲۸ مصری) یہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم مافی عند کہ آپ نے ہزاروں سال پہلے ہی جان لیا کہ نبی آخر الزمان کے بہت سے امتی پانچ نمازیں ادا نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ آج دیکھ لیجئے کہ مسلمانوں کی اکثریت بے نماز ہے۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہ السلام کے پاس جنتی پھل دیکھے تو سمجھ گئے کہ اس جگہ پر خدا تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے وہاں کھڑے ہو کر آپ نے اولاد نرینہ کی دعا کی۔ رب تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

نَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ
بِغُلَامٍ مُّصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَأَحْسَبُ أَنَّكَ مُّؤْمِنٌ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ.

ترجمہ :- تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک اللہ آپ کو
مردہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لئے
عورتوں سے بچنے والا۔ اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔ (کنز الایمان)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو علم غیب دیا۔ کیوں کہ اس پکارنے والے فرشتے کو خبر
تھی کہ آپ کو بیٹا ملے گا۔ اور وہ بیٹا نبی ہوگا اور ساری عمر شادی نہ کرے گا۔ یہ علوم خمسہ سے تعلق رکھنے
والی باتیں ہیں بلکہ حبیب زکریا علیہ السلام کی زوجہ حاملہ ہوئیں تو زکریا علیہ السلام کو بھی خبر تھی کہ اس
حمل میں لڑکا ہے اور وہ ان صفات سے موصوف ہوگا۔ علم غیب بنی اور علم غیب فرشتہ سب
ثابت ہوئے۔

جب حضرت صالح، حضرت زکریا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہم السلام کے علم کا یہ کمال ہے
تو پھر حبیب اللہ کے علم کا کیا کمال ہوگا جو تمام اولین و آخرین کے سردار اور سب نبیوں سے ذاتاً
اور صفاتاً افضل ہیں۔

۱۔ سید علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔

لَا يَكْمَلُ الرَّجُلُ عِنْدَ نَاحِيَةٍ يَعْلَمُ حَرَكَاتِ مُرِيدِهِ فِي انْتِقَالِهِ فِي الْأَصْلَابِ
وَهُوَ نَظْفَةٌ مِّنْ يَوْمِ السُّتِ بَرِيكُمُ إِلَى اسْتِقْرَارِهِ فِي الْجَنَّةِ أَوْ فِي النَّارِ۔

(کبریٰ احمر ص ۱۴۵)

ترجمہ :- ہمارے نزدیک تو آدمی تب تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو اپنے مرید کی حرکتیں اس
کے آباؤ کی پیٹھ میں معلوم نہ ہوں یعنی جب تک یہ معلوم نہ کرے کہ یوم الست سے کس کس کی پیٹھ
میں ٹھہرا اور اس نے کس وقت حرکت کی یہاں تک کہ اس کے حبت اور دوزخ میں قرار
پکڑنے تک کے حالات جانے۔

۲۔ شیخ تاج العارفین ابو الوفاء فرماتے ہیں۔

لَا يَكُونُ الشَّيْخُ شَيْخًا حَتَّى يَعْرِفَ مِنْ كَافِ الْإِقَابِ فَيَقْبَلُ لَهُ مَا كَانَ وَمَا

قَالَ فَقَالَ يُطْلِعُهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى جَمِيعِ مَا فِي الْكَوْنَيْنِ مِنْ ابْتِدَاءِ
خَلْقِهِ بِكُنْ إِلَى مَقَامٍ وَقِفُوا هُمْ أَنْتُمْ مَسْئُولُونَ.

(بہجۃ الاسرار ص ۱۴۳)

ترجمہ :- کوئی شیخ اس وقت تک شیخ کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ کاف سے قاف تک کی
معرفت حاصل نہ کرے۔ پوچھا گیا! کاف اور قاف کیا ہوتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ
عزوجل اس شیخ کامل کو دونوں جہان کی تمام مخلوقات کی اطلاع دیتا ہے یعنی کلرکن
سے پیدائش کی ابتداء سے لے کر ووزخ کے اس مقام تک کی اطلاع جہاں ووزخوں
کو کھڑا کر کے ان سے سوال کیا جائے گا۔

یہ حضور کے غلاموں کا علم ہے جس آقا کے غلاموں کا اتنا علم ہو کہ وہ ابتداء سے آفرینش خلق سے لیکر
مخلوق کے جنت اور ووزخ میں جانے تک تمام حالات جانتے ہیں۔ اس آقا کا اپنا علم کتنا ہو گا۔
آئیے ذرا حضور علیہ السلام کے علم کے متعلق بھی سنئے۔

حضرت سید عبد العزیز دباغ مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَأَقْوَى الْأَرْوَاحِ فِي ذَلِكَ رُوحَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَإِنَّهَا لَمْ يُخْبَبْ عَنْهَا شَيْءٌ مِنَ الْعَالَمِ فَهِيَ مُطَّلِعَةٌ
عَلَى عَرْشِهِ وَعُلُوهِ وَسِفْلِهِ وَدُنْيَاهِ وَآخِرَتِهِ وَنَارِهِ وَجَنَّتِهِ لِأَنَّ
جَمِيعَ ذَلِكَ خَلِقَ لِأَجْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَيَّزَتْ عَلَيْهِ السَّلَامُ
خَارِقٌ لِهَذِهِ الْعَوَالِمِ بِأَسْرِهِا فَعِنْدَهُ تَمَيُّزٌ فِي أَجْرَامِ السَّمَوَاتِ
مِنْ أَيْنَ خُلِقَتْ وَمَتَى خُلِقَتْ وَلِمَ خُلِقَتْ وَالْأَيْنَ لُصِيرُ فِي جَزْمِ
كُلِّ سَمَاءٍ وَعِنْدَهُ تَمَيُّزٌ فِي مَلَائِكَةِ كُلِّ سَمَاءٍ وَالْأَيْنَ خُلِقُوا وَمَتَى خُلِقُوا
وَالْأَيْنَ لُصِيرُونَ وَتَمَيُّزٌ اخْتِلَافٍ مَرَاتِبِهِمْ وَمُنْتَهَى دَرَجَاتِهِمْ وَعِنْدَهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمَيُّزٌ فِي الْمُحِبِّ السَّبْعِينَ وَمَلَائِكَةِ كُلِّ حِجَابٍ عَلَى

الصِّفَةُ السَّابِقَةَ وَعِنْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمَيُّزٌ فِي اجْتِرَامِ النَّيِّرَةِ
الَّتِي فِي الْعَالَمِ الْعُلُوبِيِّ مِثْلَ الْجُومِ وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَاللُّوْحِ
وَالْقَلَمِ وَالْبُرْزُخِ وَالْأَرْوَاحِ الَّتِي فِيهِ عَلَى الْوُصْفِ السَّابِقِ وَكَذَا
عِنْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمَيُّزٌ فِي الْجَنَانِ وَدَرَجاتِهَا وَعَدَدِ سُكَّانِهَا
وَمَقَامَاتِهِمْ فِيهَا وَكَذَا مَا بَقِيَ مِنَ الْعَوَالِمِ وَلَيْسَ فِي هَذَا مُزَاحِمَةٌ
لِلْعِلْمِ الْقَدِيمِ يَنْحَصِرُ فِي هَذِهِ الْعَوَالِمِ فَإِنَّ أَسْرَاسَ التَّرْبُوتِيَّةِ
وَأَوْصَافِ الْأَوْهِيَّةِ الَّتِي لَأَنْهَايَةِ لَهَا لَيْسَتْ مِنْ هَذَا الْعَالَمِ
فِي شَيْءٍ. (الكلمة العليما، الا برزيمه)

ترجمہ: محقر یہ کہ اس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ
اس روح پاک سے عالم کی کوئی شے پر وہ میں نہیں، یہ روح پاک عرش اور اس کی بندگی پستی
دنیا و آخرت جنت و دوزخ سب پر مطلع ہے کیوں کہ یہ سب اسی ذات جمع کمالات کے لئے
پیدا کی گئی ہیں۔ آپ کی تیزان جملہ عالموں کی خالق ہے آپ کے پاس اجرام سماوات کی تیز
ہے۔ کہ کہاں سے پیدا کئے گئے کیوں پیدا کئے گئے کیا ہو جائیں گی اور آپ کے پاس ہر
آسمان کے فرشتوں کی تیز ہے اور اسکی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب سے پیدا کئے گئے اور
کہاں جائیں گے اور ان کے اختلاف مراتب اور منتہا درجات کی بھی تیز ہے اور ستر پر وہ
اور ہر پر وہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تیز ہے، عالم علوی کے اجرام نیوہ ستاروں
سورج چاند لوح و قلم برزخ اور اس کی ارواح کا بھی ہر طرح امتیاز ہے اسی طرح
حضور علیہ السلام کے پاس تمام جنات ان کے درجات ان میں رہنے والوں کی تعداد
اور ان کے مقامات کی تیز ہے ایسے ہی باقی تمام جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذات
باری تعالیٰ کے علم قدیم ازلی سے جس کے معلومات بے انتہا ہیں کوئی مزاحمت نہیں کیوں کہ
علم قدیم کے معلومات اس عالم میں منحصر نہیں ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت اوصاف

اور بیت جو غیر متناہی ہیں اس عالم ہی سے نہیں۔ انتہی

اعلیٰ حضرت سراج الامت مجددین و ملت امام اہل سنت علامہ ابن علامہ محقق ابن محقق مدق
ابن مدق حضرت مولانا الحاج الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ساری عمدت
کا مفہوم ایک شعر میں بیان فرما دیا۔

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے - دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے۔

صاحب کتاب الابریز کی یہ نفیس تقریر مخالفین کے ادبام باطلہ کا کافی علاج ہے وہ صاف تصریح
فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی روح اقدس سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا فرشی دنیا کی ہو یا
آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب کے عالم ہیں اور ذرہ ذرہ حضور علیہ السلام پر
ظاہر اور روشن ہے۔ یا اینہم حضور کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں کیوں کہ علم الہی غیر متناہی
اور حضور علیہ السلام کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو متناہی ہے اور متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت
مخالفین جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علم سے واقف نہیں،
خدا تعالیٰ کے علم کی عظمت کیا جانیں جب حضور علیہ السلام کے علم کی وسعت سنتے ہیں تو
گھرا جاتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ پاک کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا۔ پس خدا رسول
کو برابر کر دیا۔ یہ ان کی نادانی ہے کہ علم الہی کو عالم میں منحصر خیال کریں یا علم متناہی کے برابر
ٹھہرائیں۔ مسلمان ان دونوں میں فرق کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے علم کو اسکی وسعت
کے ساتھ تسلیم کرتے اور عطلے الہی کا اقرار کرتے ہیں دراصل علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکا
کرنے والے جو اہل سنت پر مساوات ثابت کرنے کا الزام لگاتے ہیں، علم الہی کو متناہی سمجھنے
میں مبتلا ہیں اور خدا تعالیٰ کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے علم و
قدرت سے واقف ہونے تو حضور علیہ السلام کی وسعت علمی کا انکار نہ کرتے، حضور علیہ السلام
کے کمالات کا انکار وہی کرے گا جو خدا تعالیٰ کی قدرت اور عظمت سے بے خبر ہے۔

جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ

کے لئے عرش بنا دیتے ہیں (عرش لکڑی اور پتوں سے بنائی ہوئی تھوڑی سی کو کہتے ہیں، آپ اس میں آرام فرما رہے ہیں اور اس کے پاس ایک تیز رفتار سواری حاضر رہے گی اگر ہمیں جنگ میں فتح ہوئی تو قبہا و گرتہ بصورت دیگر آپ اس سواری پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ تشریف لے جانا ہمارے بھائی جو مدینہ میں ہیں ہر طرح سے آپ کی امداد کریں گے، حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ کو دعائے خیر دی۔

بعد ازاں عرش بنا دی گئی اور حضور علیہ السلام نے اسی عرش میں خدا تعالیٰ سے فتح و نصرت

کے دعا کی۔ (مدارج النبوت ص ۱۲۱)

۵ بنایا ایک عرش پھونس کا ارباب ہمت نے

قیام اس میں کیا بہرہ و عافیت رسالت نے

مشرکین مکہ نے اپنے ایک لشکر کی مسلمانوں کی جاسوسی کے لئے بھیجا تا کہ وہ یہ معلوم کرے کہ مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے، وہ سوار مسلمانوں کے لشکر کے ارد گرد گھوما اور اس نے اندازہ لگایا کہ مسلمان تین سو کے قریب ہیں۔ واپس آکر اس نے قریش مکہ سے کہا کہ میں نے مدینہ کے اونٹوں کو دیکھا کہ ان کا بوجھ زیادہ قاتل ہے یعنی مسلمانوں کا جنگ کرنا تمہاری ہلاکت کا موجب ہوگا۔ اور تمہارے مرنے کے بعد تمہارے پس ماندگان کا کیا حال ہوگا اس لئے میری رائے یہ ہے کہ اے قریش مکہ مسلمانوں سے جنگ نہ کرو۔ حکیم بن حزام جو اس وقت لشکر کفار میں تھے نے یہ باتیں سن کر عتبہ سے کہا اے عتبہ تو قریش کا سردار ہے اگر تو چاہے کہ تیرا ذکر خیر باقی رہے تو تمام لشکر کو واپسی کا حکم دے دو اور مسلمانوں سے جنگ نہ کرو، عتبہ نے کہا! مجھے تمہاری رائے سے مکمل اتفاق ہے لیکن ابو جہل سے بھی جا کر کہو۔ حکیم بن حزام ابو جہل کے پاس آیا اور اس کو سمجھایا کہ ہم جن مہاجرین سے لڑنے کے لئے آئے ہیں وہ ہمارے ہی خویش و اقارب ہیں اور ان رشتہ داروں کے ساتھ لڑنا عقل اور دانائی کے خلاف ہے لہذا لڑائی سے باز آ جاؤ اور عتبہ کا بھی یہی خیال ہے۔ اس پر ابو جہل نے کہا کہ عتبہ بزدل ہو گیا ہے۔ لڑائی سے جی چراتا ہے۔ ہم تو مسلمانوں کے ساتھ دو دو ہاتھ کے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔

(مدارج النبوت ص ۱۲۱)

جب جنگ کے لئے حضور علیہ السلام صحابہ کی صفوں کو درست فرما رہے تھے تو اس وقت آپ نے ہاتھوں میں ایک چھڑی تھی آپ نے دیکھا کہ حضرت سواد صف سے آگے بڑھے ہوئے ہیں آپ نے چھڑی اس کے سینے پر ماری اور فرمایا اے سواد سپدھے ہو کر صف میں کھڑے ہو جاؤ۔ اس پر حضرت سواد نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے چھڑی مارنے سے مجھے تکلیف ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو عدل و انصاف کا پیکر بنا کر بھیجا ہے، مجھے قصاص دیجئے حضور علیہ السلام نے اپنے سینہ مبارک سے کھڑے کو دوڑ فرما کر حضرت سواد سے فرمایا لو اپنا قصاص لے لو۔ حضرت سواد نے آگے بڑھ کر آپ کے سینہ مبارک کو چوم لیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے سواد تم نے یہ کیا کیا، عرض کی یا رسول اللہ میرا آخری وقت قریب ہے، چند ساعت کے بعد میں شہادت سے ہمکنار ہوں جاؤں گا۔ میں نے چاہا کہ آخری وقت مرا جسم آپ کے جسد اقدس کے ساتھ لگ جائے اس پر حضور علیہ السلام نے ان کو دو عا خیر سے سرفراز فرمایا۔

(مدارج النبوت ص ۱۲۱ سیرت حلبیہ)

اس مساس کی وجہ علامہ علی بن برہان الدین نے انسان العیون فی سیرۃ الایمن والمامون میں یہ لکھی ہے۔ کہ یہ حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ آپ کا جسد اقدس جس مسلمان کے جسم سے لگ جائے گا۔ اس کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔ (ص ۱۶۱ انسان العیون)

شیخ محقق نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے روز حضور علیہ السلام نے بتوں کو چھڑی کے اشارہ سے گرایا اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر حضور علیہ السلام کا ہاتھ ان کو لگ جاتا تو دوزخ کی آگ ان پر اثر نہ کرتی اور خدا کے ارشاد کی تکذیب لازم آتی کہ خدا نے بتوں کے بارے میں فرمایا ہے۔

اِنَّكُمْ وَاَقْبَابُكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبٌ جَهَنَّمَ

ترجمہ :- بے شک تم اور جن کی اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو، جہنم کا ایندھن ہیں۔

علاوہ ازیں شیخ صاحب نے مدارج النبوت کے حوالہ سے ایک عجیب و غریب واقعہ نقل

کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ خاتونِ جنت تنور میں روٹیاں لگا رہی ہے آگ کی حرارت سے ان کو تکلیف محسوس ہو رہی ہے اس منظر کو دیکھ کر حضور علیہ السلام نے چند روٹیاں اپنے دست مقدس سے تنور میں لگائیں۔ سب کی سب کچی برآمد ہوئی۔ حضرت فاطمہ الزہراؑ حیران ہوئیں کہ آخر معاملہ کیا ہے کہ میری لگائی ہوئی روٹیاں تو پک گئیں لیکن آبا جان کی لگائی ہوئی سب کچی رہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے فاطمہ! جیزان ہونے کی کوئی بات نہیں میرے جسم پاک سے جو چیز چھو جاتی ہے اس پر آگ اثر نہیں کیا کرتی۔ (ص ۳۸۵ مدارج النبوت)

جنگ شروع ہونے سے پہلے حضور علیہ السلام نے مجاہدوں کو جہاد کی ترغیب دلائی۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات مقدس کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ جو آج کفار سے جہاد کرتے ہوئے اعلیٰ کلمۃ الحق کے لئے شہید ہو جائے، خدا تعالیٰ اسکو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اس پر عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرت مسرت سے کہا واہ واہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ دریافت فرمائی آپ نے عرض کی یا رسول اللہ میں امید کرتا ہوں کہ میں اہل جنت میں سے ہوں گا۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں کھجوریں تھیں جن کو آپ تناول فرما رہے تھے آپ نے ان کھجوروں کو پھینکا اور کفار سے بروا زما ہوئے اور لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا!

قَدْ مَوَّأَ إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ۔

ترجمہ :- اٹھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی زمین و آسمان جیسی ہے پر ہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

اس پر عمر بن العاص نے اپنی ہاتھ کی کھجوروں کو زمین پر پھینکا اور واہ واہ کہتے ہوئے

جنگ میں شریک ہوئے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، اور اس طرح اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے جنت کے وارث بن گئے۔

قباش بن اشیم نے بدر کے دن اپنے دل میں کہا کہ اگر قریش کی عورتیں برقعے پہن کر آجائیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے صحابیوں کا منہ پھیر دیں بعد ازاں جنگ اتراب کے بعد قباش بن اشیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو ہی وہ قباش ہے جس نے بدر کے دن کہا تھا کہ اگر قریش کی عورتیں برقعے پہن کر نکل آئے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کا رخ پھیر دیں۔ یہ سن کر قباش نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچی کے ساتھ بھیجا ہے میری زبان نے ان کلمات کے ساتھ مزہ نہیں کیا اور کسی آدمی نے مجھ سے ان الفاظ کو نہیں سنا۔ میں نے تو صرف دل میں یہ بات کہی تھی حضور اکرم تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ کلام سن کر قباش ابن اشیم مسلمان ہو گیا۔

(سیرت حلبیہ ص ۱۶۸)

۷ اے فروغت صبحِ اعصار دوپہر - چشم تو بندہ مافی الصدور

معلوم ہوا کہ نبی پاک دل کے رازوں سے بھی واقف تھے چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

هَلْ تَرَوْنَ قَبْلَتِي هَهُنَا فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ سَخَشُوا عُنُقَكُمْ وَكَارَكُوا عُنُقَكُمْ

اِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ دَسْرَائِظِهِمْ (بخاری شریف ص ۸۳)

ترجمہ :- تم میرا منہ صرف قبلہ ہی کی طرف دیکھتے ہو خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا خشوع اور نہ

تمہارا رکوع پوشیدہ ہے اور بیشک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (الفاتحہ)

معلوم ہوا کہ قلوب کی کیفیتیں بھی نگاہِ مصطفیٰ سے پوشیدہ نہیں۔

حضرت شبیب بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

کہ جب حضور علیہ السلام فتح مکہ کے بعد قبیلہ ہوازن سے جنگ کرنے کے ارادے

سے نکلے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ انتقام کا بہترین موقع ہے شاید گڑ بڑ میں محمد کو قتل کر کے اپنے باپ چچا اور بنی اعمام کے جنگ احد میں قتل ہونے کا بدلہ لینے میں کامیاب ہو جاؤں اس وقت میرا خیال تھا۔ کہ اگر تمام عرب و عجم کے لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع ہو جائیں تو بھی میں ہرگز ان کے تابع نہ ہوں گا۔ بلکہ ان سے مری عداوت اور بھی بڑھتی جائے گی۔

جب میدان جنگ میں خوب زور شور سے گڑ بڑ ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ ہو گئے اور میں اس وقت بالکل آپ کے قریب تھا، میں نے وار کرنے کے ارادے سے تلوار اٹھائی تو اچانک ایک شعلہ برق مثل آگ میری طرف آیا جس سے میری آنکھیں چپکا چوند ہو گئیں۔ میں نے اپنی نگاہ کے خوف سے اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر مجھے دیکھا اور فرمایا اے شبیب میرے نزدیک آؤ میں آپ کے نزدیک گیا آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا، پھر آپ نے یہ دعا فرمائی :-

اللَّهُمَّ اَعِزَّنَا مِنَ الشَّيْطَانِ -

ترجمہ :- الہی اسے شیطان سے اپنی پناہ میں لے۔

شبیب نے کہا واللہ آپ اسی گھڑی مجھ کو میری سماعت، میری بصر اور میرے نفس سے زیادہ دوست ہو گئے۔ اور جو عداوت میرے دل میں تھی خدا نے اسکو دور فرما دیا۔ پھر آپ نے فرمایا! نزدیک آ جاؤ اور جنگ کرو۔ میں نے لڑنا شروع کیا اس وقت میری یہ کیفیت تھی کہ اگر میرا باپ بھی میرے سامنے آتا تو میں اس پر بھی وار کرنے سے دریغ نہ کرتا۔ جنگ کے اختتام پر میں حضور کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں گیا، حضور نے فرمایا اے شبیب جو ارادہ دل میں تو نے کیا تھا خدا کا ارادہ اس سے بہتر تھا۔ آپ نے میرے تمام ولی ارادے بیان فرمائے اس پر میں نے خلوص دل سے آپکی رسالت کی گواہی دی اور میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ میری بخشش کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تجھ کو بخش دیا۔

(ص ۱۷۱ خصائص کبریٰ)

شیخ ابوالرضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک چوہنی تخت اترے گا میں ہوا در اس کے
دل میں سو خیالات ہوں تو میں ان میں سے ننانوے خیالات کو جانتا ہوں۔

(انفاس العارفين ص ۹۴)

جب حضور علیہ السلام کی امت کے دیوں کے علم مافی الصدور کا یہ کمال ہے تو پھر نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی ہاشم کے چند لوگ مجبوراً جنگ
میں شریک ہوئے ہیں ان کو کفار مکہ نے زبردستی اپنے ساتھ شامل کیا ہے لہذا اگر تم میں سے کسی
کا مقابلہ بنی ہاشم سے خاص کر عباس بن عبدالمطلب سے ہو جائے تو ان کو قتل نہ کرنا بلکہ
گرفتار کر لینا، جب اس بات کا علم ابوحنظیفہ بن ربیعہ کو ہوا تو اس نے کہا ہم اپنے باپ بیٹوں
بھائیوں اور خویش و اقارب کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں یہ کیسے ہو سکتا ہے، اگر میرا
مقابلہ عباس سے ہوا تو میں تو ضرور ان کو قتل کروں گا۔ ابوحنظیفہ کی بات حضور علیہ السلام تک
پہنچی تو حضور علیہ السلام کو بڑا رنج ہوا۔ آپ نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اے
ابوحنظیفہ تم نے سنا کہ ابوحنظیفہ نے کیا کہا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حضور علیہ السلام نے فاروق اعظم کو
اس کیفیت سے پکارا۔ فاروق اعظم نے عرض کی یا رسول اللہ وہ منافق ہو گیا ہے مجھے اجازت
دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ ابوحنظیفہ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ ان باتوں سے ڈرتا رہا جن
سے حضور علیہ السلام کو دکھ ہوا۔ میں نے اپنے دل میں معم ارادہ کر لیا کہ اس کا کفار وہی ہے
کہ میں اپنے آپ کو راہِ حق میں شہید کر دوں۔ چنانچہ آپ جنگ یمانہ میں شہید ہوئے۔

مدارج النبوت ص ۱۳۱

مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جنگ کا آغاز

جب دونوں طرف سے لشکر آرائی ہوئی تو مسلمانوں کی آنکھوں میں کافراور کافروں کی آنکھوں میں مسلمان تھوڑے دکھائی دیئے۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں جنگ بدر میں کفار ہماری آنکھوں میں تھوڑے دکھائی دیئے۔ چنانچہ میں نے اندازہ کر کے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ لوگ تو کوئی شتر کے قریب ہوں گے۔ اس نے پورا اندازہ کر کے کہا نہیں نہیں یہ تو ایک سو ہیں۔ پھر ان میں سے ایک شخص ہمارے ہاتھ قیدی ہو گیا اس سے ہم نے پوچھا تم کتنے ہو اس نے کہا یہ قریش کا لشکر ایک ہزار کا ہے۔ پھر اسی طرح کافروں کی نظروں میں بھی خدا نے حکیم نے مسلمانوں کی تعداد کم دکھائی اب تو وہ ان پر اوردیہ ان پر کود پڑے تاکہ رب کا کام جس کا کرنا وہ اپنے علم میں مقرر کر چکا تھا پورا ہو جائے۔ کافروں پر اپنی گرفت اورد مومنوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے پس جب تک لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی۔ یہی کیفیت دونوں جانب رہی۔ خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس واقعہ کو یوں ارشاد فرمایا۔

وَإِذْ يُرِيكُم مِّنْهُمْ إِذَا التَّقِيْتُمْ فِيْ أَعْيُنِكُمْ قِتْلًا وَيُقَلِّلُكُمْ

فِيْ أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا وَاللَّهُ تَرْجِمُهُ

(القرآن)

الأمور

ترجمہ :- اور جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے اور تمہیں ان کی نگاہوں

میں تھوڑا کیا تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے اور اللہ کی طرف سب کاموں

کی رجوع ہے۔ (کنز الایمان)

مسلمانوں کی نظروں میں کفار اس لئے تھوڑے دکھائے گئے کہ ان کے حوصلے بلند ہوں اور

ہمت نہ ہا رہیں اور مسلمان کفار کی نظر میں اس لئے تھوڑے دکھائے گئے کہ کہیں وہ زیادہ تعداد سے ڈر کر بھاگ نہ جائیں اگر وہ ڈر کر بھاگ جاتے تو مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت نہ لگتا، پھر جب لڑائی شروع ہوئی کافروں کی نظروں میں مسلمان زیادہ کمر کے دکھائے گئے۔

مقابلہ

جمہور اہل سیر کا فیصلہ ہے کہ مشرکوں میں سے سب سے پہلے عقبہ، شیبہ اور ولید میدان جنگ میں آئے۔ مسلمانوں کی طرف سے تین جوان معاذ، معوذ اور عون نکلے، کفار نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم انصاری ہیں۔ ان کفار نے کہا ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں ہم تو مہاجرین سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اور بلند آواز سے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مہاجرین میں سے کسی کو بھیجو۔ حضور علیہ السلام نے حضرت حمزہ، علی اور عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو روانہ فرمایا۔ وہ میدان میں آئے تو پھر کفار نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے اپنے نام بتائے پھر مقابلہ شروع ہوا۔ حضرت حمزہ کا مقابلہ عقبہ سے حضرت علی مرتضیٰ کا مقابلہ ولید سے اور حضرت عبیدہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔

حضرت حمزہ اور عقبہ کا مقابلہ

عقبہ نے حضرت حمزہ کو دیکھتے ہی تلوار کھینچ لی اور حضرت حمزہ کے سر پر وار کیا آپ نے اس کے وار کو روکا۔ اور خود بھی وار کیا دونوں تلواریں چلنے لگیں آپ نے وار کیا تو عقبہ نے اپنے سر کو ڈھال کے نیچے چھپا لیا اور اس طرح اس نے اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچا لیا آپ نے دوبارہ نعرہ بلند کر کے پوری قوت سے بھرپور اور کاری وار کیا۔ آپ کی تلوار نے عقبہ کی ڈھال کے دو ٹکڑے کیے اس کے سر کو کاٹتی ہوئی اس کے سینے پر گرنے تک جا پہنچی۔

۷ یہ تیغ حمزہ تھی دعویٰ تھے اس کو خاکساری کے
 زمین پر آ رہی کر کے دو ٹکڑے جسم ناری کے
 عقبہ کو اصل جہنم کرنے کے بعد اپنے فرط مسرت سے سرشار ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا اس پر تمام
 مسلمانوں نے بھی نعرہ لگایا جس سے تمام کفار کے دل دہل گئے۔

حضرت علی اور ولید کا مقابلہ

جب ولید نے اپنے باپ کو یوں قتل ہوتے ہوئے دیکھا تو غصے سے لال پیدا ہو گیا۔
 اور بھاگ کر حضرت علی پر سات اٹھ وار کر دیئے اپنے نہایت سرعت اور کمال فن سپہ گری
 کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مکار کے تمام واروں کو روکا اور ایسی جو امری، جرات، استقلال
 بہادری اور دلیری کا ثبوت دیا کہ اس پر زمین والے ہی نہیں آسمان کے فرشتے بھی قیامت
 تک تحسین و آفریں کے پھول برساتے رہیں گے پھر یکایک دونوں تلواریں آپس میں ٹکرائیں ایک
 حق و صداقت کی تباہی کے لئے دوسری اسکی پشت پناہی کے لئے ایک اسلام کو مٹانے کیلئے
 اور دوسری اس کو بچانے کے لئے، مقابلہ بڑا سخت تھا وہ پیکر کفر و طغیان تھا یہ محبت دین و
 ایمان تھا اُسے اپنے ساز و سامان پر ناز تھا اور اسے اپنی قوتِ ایمان پر فخر تھا فولادی تلواروں
 کی جھنکار آبدار شمشیروں کی چمک اور مضبوط ڈھالوں کی کھڑکھڑاہٹ سے میدان بدر کی زمین
 گونج اٹھی ولید نے تلوار اٹھائی حضرت علی نے ہمت دکھائی اس نے پکارا اس نے لداکارا وہ جوش
 میں تھا یہ ہوش میں تھا وہ غصے میں تھا ربا تھا یہ حوصلے میں سکر رہا تھا پھر ان کی آن میں ایک
 دوسرے پر وار پر وار اور حملوں پر حملے ہونے لگے، وہ بھی بہادر اور جرات تھا یہ بھی حیدر کرار
 تھا۔ اس نے تلوار ماری حضرت علی نے روکی پھر اللہ کے شیر نے جلال میں آکر ضربِ حیدری لگائی۔
 جس کی وہ تاب نہ لاسکا اور وہ زمین پر گر پڑا۔

۷ ملا یہ پھل حریف بازوئے شیر خُدا ہو کر
زمین پر جا پڑا مفرد مرتن سے جدا ہو کر

حضرت عبیدہ کا مقابلہ شیبہ کے ساتھ

جب عقبہ اور ولید دونوں ذلت کے ساتھ مارے گئے تو شیبہ کو بڑا جوش آیا اس نے بے خبری کے عالم میں حضرت عبیدہ پر وار کیا جس سے آپکی پنڈلی شدید زخمی ہو گئی۔ حضرت عبیدہ نے بھی مقابلہ کیا لیکن دشمن کی ضرب کاری لگ چکی تھی، جب حضرت حمزہ اور علی نے شیبہ کی یہ مکاری دیکھی تو دونوں نے بھاگ کر حضرت عبیدہ کی مدد کی اور دونوں نے بہجبارگی شیبہ پر حملہ کیا اور اس کو فی النار کیا۔ ۷

بیک ساعت کیا شیبہ پہ اک اک واردوں نے

کیا فی الفور اس ناری کو بھی فی النار دونوں نے

بعد ازاں حضرت حمزہ اور حضرت علی زخمی عبیدہ کو اٹھا کر حضور علیہ السلام کے قدموں میں لے آئے، حضرت عبیدہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ السلام سے عرض کی کیا میں شہید ہوں یا نہیں آپ نے فرمایا میں تیری شہادت کی گواہی دیتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں اور مجھے خوشخبری ہو کہ خدا تعالیٰ تجھ سے راضی ہو گیا۔ ۷

عبیدہ نے یہ سن کر رکھ دیا سر پائے ہادی پر

بسی آنکھوں میں حجت پھر نظر ڈالی نہ وادی پر

ادھر کفار کے لشکر میں پھیل چکی۔ مشترکین بڑے سرا سیمہ ہو گئے۔ کہ یہ کیا ہو گیا کہ ایک آن میں ہمارے تین بہادر نوجوان جنگ میں مارے گئے یہ تینوں نوجوان تو ہمارے لشکر کی جان تھے۔ ہمیں تو یقین کامل تھا کہ یہ تینوں تمام مسلمانوں کو بھگا دیں گے۔ لیکن ہماری توقعات پوری نہ ہوئیں بعد ازاں

کفار اپنے جھوٹے خداؤں کو گالیاں دینے لگے۔

بہت سے گالیاں دینے لگے اپنے خداؤں کو

کہ نامردوں نے یوں کٹوا دیا تیغ آزماؤں کو

جب قوم میں یہ بددلی دیکھی تو ابو جہل نے ایک شعز بن تقرمیکہ اور کہا اے بہادر و! ہمارے
تینوں آدمی اپنی جہالت سے مارے گئے ہیں۔ گھبراؤ نہیں تمہارے پاس بھالے ہیں ڈھالیں ہیں
اور جنگی چالیں ہیں تمہارے پاس زرہیں ہیں نو سو تلواریں ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں
کے پاس اتنا سامان جنگ نہیں وہ جھوکے پیاسے ہیں۔ تمہارا مقابلہ کیسے کریں گے تم تعداد میں بھی
ان سے زیادہ ہو علاوہ ازیں تم فنون جنگ سے ماہر ہو۔ اب ہم دست بدست لڑائی نہیں
لڑیں گے بلکہ مسلمانوں پر یکبارہگی حملہ کریں گے تاکہ ان کے چھکے چھوٹ جائیں۔ غرضیکہ اس نے
ہر طریقے سے اپنے ساتھی مشرکوں کو بھڑکایا اور اپنی کثرتِ تعداد پر ناز کیا جو اس کے کچھ بھی کام
نہ آئی۔ جیسے کہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا :-

وَلَنْ تَغْنِبَ عَنْكَ مِثْمَتُكُمْ شَيْئًا وَكَوْكَرْتُمْ ط وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ۔

ترجمہ :- اور تمہارا جتنا تمہیں کچھ کام نہ دے گا چلے کتنا ہی بہت ہو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ
مسلمانوں کے ساتھ ہے۔

الغرض اب گھمسان کی لڑائی ہوئی دونوں اطراف سے تلواروں کی جھنکاریں سنائی

دینے لگیں۔ اس موقع پر شیطان لعین ان کا پشت پناہ ہوا وہ ان کفار کو پھسلارہا تھا، کہ

بھلا تمہیں کون ہراسکتا ہے وہ سراقہ بن مالک کی صورت میں آیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ قریشیوں

نے مکہ سے نکلنے کا ارادہ کیا تو ان کو بنی بکر کی جنگ یاد آگئی اور انہوں نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ

ہو کہ ہماری عدم موجودگی میں مکہ پر چڑھائی کر دیں قریب تھا کہ مشرکین جنگ بدر کے ارادے

سے دست بردار ہو جاتے۔ اسی وقت ابلیس لعین بنو کنانہ کے سردار کی شکل میں آیا اور

کہنے لگا۔ اپنی قوم کا میں ذمہ دار ہوں تم ان سے بے کھٹکے رہو اور مسلمانوں کے مقابلے میں ڈٹ

جاؤ میں تمہارا حمایتی ہوں۔ بے فکر رہو، شیطان کا کام بھی یہی ہے کہ وہ جھوٹے وعدے کرتا ہے۔
جیسے کہ قرآن مجید میں ہے۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا

ترجمہ :- شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انہیں

وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے (کنز الایمان)

غرضیکہ بدر کے دن اپنے جھنڈے اور ساتھیوں کو لے کر مشرکوں کے ساتھ ہوا اور

ان کے دلوں میں یہ بات ڈالتا تھا کہ بس تم باندی لے گئے میں تمہارا مددگار ہوں۔ جب مسلمانوں نے

مقابلہ ہوا تو اس خبیث کی نظریں فرشتوں پر پڑیں تو پچھلے پیروں بھاگا اور کہنے لگا میں وہ

دیکھتا ہوں جس سے تمہاری آنکھیں اندھی ہیں۔ شیطان مشرکین کو موت اور دوزخ کے منہ میں

دھکیل کر خود فرار ہو گیا۔ اس نے عبرائیل کو فرشتوں کے ساتھ اترتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ ان کے مقابلے

کی مجھ میں اور مشرکوں میں طاقت نہیں اس لئے وہ اور اس کے ساتھی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے

اس کا ہاتھ حارث بن ہشام کے ہاتھ میں تھا اپنا ہاتھ چھڑایا تو حارث نے کہا کہ سراقہ کہاں بھاگا جا رہا

ہے۔ تو اس وقت ہمیں ذلیل کر کے جا رہا ہے۔ اس نے کہا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے

میں تم سے بری ہوں۔ یہی اس دشمن خدا کی عادت ہے۔ کہ بھڑکاتا ہے اور بہکاتا ہے حق کے

مقابلہ میں لاکھڑا کر دیتا ہے۔ پھر روپوش ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ أُكْفَرُ نَلَمًا كَفَرًا قَالِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكَ

إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ :- شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر بھڑک کر اس نے کفر کر لیا۔

بولایا میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہاں کا رب ہے۔

(کنز الایمان)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے :-

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ
فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ
لِي فَلَا تَلُومُونِي وَذُلُّوا أُنفُسَكُمْ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنَا بِمُصْرِخَتِ إِي
كَفَرْتُمْ بِمَا اشْرَكْتُمْ مِنْ قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

ترجمہ :- اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے
جو تم کو وعدہ دیا تھا وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر قابو نہ تھا مگر یہی کہ میں نے تم
کو بلایا تم نے میری مان لی تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو نہ میں تمہاری
فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو وہ جو تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا میں اس
سے سخت بیزار ہوں بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

جب ابوہل نے دیکھا کہ سراقہ بھاگ گیا تو اس نے اپنے شکر میں گشت کیا اور کہا کہ ساھیو
گجراؤ نہیں اس کے بھاگ کھڑے ہونے سے دل تنگ نہ ہو یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے
سیکھا پڑھا آیا تھا تاکہ تمہیں عین موقع پر بندوں کر دے۔ گجراؤ مت ہم آج ان مسلمانوں کو ان کے
بنی سمیت گرفتار کر لیں گے۔ دیکھو سخت حملہ کرو ان کو زندہ گرفتار کر لو تاکہ دل کھول کر ہم ان کو سزا
دیں۔ یہ بھی اپنے زلمنے کا فرعون تھا اس نے بھی جادو گروں کے ایمان لانے پر کہا تھا کہ یہ تو
تمہارا صرف مکر ہے کہ یہاں سے تم ہمیں نکال دو۔ (کبیر ص ۱۶۲ تا ۱۶۶)

چنانچہ قرآن فرماتا ہے۔

إِنَّ هَذَا الْمَكْرُ مُكْرٌ تَمُوهٌ فِي الْمَدِينَةِ لِنُخْرِبُ أَهْلِهَا. پ ۱۶۵

ترجمہ :- یہ تو بڑا جعل ہے جو تم سب نے شہر میں پھیلایا کہ شہر والوں کو اس سے نکال دو
(کنز الایمان)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عذہ کے دن جس قدر ابیس حنیفہ ولسیل رسوا اور
درماندہ ہوتا ہے اتنا کسی اور دن نہیں دیکھا گیا کیوں کہ وہ دیکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عام معافی

اور رحمت آرتی ہے ہر ایک کے گناہ عموماً معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہاں بدر کے دن کی اس کی ذلت اور رسوائی کی کچھ نہ پوچھو جبکہ اس نے دیکھا کہ فرشتوں کی فوجیں جبرائیل امین کی سرکردگی میں نازل ہو رہی ہیں۔ اس وقت شیطان بھاگ کر سمنہ میں کود پڑا اور اپنا کپڑا اونچا کر کے کہنے لگا، خدا یا میں تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں جو تو نے میرے ساتھ کیا تھا۔ خدا تعالیٰ شیطان کے اس سارے واقع کو قرآن میں اس طرح بیان فرماتا ہے۔

(ابن کثیر ص ۲۵۰ سواں پارہ)

وَإِذْ يَبِئسَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ فَلَمَّا تَرَ مِنَ الْفِئْتَانِ نَكَصَ عَلَى عَقَبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكُمْ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرُونَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔

ترجمہ :- اور جبکہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے سب کام بھلے کر دکھائے اور بولا تم پر آج کوئی شخص غالب آئیوالات نہیں اور تم میری پناہ میں ہو تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے الگ ہوں میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (کنز الایمان)

جب جنگ پورے زور سے لڑی جا رہی تھی تو ابو جہل نے دُعا مانگی۔

اللَّهُمَّ أَدِلْنَا بِالْحَقِّ فَانصُرْهُ۔

ترجمہ :- الہی ہم سے جو حق پر ہے اسکی مدد فرما۔ (حدیث دلائل النبوت)

خدا تعالیٰ نے ابو جہل کی دُعا قبول فرمائی اور فرشتوں کا لشکر بھیج کر مسلمانوں کی امداد فرمائی کہ وہ حق پر تھے۔

ادھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی اور خدا تعالیٰ سے دُعا کی کہ اہلی اپنا وعدہ جو تو نے مجھ سے کیا ہے پورا فرما، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دوران جنگ کئی مرتبہ حضور علیہ السلام کو دیکھنے آیا میں نے ہر بار حضور علیہ السلام کو سجدے میں سر رکھ کر یہ کہتے سنا۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ۔ (مدارج النبوت ص ۱۲۴)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے جب دیکھا کہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار اور مسلمان صرف تین سو تیرہ ہیں تو خدا تعالیٰ سے دعا مانگی،

اللَّهُمَّ أَنْتَ إِنْ نَهَلِكْ هَذِهِ الْعَصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تَعْبُدُنِي
الْأَرْضِ - (مسلم شریف، ص ۹۳)

ترجمہ :- الہی اگر تو نے اہل اسلام کے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین پر تیری پوجا نہ ہوگی۔
اگر افسیائے ان کو جہاں سے محو کر ڈالا۔
قیامت تک نہیں پھر کوئی تجھ کو پوجنے والا۔

آپ رو قبیلہ ہو کر اس دعا میں مشغول ہوئے اور ہاتھوں کو اتنا بند کیا کہ آپ کے کندھوں کی چادر گر پڑی، صدیق اکبر نے آگے بڑھ کر چادر آپ کے کندھوں پر ڈال دی اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کو اتنا عرض کرنا کافی ہے آپ نے اپنے رب سے طلب میں اصرار فرمایا آپ اپنے قبہ سے نکلے آپ زورہ پینے ہوئے تھے۔ آپ نے قبہ سے نکلنے ہی اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

سَيَهْزِمُ الْجَمْعُ وَيُؤْتُونَ الذَّبْرَ
(خصائص کبریٰ ص ۵۳۴)

یعنی لشکر کفار غنقریب پسا ہوگا۔ اور پیٹھ دکھا جائے گا۔
اور ایک مٹھی ریت کی بھر کر مشرکین کی طرف پھینکی اور کہا شَاهَتِ الْوَجْوَةَ۔ یعنی بگڑ گئے چہرے،
اس کا یہ اثر ہوا کہ تمام مشرکین کے کان آنکھیں اور چہرے ریت سے بھر گئے۔ حکیم بن حزام فرماتے
ہیں کہ جب حضور علیہ السلام نے ریت کی مٹھی ہماری طرف پھینکی ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے کوئی ایک
تھال میں آسمان سے کنکریاں پھینک رہا ہے۔ اس سے خوف زدہ ہو کر ہم بھاگ کھڑے ہوئے
خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى - (القرآن)

ترجمہ :- اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی۔ بلکہ اللہ نے پھینکی۔
امام السنن حضرت مولانا الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

۷ میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا وقت منہ پھر گیا۔

(حدائقِ بخشش)

جب حضور علیہ السلام اپنے قبر سے باہر تشریف لائے تو صحابہ بہت خوش ہوئے ان
کے دل خوشی سے باغ باغ ہو گئے۔

مگر جب مکمل والا آگیا اٹھ کر مصلے سے
خدائی ہو گئی محفوظ شیطانوں کے ہتے سے

صدقے نعرہ تکبیر سے تھرا اٹھی وادی

کہ امت کے صغیفوں کی مدد کو آگیا ہادی

نزولِ ملائکہ :- خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا اور فرشتوں کے

ذریعے شکرِ اسلام کی امداد فرمائی۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابْ لَكُمْ اِنِّي صُمِدٌّ بِكُمْ بِالْفَيْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
مُرْدِفِينَ۔ (القرآن)

ترجمہ :- جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سُن لی کہ میں تمہیں

مدد دینے والا ہوں، ایک ہزار فرشتوں کی قطار سے۔

علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جبرائیل امین پانچ سو ملائکہ کے ساتھ میمنہ پر نازل

ہوئے اور اس طرف صدیق اکبر تھے اور میکائیل پانچ سو ملائکہ کے ساتھ میسرہ پر نازل ہوئے

اور میسرہ پر علی مرتضیٰ تھے۔ ابو جہل نے ابن مسعود سے پوچھا وہ آواز کہاں سے آ رہی تھی جو ہم سنتے تھے

لیکن آواز والا آدمی نظر نہ آتا تھا اس پر آپ نے فرمایا وہ فرشتوں کی آواز تھی ابو جہل نے کہا فرشتوں

نے ہم پر غلبہ حاصل کیا نہ کہ تم نے۔ (کبیرہ ص ۱۳۵)

علاوہ انہیں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان کے اندر لکھا ہے کہ بدر

کے دن میدان میں جب غازیوں کو پتہ چلا کہ کوزا بن جابر محاربی مشرکین مکہ کی اداؤ کے لئے ایک بھاری شکرے کر رہے تو مسلمانوں کو پریشانی ہوئی کہ پہلے ہی کفار مسلمانوں سے تین گنا ہیں ادا اب ان کو مزید یک پہنچ رہی ہے اب کیا ہوگا۔ تب حضور علیہ السلام نے فرمایا اے مجاہدو! گھبراؤ نہیں تمہاری لک آسمان سے آرہی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ اَلَنْ يَكْفِيَكُمْ اَنْ يُبَدِّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ
اَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنَزَّلِينَ (قرآن مجید)

ترجمہ :- جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فراتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرتے ہیں ہزار فرشتے اتار کر دوسری جگہ ارشاد ہے :-

يُبَدِّدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ

ترجمہ :- تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

مواہب الدنیہ میں ہے کہ حضرت ربیع بن انس نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے بدر کے دن ایک ہزار ملائکہ سے ادا فرمائی بعد میں وہ تین ہزار کی تعداد میں ہو گئے اس کے بعد ملائکہ پانچ ہزار ہو گئے۔ (ص ۱۲۹ مدارج النبوت)

علاوہ انہیں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بھی ان تینوں آیات کو باب غزوہ بدر میں ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایک تین اور پانچ ہزار ملائکہ کی ادا غزوہ بدر میں تھی۔

ابن اسید نے اپنے نابینا ہونے کے بعد کہا اگر میں تم لوگوں کے ساتھ اب بھی بدر میں ہوتا اور میری بینائی ہوتی تو میں تمہیں ان گھاٹیوں کی نشاندہی کرتا جن سے فرشتے نکلے تھے۔ (ص ۳۵۵ خصائص کبریٰ)

حضور علیہ السلام نے بدر کے دن ارشاد فرمایا۔

هَذَا جَبْرِيْلُ اَخِذْ بِرَاسِ نَرَسِهِ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ (ص ۳۱۱ بخاری)

ترجمہ :- یہ جبریل ہیں اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑے ہوئے ہیں ان کے جسم پر جنگ کے آلات ہیں۔
 جبیر بن مطعم نے کہا قوم کے بھاگنے سے پہلے آدمی لڑ رہے تھے، میں نے ایک سیاہ کبیل دیکھا
 جو آسمان سے آیا وہ کبیل زمین پر گر گیا میں نے غور سے دیکھا تو وہ سیاہ چونٹیوں کی مثل کوئی چیز تھی۔
 جس سے سارا میدان بھر گیا مجھے یقین ہو گیا کہ وہ فرشتے ہیں جن کے نزول کے بعد مشرکین نے
 راہ فرار اختیار کر لی۔ (ص ۱۴۲ انسان العیون)

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب کہ میں قلیب بدر کے
 پاس تھا ایک ایسی تندر ہوا آئی کہ میں نے اسکی مثل پہلے نہ دیکھی پھر وہ چلی گئی بعد ازاں ایک
 اور تندر ہوا آئی کہ میں نے اسکی مثل کبھی نہ دیکھی مگر وہ ہوا جو اس ہوا سے پہلے تھی۔ پھر ایک تندر
 ہوا آئی۔ جو ہوا اول آئی وہ جبریل امین تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور علیہ السلام
 کے ساتھ رہنے کے لئے آئے تھے دوسری ہوا میکائیل تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور
 کے دہنی جانب نازل ہوئے اور دہنی جانب حضرت صدیق اکبر تھے اور تیسری ہوا اسراقیل علیہ السلام
 تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میسرہ سے نازل ہوئے اور
 اس بائیں جانب میں تھا (ص ۵۳۵ خصائص کبریٰ)

ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے بنی غفار کے ایک آدمی سے روایت
 کی ہے کہ میں اور میرا چچا زاد بھائی بدر میں موجود تھے اور ہم لوگ شہرک پر قائم تھے ہم ایک پہاڑ پر چڑھ
 کر جنگ کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ شکست کس کو ہوتی ہے تاکہ لوٹ مار کریں۔ دریں اثنا ایک
 بادل سامنے سے آیا جب وہ پہاڑ کے قریب ہوا تو ہم نے اس ابر میں سے گھوڑوں کے
 ہنہانے کی آواز سنی اور ہم نے یہ سنا ایک سوار کہہ رہا ہے اے مجزوم آگے بڑھو اس واقعہ
 سے میرے ساتھی کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا میں بھی اتنا خوفزدہ ہوا کہ قریب تھا کہ ہلاک ہوجاتا
 (ص ۵۳۶ خصائص کبریٰ)

ابو نعیم نے سہل بن حنیف سے روایت کی ہے کہ بدر کے دن ہم نے دیکھا کہ ہمارا جو آدمی

اپنی تلوار سے مشرک کے سر کی طرف اشارہ کرتا ہے تو تلوار پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر تن سے جدا ہو جاتا ہے۔ ابو درودہ بن نبار سے روایت ہے کہ بدر کے دن میں تین سر حضور علیہ السلام کی خدمت میں لایا اور ان کو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا اور عرض کی یا رسول اللہ ان دوسروں کو تو میں نے کاٹا لیکن تیسرا سر جس نے کاٹا وہ گورے رنگ کا طویل مرد تھا میں نے دیکھا اس نے تلوار ماری تو اس کا سر جدا ہو کر گر پڑا میں نے وہ سر بھی اٹھالیا آپ نے فرمایا وہ گورہ مرد فلاں فرشتہ تھا۔
(ص ۵۳۸ خصائص کبریٰ)

بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرشتہ اس مسلمان کی صورت میں دکھائی دیتا تھا جس کو مسلمان جانتے تھے فرشتے مومنوں کو ثابت قدم رکھتے تھے فرشتہ مومنوں سے کہتا میں کفار کے قریب گیا میں نے سنا وہ کہتے تھے اگر مسلمان ہم پر حملہ آور ہوں گے تو ہم ثابت قدم نہ رہ سکیں گے۔ کفار کی کچھ حقیقت نہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ اِنِّي مَعَكُمْ وَنَسِيتُوا الَّذِينَ اٰمَنُوا سَاكِنِي فِي قُلُوْبِ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الرَّعْبَ فَاَضْرِبُوْا فِدْقَ الْاَعْنَابِ وَاَضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝

ترجمہ:۔ جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیت ڈالوں گا۔ تو کافروں کی گمراہیوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پورے پر ضرب لگاؤ۔

بنی سعد بن بکر کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ یوم بدر میں بھاگ رہا تھا میں نے اپنے سامنے ایک مرد کو بھاگتے ہوئے دیکھا میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اس کے قریب جا کر اس سے اس کی کوئی بات کروں۔ وہ مرد ایک گڑھے کے نزدیک ہوا میں اس کے پاس پہنچ گیا یکا یک میں نے دیکھا اس کا سر زائل ہو کر گر پڑا لیکن میں نے کسی آدمی کو اس کے پاس نہ دیکھا۔

(ص ۵۳۸ خصائص کبریٰ)

حضرت عبداللہ بن عباس نے اپنے والد ماجد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی

کہ ابولیس نے آپ کو کیسے پکڑ لیا حالانکہ ان کا تہ مالک پست ہے اگر آپ چاہتے تو اس کو سختیوں پر رکھ لیتے۔
آپ نے فرمایا بیباہ بات نہ کہو جب وہ مجھے ملا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے سامنے منہ مہر پارہ
کھڑے۔ (صفحہ ۴۵ دلائل البتوت)

حضرت علیہ السلام نے ابولیس سے پوچھا کہ تم نے عباس کو کیسے قید کر لیا۔ عرض کی یا رسول اللہ
اس سسے میں ایک آدمی نے میری امداد کی جو بڑا قوی ہیکل اور عجیب و غریب شکل و صورت رکھتا تھا
میں نے قبل ازیں اس کو کبھی نہیں دیکھا، حضور نے فرمایا وہ ایک فرشتہ تھا جس نے تمہاری امداد
کی۔ (صفحہ ۴۴ باب چہارم معارج البتوت)

سہیں بن عمرو سے روایت ہے بدر کے دن میں نے گورے مردوں کو ابلق گھوڑوں پر آسمان
اور زمین کے درمیان دیکھا وہ لڑائی کی تعلیم کرتے تھے اور کفار کو قتل کرتے اور گرفتار کرتے
تھے۔ (صفحہ ۵۳۹ خصائص کبریٰ)

بدر کے دن فرشتوں کی امتیازی حیثیت یہ تھی کہ ان کے گھوڑوں کی پیشانی سفید تھی۔ حضرت
مکحول فرماتے ہیں فرشتوں کی نشانی ان کی پگڑیاں تھیں جو سیاہ رنگ کے عملے تھے۔ لیکن
عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ان کے عملے سفید تھے۔ (صفحہ ۲۲ پارہ چہارم ابن کثیر)

قتال ملائکہ میں حکمت

کسی نے علامہ شیخ نقی الدین سبکی سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ رہ کر فرشتوں
کے جنگ کرنے میں کیا حکمت تھی باوجود کہ جبریل امین اس بات پر قادر تھا کہ اپنے ایک بازو سے
تمام کفار کو ہلاک کر دیتا یعنی ان کی ہلاکت کے لئے صرف جبرائیل امین ہی کافی تھے جیسے کہ جبریل امین
نے قوم لوط کی بستیوں کو اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان کی بلندی تک لے جا کر اٹا کر دیا اور تمام کفار
کو اس طرح ہلاک کر دیا اور قوم ثمود کو ایک چٹخ سے ہلاک کر دیا۔

اس سے حضور علیہ السلام کی رفعت شان اور عظمت کا اندازہ کیجئے کہ خدا تعالیٰ اٹھارہ ہزار کائنات کا خالق و مالک ہے ہر مخلوق اپنے پروردگار کو خوش کرتے اور راضی کرنے کی فکر میں ہے۔ بڑے بڑے جلیل القدر نبی خدا کی رضا کے طالب رہے چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ستر ہزار کو سالہ پرست اسرائیلی کفار سے میں قتل ہو چکے تب آپ کو حکم الہی ہوا کہ تم باقی ماندہ لوگوں کو لے کر اس گناہ کی معذرت کے لئے کوہ طور پر حاضر ہو اور وہاں یہ لوگ اپنی قوم کی طرف سے معافی چاہیں کیوں کہ یہ وہ جنگل ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام رب سے ہم کلام ہوتے ہیں جنگل کی برکت سے توبہ جلد قبول ہوگی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان میں سے ستر بہترین آدمی چنے اور ان کو لے کر کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے جب کوہ طور کے قریب پہنچے تو خدا کے ساتھ ہم کلام کا شوق اس قدر غالب ہوا کہ ان ستر آدمیوں کو چھوڑ کر اکیلے کوہ طور پر پہنچے تب رب تعالیٰ نے سوال فرمایا :-

وَمَا أَعْمَلِكُمْ عَنْ قَوْمِكُمْ يَا مُوسَىٰ -

ترجمہ :- اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی کی اے موسیٰ -

آپ نے عرض کی :- قَالَ هُمْ أَدْرَأَ عَلَيَّ أَنْ تَرِي دَعَيْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِمَ تَرْضَىٰ -

ترجمہ :- عرض کی وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور اے میرے رب تیرا طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا ہوں کہ تو راضی ہو -

ثابت ہوا کہ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام بڑے جلیل القدر اور عظیم المرتبت پیغمبر ہیں لیکن پھر بھی خدا کی رضا ہونی کے طالب ہیں -

اسی طرح جب سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کو لے کر وادی نمل میں داخل ہوئے تو چیونٹیوں کی سردار نے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ کہیں تمہیں سلیمان اور ان کے لشکر کچل نہ ڈالیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی یہ آواز تین میل کے فاصلہ سے سنی، اور بارگاہِ ایزدی میں عرض کی :-

وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ
وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ . (القرآن)

ترجمہ :- اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان
کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور یہ کہ میں وہ کام کروں جس سے تو
راضی ہو جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی رب تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں۔ غرضیکہ
اٹھارہ ہزار مخلوق خدا کی رضا کی طالب ہے۔ اور خود خدا خالق کائنات ہو کر ہمارے نبی پاک کی رضا
کا طالب ہے۔ چنانچہ جب مشرکین مکہ نے حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کیں نازیبا
کلمات استعمال کئے جن سے آپ کبیدہ خاطر ہوئے اور طبیعت پر حزن و ملال کے آثار ظاہر
ہوئے تو اس وقت خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تسلی اور تسفی دینے کے لئے فرمایا :-

فَاَصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ
قَبْلَ غُرُوْبِهَا وَ مِنْ اَنْاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ
تَرْضَاهُ . (قرآن حکیم)

ترجمہ :- تم ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کو سہراہتے ہوئے اسکی پاکی بولو سورج
چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اسکی پاکی بولو۔
اور دن کے کناروں پر اس امید پر کہ تم راضی ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ اے محبوب تجھے تیرا رب یہ سب تسبیحاں اس لئے دے رہا ہے کہ کسی طرح
تو راضی ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم - خدا چاہتا ہے رضا کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دوسرے مقام پر خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے - وَ لَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ .

ترجمہ :- یعنی عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ چنانچہ رب نے دنیا میں آپ کو بے شمار معجزات بخشے حتیٰ کہ سر پامعجزہ بنا دیا آپ کے دین کو مشرق و مغرب میں پھیلایا آپ کو بہت سی اولاد اور بے شمار امت بخشی اولین و آخرین کے علوم دیے آپ کا ذکر بلند کیا بزخ میں آپ کی پہچان کو لوگوں کی کامیابی کا مدار ٹھہرایا، قیامت تک آپ کے روضہ انور پر فرشتے اوجھن و انس سلامی بنائے آخرت میں شفاعتِ عامہ حوضِ کوثر مقامِ محمود اور وسیلہ وغیرہ نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ اس آیت کے نزول پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے گا۔

حضور علیہ السلام کے اس ارشاد سے پُر امید ہو کر سرکارِ گولڑہ فرماتے ہیں۔

۵ يعطيك ربك و اس تساں فرضی اٹھیں ہے آس اسان
لجپال کر سی پال اسان و اشفع تشفع صیح پڑھیاں

معلوم ہو کہ تمام انبیاء رب کے محب اور طالب ہیں لیکن حضور علیہ السلام رب کے محبوب کہ رب ان کو راضی فرمانا چاہتا ہے۔ اس لئے اسلام کے بہت سے کام حضور کی رضا کے لئے نازل ہوئے۔ مثلاً خانہ کعبہ حضور کی رضا کے پیش نظر قبلہ بنا۔ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَنُؤَلِّينَكَ قِبْلَةً نَّرْضَاهَا۔

ترجمہ :- تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

حدیث پاک میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام نے قرآن پاک کی یہ آیات تلاوت کیں۔ جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی :-

فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ :- تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا اور مہربان ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی :-

إِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

ترجمہ :- اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے۔

تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا ہے۔

بعد ازاں اپنے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اللّٰهُمَّ اُمَّتِي وَاللّٰهُمَّ اُمَّتِي

اور گریہ و زاری کی اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو بھیجا کہ جاؤ میرے محبوب سے پوچھو کہ ان کو کس چیز

نے رولایا۔ روح الامین نے آکر دریافت کیا آپ نے فرمایا امت کے غم نے رولایا۔ اس پر خدا

تعالیٰ نے جبریل امین سے فرمایا کہ میرے محبوب سے کہہ دو :-

إِنَّا سُرَّضِينَا فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسْوَعُكَ.

ترجمہ :- ہم عنقریب تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کریں گے اور تجھے غمناک نہ کریں گے۔

اس حدیث پر امید ہو کر کسی نے کہا ہے۔

نوح کو بھی موج طوفان سے کنارہ مل گیا۔

حضرت موسیٰ کو بھی لطفِ نظرہ مل گیا۔

الغرض ہر ایک بے چارے کو چارہ مل گیا۔

ہم غریبوں کو محمد کا سہارا مل گیا۔

مُعْجَزَاتِ خَيْرِ الْوَرَى

بدر کے دن سلمہ بن اسلم ہرشیش کی تلوار ٹوٹ گئی وہ بے ہتھیار ہو گئے اس کے علاوہ

کوئی ہتھیار بھی ان کے پاس ایسا نہ تھا جس سے وہ جنگ کرتے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہاتھ میں ابن طاب نخل کی قسم کی شاخ تھی آپ نے وہ شاخ سلمہ کو عطا کی اور فرمایا جاؤ اس

سے جنگ کرو۔ حضرت سلمہ کے ہاتھ میں پہنچتے ہی وہ شاخ نخل ایک بہترین مضبوط تلوار بن گئی۔
جو ساری زندگی ان کے پاس رہی۔ (ص ۵۲۵ خصائص کبریٰ)

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں
حاضر ہوئے آپ نے ان کو ایک سوکھی لکڑی عطا کر کے فرمایا جاؤ لڑو۔

فَعَادَهُ فِي يَدِهِ سَيْفًا صَارَ مَاطُوبًا طَوِيلَ الْقَامَةِ ابْيَضَ شَدِيدَ الْمَتَنِ.

ترجمہ :- جب وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں آئی تو وہ ایک شاندار لمبی چمکدار تلوار بن گئی۔

انہوں نے اس کے ساتھ جہاد کیا پھر وہ ان کے پاس رہی۔ ہمیشہ اسی کے ساتھ جہاد کرنے
رہے یہاں تک کہ قتال اہل الردۃ میں شہید ہو گئے اور وہ تلوار عون کے نام سے موسوم ہوئی۔

(اشعة اللمعات ص ۲۳۵ خصائص کبریٰ ص ۵۲۸)

حضرت رفاعہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا
میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے اپنا لعاب دہن میری آنکھ پر لگایا جس سے میری
ساری تکلیف دور ہو گئی۔ (ص ۱۸۹ انسان العیون)

بدر کے دن حضرت خبیب کے جسم پر دشمن نے ضرب کاری لگائی جس سے آپ کے جسم کی
ایک جانب جھجک گئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے آپ نے اس زخم پر
اپنا لعاب دہن لگا دیا جس کی برکت سے حضرت خبیب کو شفا کے کاملہ اور صحت عاجلہ ہوئی۔

(ص ۵۲۶ خصائص کبریٰ)

جنگ بدر میں ابو جہل نے حضرت معوذ بن عفرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

فَجَاءَ بِحِمْلٍ يَدُهُ نَبْصِقٌ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالصَّقَهَا فَلَصِقَتْ. (شفا شریف ص ۲۱۳)

ترجمہ :- تو وہ اپنا ہاتھ اٹھائے حاضر ہوئے حضور علیہ السلام نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا۔

اور اس کو ملا دیا وہ اسی وقت بڑھ گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی کتا ہی نہ تھا (شفا ص ۲۱۳)

حضرت سراقہ کے بیٹے حارث جب جنگ بدر میں شہید ہوئے تو انکی شہادت کی خبر مدینہ منورہ میں ان کی والدہ اور ہمیشہ کو پہنچی اور ان کو بہت صدمہ ہوا جب حضور علیہ السلام بدر سے واپس لوٹے تو حارث کی والدہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو خوشی کا مقام ہے رونے کی ضرورت نہیں اور اگر دوزخ میں ہے تو خود کی قسم میں چلا چلا کر روؤں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم تمہارا بیٹا حارث جنت الفردوس میں ہے۔ وہ بولی اب میں اس کو ہرگز نہ روؤں گی۔ اس وقت حضور علیہ السلام نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا اس میں اپنے ہاتھ مبارک دھوئے اور کلی کر کے اس میں ڈال دی اور حارث کی والدہ اور اسکی بہن کو پلا دیا اور فرمایا کہ اس سے تھوڑا سا پانی اپنے گریبانوں میں چھڑک لو ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے گھر چلی گئیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مدینہ بھر میں کوئی عورت ان سے زیادہ خوش و خرم نہ تھی۔ (صحیح بخاری ص ۱۶۲ سیرت حلبیہ ص ۷۷ ذکر جمیل)

خوشی اور غم آدمی کی اختیاری چیزیں نہیں ہیں جب خوشی اور غمی کے اسباب قائم ہو جائیں تو خوشی اور غم کا ہونا لازمی امر ہے حضور علیہ السلام نے دیکھا کہ اس عورت کے دل پر بیٹے کی جدائی کا صدمہ ہے جس سے ضرر کا اندیشہ ہے تو آپ نے اسکی تسکین کے لئے اپنا لعاب دہن استعمال فرمایا جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ بجائے غمی کے اس کے دل میں ایسی مسرت اور شادمانی پیدا ہو گئی کہ مدینہ طیبہ میں ان سے بڑھ کر کوئی شادمان نہ تھا۔

ہے ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں۔ روتی آنکھیں ہنساتے یہ ہیں۔
جنگ بدر میں مسلمانوں کی طرف سے چودہ آدمی شہید ہوئے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ آدمی انصاریوں میں سے۔ ان آٹھ انصاریوں میں سے چھ آدمی قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ اور دو قبیلہ اوس سے۔ دوسری طرف مشرکین مکہ کے شتر بڑے بڑے سردار میدان کارزار میں کام آئے۔

کفار کا انجام

اس جنگ میں کفار کے شتر آدمی مارے گئے حضور علیہ السلام نے ان میں سے چوبیس کے لئے حکم فرمایا کہ ان کو قلیب بدر میں پھینک دو۔ ابی ابن خلف کی لاش گل چکی تھی اس لئے اس کو کنویں میں گرانے کی بجائے وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس وقت جب ابو حذیفہ نے اپنے باپ کا یہ حال دیکھا۔ تو اس کے چہرے کی رنگت بدل گئی جب حضور علیہ السلام نے اس کا یہ حال دیکھا تو فرمایا اپنے باپ کو دیکھ کر تیرے دل میں کیا پریشانی اور وسوسہ پیدا ہوئے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم مجھے اسلام کے بارے میں کوئی شک نہیں میرا خیال تھا کہ میرا باپ اخلاقِ حسنہ اور صفاتِ حمیدہ سے متصف ہونے کی بنا پر اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگا۔ لیکن واقعہ میری توقع کے خلاف ہوا۔ اس لئے پریشان ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

(معارض البنوت)

سماع موتے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ وطیرہ تھا کہ جس مقام پر حضور کو فتح و نصرت ہوتی وہاں پر تین روز تک قیام فرماتے اس لئے مقام بدر پر بھی حسبِ عادت مبارک تین روز تک قیام کیا بعد ازاں وہاں سے روانہ ہوئے راستے میں اس کنویں کے قریب آکر کھڑے ہو گئے جس میں کفار کی لاشیں ڈالی تھیں آپ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا اے فلاں بن فلاں یعنی ان کفار کے نام لے کر فرمایا :-

هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ حَقًّا وَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا
وَعَدَنِي اللَّهُ حَقًّا. قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَكَلَّمُ أَجْسَادًا لَا أَرْوَاحَ

فِيهَا قَالِ مَا أَنْتُمْ بِرِاسْمَعٍ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ
يُرَدُّوا عَلَيَّ شَيْئًا۔

ترجمہ :- کیا تم نے اس چیز کو حق پایا جس کا تم سے خدا اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا۔
میں نے تو اس چیز کو حق پایا جس کا میرے خدا نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منکر عرض کی یا رسول اللہ آپ کن سے گفتگو فرما رہے ہیں۔
وہ تو ایسے اجسام ہیں جن میں روح نہیں آپ نے فرمایا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ اس
کو تم سے زیادہ سنتے ہیں۔ لیکن جواب دینے کی قوت نہیں رکھتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کفار بھی مرنے کے بعد سنتے ہیں۔ چنانچہ جب کافروں نے صالح علیہ السلام
کی اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں تو کہنے لگے کہ اے صالح لاؤ اب وہ عذاب کہاں ہے جس کے ساتھ
تم ہمیں ڈراتے تھے اس پر خدا نے زلزلہ بھیجا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاخَذَتْهُمْ الرِّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جِثِيمٍ ۚ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ لِقَوْمٍ لَقَدْ

أَبْلَغْتُكُمْ رَسُولًا مِّن رَّبِّي ۚ وَنَفَحْتُ لَكُمْ وَلَكِن لَّا تَحِبُّونَ النَّاصِحِينَ ۚ

ترجمہ :- تو انہیں زلزلے نے آیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے تو صالح علیہ السلام
نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا اے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی۔
اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خبیث خواہشوں کے غرضی ہی نہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام نے یہ کلام ان کفار کی موت کے بعد کیا، اگر وہ نہ سنتے تھے تو آپ کا کلام
کمزور قرار پائے گا۔ حالانکہ پیغمبر کا کوئی کام لغو نہیں ہوتا۔

اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی آپ کی تبلیغ کو نہ مانا۔ خدا کی توحید اور نبی
کی نبوت کے منکر ہوئے اور خدا اور پیغمبر کی تکذیب کی تو خدا تعالیٰ نے ان پر بھی عذاب نازل کیا۔
خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاخَذَتْهُمْ الرِّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جِثِيمٍ ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شَيْئًا

كَانَ لَمْ يَغْتَوِ فِيهِمَا الَّذِينَ كَذَبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْمُنَاسِرِينَ ۝ تَتَوَلَّىٰ
عَنْهُمْ وَقَالَ لِقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَىٰ
عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝

ترجمہ :- تو انہیں زلزلے نے آیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے شعیب کو جھٹلانے
والے گویا کبھی ان گھروں میں رہے ہی نہ تھے شعیب کو جھٹلانے والے نقصان والے
تھے۔ شعیب نے منہ پھیر لیا اور کہا اے قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا
اور میں نے تمہیں نصیحت کی میں کافروں کی قوم کا غم کیوں کروں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ کافر مرنے کے بعد سنتے ہیں۔ کیوں کہ شعیب علیہ السلام نے ان کفار کی
ہلاکت کے بعد ان سے کلام فرمایا۔ جب کافر مرنے کے بعد سنتے ہیں۔ تو نبی ولی اور مومنین تو بطریق
اولیٰ سن سکتے ہیں۔ اور قرآن اس پر شاہد ہے۔

وَأَسْأَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ
آلِهَةً يُعْبَدُونَ ۝

ترجمہ :- اے محبوب ان سے پوچھو جو تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمن کے سوا کچھ اور
خدا ٹھہرائے جو پوجے جلتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات صالحین سنتے ہیں بلکہ جواب دیتے ہیں کیوں کہ حضور سے فرمایا گیا
کہ آپ پہلے انبیاء سے پوچھیں اور پوچھا اسی سے جاتا ہے جو سُننے اور جواب دے سکے یہی وجہ
ہے کہ قبرستان میں سلام کرنا سنت ہے حالانکہ جو سلام مستانہ ہو یا جواب نہ دے
سکتا ہو اسے سلام کرنا منع ہے۔

حضرت ابو درود اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :-

لَيْسَ مِنْ عَبْدِ يَصْلِي وَعَلَىٰ سِوَا الْآبِلَغْنِي مِصْوَتُهُ جِبْتًا كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ
وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي إِنْ أَلَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ لِحْيًا

الْأَنْبِيَاءِ (جلالہ الافہام ص ۷۳)

ترجمہ: کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے (یعنی میں اس کی آواز کو سنتا ہوں) چاہے وہ کہیں ہو، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وفات کے بعد بھی فرمایا وفات کے بعد بھی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا غلام دنیا کے کسی خطے میں رہ کر حضور علیہ السلام پر درود سلام پڑھے تو حضور خود اس کے درود و سلام کی آواز کو سنتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :-
 إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا دُمِعَ فِي قَبْرِهِ وَقَوِيَ عَنْهُ مَصْحَابُهُ أَنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرَعَهُ
 نِعَالِهِمْ (ترمذی شریف ص ۱۳۷)

ترجمہ: جب آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست اس سے منہ پھرتے ہیں تو ان کے جوتوں کی آواز وہ صاحبِ قبر سنتا ہے۔

حضرت عبدالرحیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ اوزنک تہ کے زمانے میں اکبر آباد آیا وہاں ایک بزرگ تھے جن کا نام سید عبداللہ تھا وہ بیمار ہو گئے کچھ عرصہ کے بعد ان کی وفات ہو گئی انہوں نے وصیت کی کہ مجھے ایسی جگہ دفن کرنا جہاں میری قبر کی پہچان نہ ہو سکے۔ شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں اتفاق سے میں بھی ان دنوں بیماری میں مبتلا تھا اس بنا پر جنازے میں شریک نہ ہو سکا جب مجھے صحت ہوئی اور میں چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو میں نے ایک دوست کو ساتھ لیا جو کہ جنازہ میں شریک ہوئے تھے اور سید عبداللہ کی قبر کی زیارت کے لئے چل پڑے، قبرستان میں پہنچ کر میں نے اپنے دوست سے کہا بتاؤ آپ کی قبر کونسی ہے وہ قبر کی پہچان نہ کر سکا اور اندازے سے ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ ہے۔ میں وہاں بیٹھ گیا۔ اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگا۔ اتنے میں پیچھے سے سید عبداللہ کی آواز

آئی کہ میری قبر ادھر ہے مگر اب جو تلاوت شروع کی ہے اسے ختم کر کے اس کا ثواب اسی قبر والے کو پہنچا کر پھر میری طرف آجانا۔ میں نے اپنے دوست سے کہا ذرا سوچ کر بتاؤ کہ سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر میرے پیچھے تو نہیں اس نے کہا ہاں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ ان کی قبر آپ کے پیچھے ہے۔ پھر میں آپ کی قبر کی طرف متوجہ ہوا میری طبیعت پر ترن و ملال کا اثر تھا اس لئے میں نے قواعد قرأت کی رعایت نہ کی اور جلدی جلدی پڑھا رہا ہے۔ اسی اثنا میں قبر سے آواز آئی کہ فلاں فلاں جگہ تم نے حسن قرأت کا خیال نہیں رکھا۔

(الفاس العارفين ص ۱۳)

ابو جہل کا انجام

عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں کہ میں بدر کے دن ایک صف میں کھڑا تھا اچانک میں نے اپنے دائیں بائیں دو نوجوان دیکھے ان میں سے ایک نے کہا اے چچا کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں اس سے کیا کام ہے۔ اس نے کہا :-

۵ قسم کھائی ہے مرجا میں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

اس طرح دوسرے نے بھی آہستہ سے مجھ سے یہی سوال کیا۔ میں نے ان سے کہا :-

۵ حفاظت کمر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ (اس پر انہوں نے جواب دیا)
یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رسنہ

میں نے دونوں کو اشارے سے بتایا کہ وہ سامنے ابو جہل ہے وہ دونوں باز کی طرح اس کی طرف چھٹے اور اپنی آبدار تلواروں سے اس لعین اور شقی القلب ابدی جہنمی کو واصل جہنم کیا۔ یہ دونوں نوجوان معاذ اور معوذ تھے جو عفرار کے بیٹے تھے۔ حضرت معاذ سے پوچھا گیا کہ ابو جہل کیسے مارا گیا۔

تو اس نے کہا بدر کے دن میں نے دار اسکی پنڈلی پر کیا جس سے اسکی ایک پنڈلی جسم سے جدا ہو گئی اس کا لڑکا عکرمہ پیچھے سے آیا اور اس نے آتے ہی مجھ پر وار کیا اور میرا بازو کاٹ دیا لیکن جسم سے تھوڑا سا ٹک رہا تھا میں اسی طرح جنگ کرتا رہا وہ لگتا ہوا ہاتھ جنگ میں مزاحم ہو رہا تھا۔ میں نے اس کو پاؤں کے نیچے رکھا اور زور لگا کر جسم سے جدا کر دیا اور جنگ کرنے لگا۔ اس کے بعد معوذنے ابوہل پر وار کیا اور اسے قریب المرگ بنا دیا۔ پھر ہم دونوں بھائی حضور کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ ہم نے ابوہل کو فی النار کر دیا ہے آپ نے فرمایا تم میں سے کس نے قتل کیا۔ ہم دونوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اپنی تلواریں دکھاؤ ہم نے اپنی تلواریں پیش کیں آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا تم دونوں نے قتل کیا ہے لیکن اس کا سامان معاذ لے گا۔ کیوں کہ اس نے پہلے وار کیا ہے آپ نے سامان مجھ کو دے دیا۔

(ص ۸ بخاری ص ۱۶۲ خازن ص ۱۶۲ حلیہ)

جب سورۃ رحمن نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اس سورت کو قریش کے سرداروں کے سامنے کون پڑھے گا بھرت عبداللہ بن مسعود نے عرض کی یا رسول اللہ میں اس سورت کو قریش کے سامنے پڑھوں گا۔ چنانچہ آپ نے مشرکین مکہ کے سامنے اس سورت کو پڑھ کر سنایا ابوہل نے آپ کے چہرے پر زور سے ایک مگہ مارا اس کے صدر سے آپ کا ایک کان پھٹ گیا۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب عبداللہ بن مسعود کو اس حالت میں دیکھا تو بڑا صدمہ ہوا اسی غم میں بیٹھے تھے کہ جبریل امین حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں سکرانے، حضور علیہ السلام نے مسکرانے کا سبب پوچھا۔ عرض کی اس کا سبب آپ کو جنگ بدر میں معلوم ہوگا۔ چنانچہ جب جنگ بدر کا دن آیا تو عبداللہ بن مسعود اس وقت حاضر ہوئے جب لڑائی ختم ہو چکی تھی۔ عرض کی یا رسول اللہ مجھ سے جہاد کی فضیلت جاتی رہی۔ آپ نے فرمایا مقتول کفار کے پاس جاؤ جس میں ذرا سانس باقی ہو اس کو قتل کر دو۔ یعنی بالکل ختم کر دو۔ تمہیں شہادت کا مرتبہ مل جائے گا۔ عبداللہ بن مسعود گئے

کفار کی لاشیں تلاش کیں تو دیکھا کہ ابو جہل ابھی کچھ سانس لے رہا ہے اسکی چھاتی پر بیٹھ گئے
 اس پر ابو جہل نے کہا اے عبداللہ اپنے مدد طلب سے کہہ دینا کہ وہ میرے نزدیک (معاذ اللہ)
 تمام مخلوق سے بڑے ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بد زبان کا تلوار سے سر کاٹ
 ڈالا۔ سے مجھ بد سکرایا اور اس خود سر کا سر کاٹا
 بڑے اعظم بڑے اخبث بڑے کفر کا سر کاٹا

پھر زیادہ ابو جہل ہونے کی بنا پر اٹھانہ سکے تو اس کے کان میں سوراخ کر کے رسی ڈال لی اور
 کھینچتے ہوئے بارگاہ نبوی میں لے آئے اور سر سے حیرت لگ کر اتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی
 یا رسول کان کے بد سے کان اور سر زائد بعد از عبداللہ بن مسعود نے عرض کی یا رسول اللہ
 ابو جہل بعین نے آپکی شان میں جو اس کیا تھا۔ آپ نے فرمایا ابو جہل اس امت کا فرعون ہے لیکن
 فرعون موسیٰ سے بدتر ہے کیوں کہ اس نے مرتے وقت خدا کی توحید کا اقرار کر لیا تھا اس نے
 دریا کی موجوں کا شکار ہوتے وقت کہا تھا۔

آمَنْتُ اَنْتَ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ الَّذِي اٰمَنْتُ بِهٖ بَنُو اِسْرٰئِيْلَ

یعنی میں ایمان لایا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ جس پر نبی اسرائیل ایمان لائے۔ اور اس بعین
 ابو جہل نے مرتے وقت اپنی سرکشی میں اور بھی اضافہ کیا۔

(رحمۃ دلائل النبوت ص ۱۴۶ شیخ الموانس)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اطراف بدر میں جا رہا تھا
 اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مرد ایک گڑھے سے نکلا اسکی گردن میں ایک زنجیر تھی اس نے مجھ کو آواز
 دی۔ اے عبداللہ مجھے پانی پلاؤ اس کے پیچھے ایک اور آدمی نکلا جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اس
 نے مجھ سے کہا اے عبداللہ اسکو پانی نہ دینا یہ کافر ہے پھر اس نے اس آدمی کو کوڑے سے مارنا
 شروع کیا اور مارتے ہوئے اسے دوبارہ اس قبر میں لے گیا میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آ کر
 یہ سارا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا وہ گڑھے سے نکلنے والا ابو جہل تھا اسکو قیامت تک یہی عذاب

عقبہ بن ابی معیط کا انجام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی آپ نے فرمایا میں تیرا کھانا اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک کہ تو اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ نہ کہے عقبہ نے اسکی شہادت دی۔ عقبہ کا دوست ابی بن خلف اسے ملا اور اس نے عقبہ کو اس امر پر ملامت کی، عقبہ نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا تو آپ کی مجلس میں جا اور آپ کے منہ پر حقوک دے اس نے ایسا ہی کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ صاف کیا اور اس پر کچھ زیادتی نہ کی۔ آپ نے فرمایا اگر میں مکہ کے پہاڑوں کے باہر تجھے پاؤں گا تو تیری گردن مار دوں گا۔ جنگ بدر کے دن عقبہ نے جنگ میں شریک ہونے سے انکار کر دیا کیوں کہ اسے حضور علیہ السلام کا ارشاد خود فرزندہ کر رہا تھا لوگوں نے اسے کہا ہم تجھے سُرخ اونٹ دے دیں گے اگر ہمیں بھاگنا بھی پڑا تو وہ اونٹ مجھے لے کر اڑ جائے گا۔ اور تو کسی کے ہاتھ نہ آئے گا۔ عقبہ ان کی باتوں میں آگیا اور مشرکین کے لشکر میں شامل ہو گیا جب مشرکین بھاگے تو عقبہ کے اونٹ نے اسکو چٹیل میدان میں لا کر گرا دیا اور وہ گرفتار ہو گیا۔ اور حضور علیہ السلام نے جبراً اس کی گردن مار دی۔

(ص ۵۳ خصائص ص ۴۰۰ دلائل النبوت)

قتل نوفل بن خویلد

جب دونوں طرف سے لڑائی کے لئے لوگ تیار ہوئے تو نوفل بن خویلد نے بلند آواز

سے کہا اے گروہ قریش آج ہمارے غلبے کا دن ہے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللَّهُمَّ الْكُفْبِي نُوْفَلِ بْنِ خُوَيْلِدٍ الْهَبِي مَجْه نُوْفَلِ بْنِ خُوَيْلِدٍ سَ كُفَايْتِ دَعِي .

پھر آپ نے فرمایا کون شخص ہے جس کو نوفل بن خویلد کا علم ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اسے داخل جہنم کر دیا۔ آپ نے تکبیر کہی اور کہا :-

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْبَابَ نَبِيِّهِ دَعْوَتِي - یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں۔

جس نے اس بارے میں میری دعا کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا۔

(ص ۱۸۱ سیرۃ حلبیہ)

ابولہب کا انجام

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ابورافع نے خبر دی جو غلام تھا حضرت عباس کا کہ ہم
آل عباس اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور ہم اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ مکہ معظمہ میں ہمارے
پاس ایک آدمی آیا جس نے ہمیں اسلام کی فتح کی خوشخبری سنائی۔ ہمیں بڑی مسرت ہوئی میں
اس وقت زمزم کے صف میں بیٹھا تھا میرے پاس ام فضل بھی تھیں اچانک ہم نے دیکھا کہ ابولہب
اپنے پاؤں کو گھسیٹتے ہوئے آیا اور اس نے سفیان بن حارث سے جنگ کے تفصیلی حالات دیا
کیے سفیان نے کہا کہ ہم مسلمانوں سے لڑے ہمیں شکست فاش ہوئی ہم سر پر پاؤں رکھ کر دوڑ
ہم نے گورے مردوں کو اہل گھوڑوں پر سوار دیکھا واللہ وہ جس کے پیچھے پڑ جاتے اس کو زندہ
نہ چھوڑتے تھے ابورافع فرماتے ہیں میں نے کہا واللہ وہ ملائکہ تھے۔ ان خبروں کو سن کر ابولہب
ذلیل و رسوا ہوا۔ اور ذلت و خواری کی حالت میں اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے چل دیا۔ اس
کو خدانے مہلک آبلوں کی بیماری میں مبتلا کر دیا اور سات دن کے بعد مر گیا اس کے بیٹوں نے
اس کو دفن نہ کیا اور تین دن تک مکان میں پڑا رہا اس کے قریب نہ جاتے تھے۔ کہ کہیں اسکی
بیماری ہمیں نہ لگ جائے آخر کار ایک آدمی کے کہنے پر انہوں نے اس کو مکہ کے باہر لے جا کر

ایک دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ اور بعد ازاں اس کے ساتھ پتھر چن دیئے۔
 ص ۵۵۵ خصالص۔ معالم التنزیل ص ۱۲

نبی کی ہر دعا قبول ہوتی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں حضور علیہ السلام خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ابو جہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کون ہے تم میں جو یہ کام کرے کہ بنی نڈل کے اونٹ کی اوجھ لاکر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کندھوں پر اس وقت رکھ دے جبکہ وہ نماز میں سجدہ کریں۔ قوم کا ایک سب سے زیادہ بد بخت اٹھا اور اس نے اونٹ کی اوجھ لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر رکھ دی یہ حال دیکھ کر ابو جہل اور اس کے ساتھی خوب ہنسے اور ہنسنے ہوئے ایک دوسرے پر گرنے لگے اور میں (ابن مسعود) پاس کھڑا تھا لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ میں حضور کی پیٹھ سے یہ بوجھ دور کر سکوں ایک آدمی حضرت فاطمہؓ کے پاس گیا اور وہ اس وقت ایک لڑکی تھی۔ اس نے جا کر تمام کیفیت بیان کر دی حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور آپ کے کندھے سے اوجھ کو دوڑ فرمایا اور کفار کو بڑا بھلا کہا۔ جب حضور نے نماز ختم کی۔ اپنی آواز کو بلند فرمایا اور تین مرتبہ کفار پر بددعا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اللھم علیک بقربیش۔ الہی قریش پر عذاب نازل کر۔ جب ان کفار نے حضور کی آواز کو سنا تو کہاں کا ہنسا اور کہاں کا مسکرانا۔ پھر تو وہ حضور علیہ السلام کی دعا سے خوفزدہ ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے ایک ایک کا نام لے کر یوں کہا۔ الہی عمر بن ہشام یعنی ابو جہل عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ ولید بن عقبہ امیہ بن خلف عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ابولبید ان کل پر عذاب نازل کر۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات مقدس کی جس نے نبی پاک کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے ان سب کو یوم بدر میں مقتول دیکھا۔ پھر وہ سب گھسیٹ کر چاہ بدر میں پھینکے گئے۔ (ص ۱۰۸ مسلم شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کا عقیدہ تھا کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی بارگاہِ الہی میں دست سوال دراز کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان ہاتھوں کو خالی واپس نہیں کرتا۔ بلکہ آپکی دعا کو قبولیت سے سرفراز فرماتا ہے آج اگر کوئی اپنے آپکو مسلمان کہلو کر یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نبی کی ہر دعا قبول نہیں ہوتی تو ایسے مسلمان سے ابو جہل اور اس کے ساتھی مشرکین مکہ کا عقیدہ بہتر تھا۔ ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کی ہر دعا قبول ہوتی ہے جو دعا خدا نے قبول نہ کر لی ہو اس دعا کے مانگنے سے پہلے خدا تعالیٰ نبی کو منع فرما دیتا ہے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم لوط کے لئے دعائے نجات کرنا چاہی تو ان سے فرمایا گیا۔

يَا اِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هَذَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلِيمٌ مُّذْعِرٌ -

یعنی اے ابراہیم یہ دعا نہ کر و اب ان پر یہ عذاب ہی آئیگا۔

ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ سرکارِ دو عالم نے تبدیلی کعبہ کی دعا کی تھی صرف آرزو فرماتے ہوئے آسمان کی طرف نگاہ کی تھی کہ قبلہ تبدیل کر دیا گیا اور فرمایا گیا:-

فَلَمَّا كُنْتُمْ قِبْلَةَ تَرَضَّيْتُمْ - (قرآن)

یعنی ہم آپکو اس قبلہ کی طرف ابھی پھیر دیتے ہیں جو آپکو پسند ہے۔

خداوند قدوس جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں :-

اِحْبَبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا - (قرآن)

یعنی میں ہر ایک کی پکار یعنی دعا کو قبول کرتا ہوں جب بھی مجھے پکارے۔

جب عوام کے لئے ایسی خوشخبری ہے کہ خدا تعالیٰ ہر پکارنے والے کی پکار قبول کرتا ہے تو پھر نبیاً علیہم السلام کی دعائیں کیوں کر قبول نہ ہوتیں اور پھر حضور علیہ السلام تو افضل الانبیاء ہیں آپ کی دعاؤں کے قبول ہونے میں کیوں کر شک و شبہ ہو سکتا ہے بلکہ آپ کی شان تو یہ ہے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْفُوقَ بَيْنِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّىٰ يَنْتَصِلَ

عَلَىٰ نَدِيَّتِكَ یعنی کسی کی کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی بلکہ زمین و آسمان کے درمیان موقوف رہتی ہے۔
جب تک کہ حضور علیہ السلام پر درود و شریف نہ پڑھا جائے وہ دُعا بارگاہِ ایزدی میں نہیں جاتی۔
جس نبی پاک کے وسیلے سے ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں اگر وہ ذاتِ مکرم خود ہاتھ اٹھا کر کوئی دُعا
کسے تو وہ قبول کیوں نہ ہوگی۔

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ ہمارا آقا و رسول ہے جسکی ہر دُعا قبول ہے اور اسی عقیدے
اور ایمان کی بنا پر نبی کریم کے دربارِ گہر بار میں جانے والا کبھی خالی ہاتھ نہیں آتا، حاجت مندوں نے
آپ کے آگے دامن پھیلائے، بیماروں نے شفا چاہی بے چاروں نے چارہ، فقر و فاقہ میں لوگوں نے
امداد چاہی اور مصیبت زدوں نے اپنے دکھ کا علاج طلب کیا، خالی جھولی والے دامن بھر کے جاتے
بیماروں کو شفا ملتی اور دکھیوں کو سکھ اور غم کے ماروں کو راحت ملتی کیوں کہ ہر وقت کھلی ولے آقا
کا دروازہ قبول و اجابت کے لئے کھلا رہتا تھا۔

حضور پر نور شافع یوم النشور کی دُعا سے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان کی دولت سے
مالا مال ہوئے۔

ایک مرتبہ دورانِ خطبہ بارش کی دُعا کی ابھی خطبہ ختم نہ ہوا تھا کہ بارش سے مسجد ٹپکنے لگی۔ آپ کی
دُعا سے ابو ہریرہ کی والدہ کو ایمان نصیب ہوا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مال و اولاد
اور عمر میں برکت کی دُعا کی تو خدا تعالیٰ نے قبول فرمائی اور حضرت انس کو خدا تعالیٰ نے کثرتِ مال
اور اولاد عطا فرمائی۔ آپ کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت فرماتے ہیں۔

اجابت نے بڑھ کر گلے سے لگایا۔ بڑھی ناز سے جب دُعا نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا۔ دلہن بن کے نکل دُعا نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
مشترکین مکہ کو خدا تعالیٰ نے بڑے انعامات دیئے۔ کہ ان کو لباسِ انسانیت سے سرفراز فرمایا۔
ان کو حرمِ مکہ کا قرب نصیب ہوا۔ ہر قسم کے میونے سارا سال ان کو دستیاب تھے اصحابِ
نیل کے شر سے ان کو محفوظ کیا۔ ان کے رزق میں وسعت فرمائی اور سب سے بڑی نعمت یہ کہ

انہیں میں سے خدا نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةَ . (قرآن حکیم)

لیکن ان نعمتوں کا شکر یہ ادا کرنے کی بجائے انہوں نے کفرانِ نعمت کا ارتکاب کیا انہوں نے گمراہی کو ہدایت

پر ترجیح دی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن بن گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے ستر بڑے بڑے

سردار جنگ بدر میں داخل جہنم ہوئے اور ستر گرفتار ہوئے خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

أَلَمْ تَرَى إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا .

ترجمہ :- کیا آپ نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا۔

(منہجی صفحہ ۲۴)

اس جنگ میں مشرکین کے بڑے بڑے بہادر پہلوان داخل جہنم ہوئے ان کا ساز و سامان

اور ان کی تعداد کی کثرت ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکی۔ تین سو تیرہ مسلمانوں نے ایک ہزار کافروں پر شاندار

کامیابی حاصل کی اور خدا کا فرمان سچا ثابت ہوا کہ خداوند قدوس فرماتا ہے۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ .

ترجمہ :- بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابریں کے ساتھ ہے۔

اسیرانِ بدر

جنگ بدر میں ستر قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ ان میں عباس بن عبدالمطلب بھی تھے جو

حضور علیہ السلام کے چچا تھے علاوہ ازیں عقیل بن ابی طالب حضرت علی کے بھائی بھی تھے۔ جب یہ اسیران

بدر زنجیروں میں جکڑے ہوئے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا

تعالیٰ ان کو زنجیروں میں جکڑ کر بہشت میں لانا چاہتا ہے اور یہ بہشت میں داخل ہونا نہیں چاہتے۔

(صحیح مدارج النبوت)

جب اسیران بدر کو جکڑ کر باندھ دیا گیا تو رات کو حضرت عباس بھاری بیٹریوں کے سبب
اور کس کو بندھنے کے سبب کراہنے لگے۔ آپکی آہ وزاری کے سبب حضور علیہ السلام کو نیند نہ آئی
اس لئے کہ

رسول اللہ کو بھی درد تھا ان کی اذیت سے

کہ یہ خدمت کیا کرتے تھے پورے صدق نبیؐ

صحابہ نے نیند نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عباس کے کراہنے کی
وجہ سے مجھے نیند نہیں آتی۔ انصار نے حضرت عباس کے بند ڈھیلے کر دیئے اس پر انہوں نے
کراہنا بند کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ عباس کی آواز نہیں آتی انہوں نے عرض
کی یا رسول اللہ ہم نے ان کے بندھ ڈھیلے کر دیئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا سب کے
بند ڈھیلے کر دیئے جائیں کیوں کہ انصاف کا تقاضا یہی ہے آپکے ارشاد پر تمام قیدیوں کے
بندھ ڈھیلے کر دیئے گئے۔ (صحیح مدارج النبوت)

حضور علیہ السلام نے اسیران بدر کے بارے میں صحابہ سے مشورہ لیا۔ سب سے پہلے صدیق اکبر
کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں۔ ان میں سے بعض آپ کے
عزیز و اقارب ہیں۔ ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے شاید ان میں سے کوئی مسلمان ہو جائے اور اسلام
کو تقویت پہنچے اس طرح ان کے فدیہ سے بھی دین کو تقویت پہنچے گی۔

حضور ان قیدیوں کو جگ پر احسان فرمائیں۔

کہ شاید بعض ان میں سے کبھی ایمان لے آئیں۔

اجدازاں حضرت عمر فاروق کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول یہ اسلام کے دشمن ہیں۔ انہوں نے
آپ کو جسٹلا یا ہے آپ کو وطن مالوف سے نکالا۔ لہذا فدیہ لینے کی بجائے ان کو قتل کر دیا جائے۔
خدا تعالیٰ نے آپ کو فدیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ حضرت حمزہ عباس کو حضرت علی عقیل کو قتل
کریں اور مجھے میرا فلاں رشتہ وار دیجئے۔ میں اس کی گردن مار دوں۔

مناسب ہے کہ مسلم دین پر ہر چیز کو وارے !
کہ ہر شخص اپنے رشتہ دار کو خود ہاتھ سے مارے

فضائل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

شیخین کریمین نیرین قرین کی آرا سننے کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے دل دودھ سے بھی زیادہ نرم کر دیتا ہے اور بعض کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت کر دیتا ہے پھر آپ نے فرمایا: اے صدیق اکبر تمہاری مثال فرشتوں میں میکائیل کی طرح ہے جو ہمیشہ مجرموں کے بارے میں شفیق اور مہربان ہوتا ہے۔ گنہگاروں کے بارے میں خدا تعالیٰ اے عفو و بخشش کی دعا کرتا ہے اور پیغمبروں کے بارے میں تمہاری مثال پیارے خلیل اللہ کی طرح ہے جو امت کے بارے میں بڑے رحم دل تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی امت کے بارے میں خدا تعالیٰ سے عرض کی :-

فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي دَمًا مِّنْ عَصَائِي فَإِنَّكَ عَفُوٌّ رَّحِيمٌ

ترجمہ :- تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے۔ اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے جنہوں نے عرض کی تھی اے باری تعالیٰ

إِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَعَفَّرْتَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

ترجمہ :- اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر حضرت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں بڑے قدر و منزلت والے ہیں۔ کہ ان کی مثال خدا تعالیٰ کے مقرب فرشتے میکائیل علیہ السلام اور جبریل القدر

پیغمبروں حضرت ابراہیم و عیسیٰ علیہما السلام سے دی گئی اور حقیقت میں یہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے۔ جس سے آپکی ایک امتیازی شان قائم ہو گئی، آپ کے فضائل بے حد و شمار ہیں چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ :-

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صدیق اکبر بدر کے دن ہم سب سے زیادہ بہا ثابت ہوئے وہ اس طرح کہ حضور کے لئے میدان بدر میں ایک قبہ بنا دیا گیا، صحابہ سے پوچھا گیا کہ اس قبہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ کون رہیگا۔ تاکہ مشرکوں سے آپ کی حفاظت کرے واللہ کوئی اس کام کے لئے آگے نہ بڑھا سولے صدیق اکبر کے انہوں نے ہاتھ میں تلوار لی اور اس قبہ میں حضور کی حفاظت کرتے رہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۵)

نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے مجھ سے اور صدیق اکبر سے بدر کے دن فرمایا تم میں سے ایک کسما تھ جبرائیل امین اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام تھے۔ (ص ۳۵ تاریخ الخلفاء)

حضور علیہ السلام نے فرمایا :-

مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى أَحَدٍ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا۔
(تاریخ الخلفاء ص ۳۲)

ترجمہ :- سولے نبی کے سورج نے کسی ایسے آدمی پر طلوع و غروب نہیں کیا جو ابو بکر صدیق سے افضل ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا نیک خصال تین سو ساٹھ ہیں جب خدا تعالیٰ کسی سے مہلانی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں سے ایک خصلت اس میں پیدا فرمادیتا ہے۔ جس کی بنا پر وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ صدیق اکبر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی پائی جاتی ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا تم میں یہ سب خصال موجود ہیں۔

(ص ۴۲ الصواعق المحرقة)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھی تھی اور حضور اور آپ کے صحابہ باہر صحن مکان میں تشریف فرما تھے اور میرے اُوران کے درمیان پرودہ تھا۔ اسی اثنا میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ان کو دیکھ کر حضور نے فرمایا :-
 مَنْ سَرَّكَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَىٰ اعْتَبِي مَنِ التَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَىٰ أَبِي بَكْرٍ -

جو ایسے آدمی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہیے جو دروازے سے آزاد ہو وہ ابو بکر کو دیکھ لے۔

(ص ۶۹ الصواعق المحرقة)

حضور اکرم تاجدار عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خدا کی راہ میں دو چیزیں خرچ کیں اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا۔ کہ اے اللہ کے بندے یہ (دروازہ) تیرے لئے بہتر ہے جو نمازی ہو گا اسے باب الصلوٰۃ سے جو مجاہد ہو گا باب الجہاد سے جو روزہ دار ہو گا باب الریان سے اور جو سخی ہو گا باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے ہر دروازہ سے پکارا جائے گا آپ نے فرمایا ہاں تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو ہر دروازے سے آواز لے گی۔ (ص ۳۲۵ بخاری شریف)

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک کے حضور بیٹھے تھے کہ حضور نے فرمایا ابھی تمہارے پاس وہ آدمی آئے گا کہ میرے بعد خدا نے اس سے افضل بہتر کوئی آدمی پیدا نہیں کیا وہ آدمی قیامت کے دن نبیوں کی طرح گنہگاروں کی شفاعت کریگا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر بعد حضرت صدیق اکبر تشریف لائے تو حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا
 (ص ۱۲ الریاض النضرہ)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل امین میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ (یہ واقعہ شب معراج کا ہے) اور مجھ کو جنت کا دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔ ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا۔ تاکہ اس دروازے کو دیکھ لیتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا :-

أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي -

ترجمہ :- ابو بکر آگاہ ہو جاؤ میری امت میں سے سب سے پہلا شخص تو ہو گا جو جنت میں داخل ہو گا۔
(ص ۲۳۱ مشکوٰۃ شریف)

فضائل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

بعد ازاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاروق اعظم کی مثال فرشتوں میں جبریل امین کی طرح ہے جو خدا تعالیٰ کا عذاب دنیا میں خدا کے دشمنوں پر لاتے ہیں اور پیغمبروں میں اسکی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ہے جنہوں نے اپنی نافرمان قوم کے بارے میں فرمایا

ذَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي مَعَ الْكَافِرِينَ دِيَارًا -

ترجمہ :- اور نوح علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار زمین پر کافروں کو بستا ہوا نہ چھوڑ۔

اور موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے جنہوں نے فرعون اور فرعونوں کے بارے میں فرمایا

تَعَالَى رَبَّنَا أَطْمِسْ عَلَيَّ أُمَّوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَيَّ قَلْبُوبِهِمْ فَكَلَّا يُؤْمِنُونَ

حَتَّى يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ - (قرآن مجید)

ترجمہ :- اے مولا ان کے مالوں کو مٹا ڈال ان کے دلوں میں سختی پیدا فرما وہ ایمان نہ لائیں جب تک کہ دروزناک عذاب کو نہ دیکھیں گے۔

اس سے فاروق اعظم کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے جس طرح نوح اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کفار کے حق میں سخت تھے اسی طرح آپ بھی کفار پر سخت تھے اسناد علی الکفار آپ کا خاصہ تھا۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی میرے پاس جبریل امین آئے ہیں ان سے کہا اے جبریل آج عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان

کر دو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال خدا تعالیٰ کے احکامات کی تبلیغ کرتے رہے اگر میں بھی اتنا عرصہ دنیا میں رہ کر فاروق اعظم کے فضائل بیان کروں تو ان کے فضائل ختم نہ ہوں۔ (ص ۸۰ الصواعق المحرقة ص ۴۶ تاریخ الخلفاء)

فقہ مخمقر حضور علیہ السلام نے صدیق اکبر کی رائے سے اتفاق کیا اور قیدیوں سے فدیہ وصول کر لیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں حضور علیہ السلام پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اپنے صحابہ کو اختیار دے دو کہ وہ یا تو ان قیدیوں کو قتل کر دیں یا ان سے زر فدیہ وصول کر کے انہیں رہا کر دیں مگر اس شرط پر کہ آئندہ سال ان میں سے ستر آدمی شہید ہو جائیں اور کفار ان پر ظاہری کامیابی حاصل کریں صحابہ نے فدیہ کو اختیار فرمایا اور کہا ہمیں آئندہ سال ستر آدمیوں کی شہادت منظور ہے چنانچہ آئندہ سال اٹھ میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور ان ستر میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو حضور علیہ السلام کے چچا تھے۔ جب صحابہ کرام قیدیوں سے فدیہ لینے میں مشغول تھے خدا تعالیٰ نے قرآن پاک کی یہ آیات نازل فرمائیں۔

مَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يُكُونَ لَهُ أُسْرَىٰ حَتَّىٰ يُشْحَنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ
عَرْضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ مُعْزِزُ الْمُحْصِنِينَ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ
اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ فَكُلُوا مِنَّمَا غَنِمْتُمْ بِحُلَا
طِيْبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَفِيفٌ رَحِيمٌ ۝

ترجمہ: کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون نہ بہا دے۔ تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اگر اللہ پہلے ایک بات نہ لکھ چکا ہوتا تو اے مسلمانوں تم نے جو کافروں سے بدے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔ تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ان آیات کے نزول کے بعد حضرت فاروق اعظم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ

صدیق اکبر اور آپ رور ہے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے رولایا رونے کا سبب بیان فرمائیے تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ روؤں اگر رونہ سکوں تو رونے جیسی شکل ہی بنا لوں آپ نے فرمایا میں اس لئے رور ہا ہوں کہ تمہارے ساتھیوں نے فدیہ قبول کر لیا اس پر خدا کا عذاب اس درخت کے قریب آچکا تھا (آپ نے قریب کے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا) اور اگر آسمان سے عذاب نازل ہو جاتا تو سولے فاروق اعظم اور سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کوئی نجات نہ پاتا۔

اس آیت سے بعض لوگوں نے عصمت انبیاء پر اعتراض کیا ہے وجوہات درج ذیل ہیں۔

وجہ اول

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ

يُتَخَنَّنَ فِي الْأَرْضِ يَعْنِي كَيْسِي بِنِي كَوْلَانٍ نَهَىٰ كَمَا كَفَرُوا كَوَزْنِهِ قَبْدَ كَمَرَةٍ جَبَّ تَحْتِ زِمْنِ مِثْلِ ان كَاخُون نَه بھادے۔

خدا کے اس ارشاد کے مطابق تمام قیدیوں کو قتل کر دینا چاہیے تھا لیکن آپ نے ان کو قتل کرنے کی بجائے ان سے فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا اور یہ فدیہ قبول کرنا خدا کے حکم کی خلاف ورزی کی بنا پر گناہ ہے۔

جواب

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیدیوں کا قید ہونا اس شرط کے ساتھ تھا کہ پہلے

زمین پر کفار کا خون بہایا جائے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ دوران جنگ صحابہ نے مشرکین

عرب کے شتر بڑے بڑے سرداروں کا خون بہایا۔ یہاں اس آیت میں خون بہانے کا مطلب

یہ نہیں کہ سارے کفار کو قتل کیا جائے۔ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب پہلے

کچھ کفار کا خون بہا دیا گیا تو پھر باقی ماندہ کو گرفتار کر کے قیدی بنا نا جائز ہے چنانچہ دوسرے مقام

پر خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

حَتَّىٰ اتَّخَذْتُمُوهُمْ فَتُدُّوا لَوْتًا قَ فَاِمًا مَّا بَعْدُ وَاِمًا فِدَاعًا۔

ترجمہ :- یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر لو تو مضبوط باندھو پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے

چھوڑ دو۔ چاہے فدیہ لے لو۔

خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام اور تمام صحابہ کو بدر کے دن حکم دیا کہ کفار کو قتل کر دیا جائے جیسے کہ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے۔

وجہ ثانی

فَاَضْرِبُوا قُلُوبَ الْكٰفِرِيْنَ وَالضَّرِبُ مِمَّا مَنَعَهُمْ كَلَّ بَنَانٍ۔

یعنی کافروں کی گردنوں کے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پورہ پر ضرب لگاؤ۔

اور یہ حکم وجوب کے لئے تھا جب ان کو قتل نہ کیا گیا بلکہ قید کیا گیا تو حکم خداوندی کی خلاف ورزی کی بنا پر گناہ ہوا۔

جواب

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ خطاب نبی پاک کے صحابہ سے تھا نہ کہ خود حضور سے، حضور علیہ السلام اس بات پر مامور نہ تھے کہ خود بنفس نفیس کفار کو

قتل کریں، صحابہ نے قتل کفار سے ہاتھ روک کر ان کو گرفتار کرنا شروع کیا تو یہ بغزٹش صحابہ کی تھی نہ سرکار و دو عالم کی۔ جب صحابہ نے قتل عام شروع کیا تو کفار مکہ نے خوفزدہ ہو کر بھاگنا شروع کر دیا۔

صحابہ نے ان کا تعاقب کیا۔ اور اس تعاقب میں وہ حضور سے جدا ہو کر دور چلے گئے جب واپس

آئے تو قیدیوں کی ایک خاصی جماعت ان کے ساتھ تھی۔ لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض

بھی نہیں ہو سکتا کہ حضور نے ان کو قید کرنے سے منع کیوں نہ فرمایا اور ان کو قتل کرنے کا حکم کیوں

نہ دیا کیوں کہ صحابہ کا کفار کو قید کرنا حضور کی موجودگی میں نہ تھا۔

نبی پاک نے فدیہ کا حکم دیا اور فدیہ وصول کرنا گناہ تھا۔ اس لئے کہ خدا

وجہ ثالث

تعالیٰ ارشاد فرمایا :-

تَرْبِيدُ مَوْنٍ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ۔

یعنی تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور تمام مفسرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہاں

عرض دنیا سے مراد فدیہ ہے۔

جواب جب حضور نے اسیران بدر کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نے عرض کی یا رسول اللہ ان سے فدیہ وصول کر لیجئے یہ فدیہ اسلام کی عسکری قوت میں اضافے کا سبب ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فدیہ طلب کرنے میں حکمت یہ تھی کہ دین کو تقوت پہنچے چونکہ نیت میں اعلائے کلمۃ الحق تھا اس لئے فدیہ وصول کرنا گناہ نہ تھا۔ گناہ اس وقت ہوتا جب کہ وصول فدیہ سے مقصد طلب دنیا ہوتا۔

وجہ رابع حضور علیہ السلام اور صدیق اکبر کا روزنا اس بات کی دلیل ہے کہ وصول فدیہ کا حکم فرمانا امر حق نہ تھا اور یہ بات گناہ پر دلالت کرتی ہے۔

جواب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روزنا گناہ کی بنا پر نہ تھا بلکہ آپ کا روزنا اس لئے تھا کہ صحابہ سے یہ لغزش ہو گئی۔ کہ انہوں نے بجائے قتل کرنے کے شتر آدمیوں کو قید کر لیا حضور کو یہ خوف و امنیگر ہوا کہ کہیں صحابہ کی اس لغزش کی بنا پر ان پر عذاب الہی نازل نہ ہو جائے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور اپنی امت پر بڑے شفیق اور مہربان تھے کہ صحابہ کی ذرا سی لغزش پر خدا کے سامنے روئے کہ مولا میری امت کی اس لغزش کو معاف فرمانا کہیں ان کو کسی مصیبت میں مبتلا نہ کروینا اور پھر حضور ایسا کرتے بھی کیوں نہ جبکہ رب تعالیٰ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا وباللومنین رؤف رحیم یعنی وہ رسول مومنوں پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے

(تفسیر کبیر ص ۱۹۸)

سوال۔ کیا نبی کا ہر قول و فعل وحی الہی ہوتا ہے اگر ایسا ہے تو جب آپ کے حکم کے مطابق فدیہ لیا گیا تو عتاب الہی کیوں نازل ہوا جیسے کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔

أُولَٰئِكَ كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

جواب کسی اہلسنت کا یہ عقیدہ نہیں کہ نبی کا ہر قول وحی الہی ہے بلکہ اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کا ہر قول من حیث النبوت والرسالت وحی ہے قرآن و حدیث میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ نبی کی

دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ ۱۱، نبوت و رسالت اور ۱۲، بشریت۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول کا وحی منزل من اللہ ہونا پہلی جہت کے ساتھ مختص ہے۔ نبی کے لیے قول کو قبول نہ کرنا کفر ہے جو نبوت اور رسالت کی جہت سے صادر ہو بخلاف اس قول کے کہ جس کا صدور من حیث البشریت ہو کہ اسے تسلیم نہ کرنا ہرگز کفر نہیں، اسکی دلیل یہ ہے کہ حضور عدلہ سلم نے مرض وفات میں صحابہ سے ارشاد فرمایا :-

أَيُّوْبِي بِقِرْطَاسٍ تَرَحُّمَهُ - مِيرے پاس کاغذ لاؤ۔

لیکن کسی صحابی نے اس ارشاد کی تعمیل نہیں کی، بلکہ ناردیق اعظم نے عرض کی حسبنا کتاب اللہ یعنی ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے اگرچہ اسے ہر قول کی الہی ہونا تو صحابہ اس ارشاد کی تعمیل کرتے کیوں کہ اس حکم کے مستقنی پر کسی نے عمل نہیں کیا، لہذا ثابت ہوا کہ یہ حکم من حیث الرسالت نہ تھا۔ اگر اس حکم کو من حیث الرسالت کہا جائے تو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر بھی حکم خداوندی فاستغفیرکم الامرت کی خلاف ورزی کا الزام عائد ہوگا جو باطل محض ہے۔ لہذا واضح ہو گیا کہ یہ امر من حیث الرسالت نہ تھا بلکہ من حیث البشریت تھا۔

یہ امر آخر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول جو من حیث البشریت ہو وحی منزل من اللہ نہ ہونے کی باوجود بھی حق سے بیوں کہ حق ہونے کے لئے وحی ہونا ضروری نہیں ہر وحی کا حق ہونا ضروری ہے ہر حق کا وحی ہونا ضروری نہیں، بعض لوگ ابو داؤد شریف کی حدیث مَّا يَخْرُجُ مِنْهُ الْاَحْق - یعنی نبی کے منہ سے حق ہی نکلتا ہے، کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ نبی کا ہر قول وحی الہی ہے حالانکہ یہ غلط ہے اس لئے کہ حدیث میں الاحق وارد ہے نہ کہ الاحی اگر آا وحی ارشاد ہوتا تو پھر یہ کہنا درست تھا کہ نبی کا ہر قول وحی الہی ہے۔ رہا یہ امر کہ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :- وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْوَحْيِ اِنْ هُوَ اِلَّا وَّحْيٌ وَّ يُوْحَىٰ -

یعنی وہ نبی اپنی خواہش سے نہیں بولتا وہ تو وہی بولتا ہے جو اسکی طرف وحی کی جاتی ہے جس سے ثابت ہوا کہ نبی کا ہر قول وحی الہی ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثناعشریہ ص ۲۵۲ پر یہ دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد قرآن مجید کے ساتھ مخصوص ہے۔ شاہ صاحب کا اس ارشاد باری تعالیٰ کو قرآن مجید کے ساتھ مخصوص کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا نطق من حیث الرسائل نہ ہو اس آیت کریمہ سے اسے وحی منزل من اللہ ثابت کرنا اور اس پر طعن کی بنیاد رکھنا بناء الفاسد علی الفاسد ہے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ قرآن کے سوا نبی پاک کا کوئی قول بھی وحی الہی نہیں۔ خواہ وہ من حیث الرسائل ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ اس تقریر پر علی الاطلاق تمام احادیث نبویہ کے وحی ہونے کا انکار لازم آئیگا۔ جو کفر خالص ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نطق مبارک مطلقاً ہوئی سے پاک ہے اور وہ دو حال سے خالی نہیں یا من حیث الرسائل ہوگا۔ یا من حیث البشریۃ، پہلی صورت میں وحی الہی ہے خواہ وحی متلو ہو یا غیر متلو اور دوسری صورت میں حق ہے خواہ کسی اعتبار سے وہ خلاف اولیٰ ہو یا نہ ہو۔

جن علمائے اہلسنت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع اقوال و افعال اور احوال شریفہ کو وحی قرار دیا ہے ان کے پیش نظر صرف حیث رسائل ہے اور جن حضرات نے آپ کے جمیع اقوال و افعال اور احوال کے وحی ہونے کا انکار کیا ہے ان کے پیش نظر حیث رسائل کے ساتھ حیث بشریت بھی ہے ان حضرات نے صرف انہی اقوال و افعال کو وحی قرار دیا ہے جو حیث رسائل سے ہوں اور جن کا صدور حیث بشریت سے ہو ان کے وحی منزل من اللہ ہونے کی انہوں نے نفی فرمائی ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ لیکن کسی اہلسنت عالم دین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول یا فعل یا حال کو خلاف حق قرار نہیں دیا حتیٰ کہ لغت مقدسہ سے قبل بھی آپ کی ذات مقدسہ کو خلاف حق متلو سے پاک مانا۔

یہاں اس امر کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیے کہ عتاب میں خواہ شدت بھی کیوں نہ ہو وہ محض

صورتہ عتاب ہے حقیقتاً مبنی بر حکمت ہونے کی وجہ سے خطاب محبت ہے۔

از مکتوب غزالی زماں رازی دوران شیخ الحدیث والتفسیر جامع معقول و منقول

شیخ طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ۔

قصہ مخفیہ کہ نبی کا جو قول من حیث النبوت والرسالت ہو گا وہ وحی الہی قرار پائے گا۔ ایسے ہی قول کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے :-

نبی کے لبوں پر خدا بولتا ہے۔ کلامِ خدا ہے کلامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ تو ہے بن کر خدا کے پیامی۔ کہ ہے معتبر ہر پیامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ

اسیران بدر میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مالدار تھے بعض انصاریوں نے

سمر کاہ نبوت میں گزارش کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے چچا عباس کا فدیہ معاف کر دیا جائے لیکن

مساوات کے علمبردار رسول نے فرمایا کہ ایک چوٹی بھی کم نہ کی جائے قریش نے فدیے کی رقم دے کر

اپنے آدمیوں کو بھیجا تھا۔ ہر ایک نے اپنے اپنے قیدی کی من مانی رقم وصول کی۔ حضرت عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں تو مسلمان ہی تھا آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اسلام

کا علم ہے اگر تمہارا یہ قول صحیح ہے تو اللہ تمہیں اس کا بدلہ دیگا لیکن چونکہ احکام ظاہر پر ہیں۔

اس لئے آپ فدیہ ادا کیجئے بلکہ اپنے دونوں بھتیجوں کا بھی یعنی لوفل بن حارث اور عقیل بن ابی

طالب کا، علاوہ ازیں اپنے حلیف عقبہ بن عمرو کا بھی فدیہ ادا کرو انہوں نے عرض کی میرے پاس

تو اتنا مال نہیں آپ نے فرمایا وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور ام فضل نے زمین میں دفنایا ہے

یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ - اور

خیال آیا مسلمان نیک و بد پہچان جاتے ہیں۔

محمد آدمی کے دل کی باتیں جان جاتے ہیں۔

جناب حضرت عباس پر رعشتہ ہوا طاری۔

کہ پیغمبر تو رکھتا ہے دلوں کی بھی خبر داری۔

حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ اس دینے کی خبر بجز میرے

اور ام فضل کے اور کسی کو نہ تھی۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اچھا اب

یوں کیجئے میرے پاس سے بیس اوقیہ سونا آپ کے لشکریوں کو بلائے۔ اسی کو میرا زرفدیہ

سمجھ لیجئے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں وہ مال تو ہمیں خدا نے اپنے فضل سے دیا ہے۔ چنانچہ آپ

نے اپنے بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ سوا اوقیہ سونا دیا کیا اس بارے میں خدا تعالیٰ نے یہ

آیت اتاری۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي آيِدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ

فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرٌ أَلَيْسَ خَيْرًا مِمَّا أَخَذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

ترجمہ: اے نبی! کہے کہ جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ اگر اللہ

نے تمہارے دلوں میں بھلائی جانی تو جو تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا

اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عباس کا بیان ہے کہ خدا کا یہ فرمان پورا ہوا اور اسلام نے مجھے بیس

غلام دلوائے جو سب کے سب مالدار تھے ساتھ ہی مجھے مغفرت کی بھی امید واثق ہے آپ فرماتے

ہیں کہ ساری دنیا کے مل جانے سے بھی زیادہ خوشی مجھے اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی۔

مجھ سے چو لیا گیا واللہ اس سے شوق سے زیادہ ملا، حدیث پاک میں ہے کہ جب بحرین کا خزانہ

سرکار رسالت مآب میں پہنچا جو اسٹی ہزار کا تھا تو آپ نماز ظہر کے لئے وضو کر چکے تھے پس مال

آنے پر ایک شکایت کرنے والے اور ہر ایک سوال کرنے والی دادرسی فرمائی اور نماز سے پہلے سارا خزانہ راہِ خدا میں لٹا دیا نہ اس دن ناپ تول تھا نہ حسا۔ اور شمار جو آیا وہ لے گیا اور دل کھول کر لے گیا۔ حضرت عباس نے اپنی چادر میں گھڑی باندھ لی۔ لیکن اٹھانہ سکے عرض کی یا رسول اللہ کسی کو حکم دیا جلے کہ یہ گھڑی میرے کندھے پر اٹھو اور آپ نے فرمایا میں تو کسی سے نہیں کہتا۔ کہا اچھا آپ ہی ذرا اٹھو اور بچئے۔ آپ نے اس کا بھی انکار فرمایا۔ اب تو بادلِ ناخو استہ اس میں سے کچھ کم کرنا ہی پڑا پھر اٹھا کر کندھے پر رکھ کر چل دیئے ان کی اس لاپنج کی وجہ سے حضور کی نگاہیں جب تک یہ آپ کی نگاہ سے ادھیل نہ ہو گئے، انہی پر رہیں۔ پس جب کل مال بانٹ چکے ایک کوڑی باقی نہ بچی۔ تب آپ وہاں سے اٹھے۔ حضرت عباس جب مال کو اٹھا کر چلے تو کہا الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ تو پورا فرما دیا اور دوسرا وعدہ بھی پورا ہو کر ہی رہیگا یہ اس سے بہتر ہے جو تم سے لیا گیا۔

(ص ۲۳ سوال پارہ تفسیر ابن کثیر)

حضور علیہ السلام کے داماد حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قید ہوئے ان کے پاس فدیے کی رقم نہ تھی۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے، حضرت زینب کو کہلا بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھجوادیں۔ جب حضرت زینب کا نکاح ہوا تھا تو حضرت خدیجہ نے ان کو ایک بیش قیمت ہار جہیز میں دیا تھا۔ انہوں نے وہی ہار اتار کر بھیج دیا۔ آپ نے جب وہ ہار دیکھا تو اٹھائیس سالہ محبت انگریز واقعہ یاد آ گیا بے اختیار آنکھوں میں آنسو آگئے اور صحابہ سے فرمایا اگر تمہاری مرضی ہو تو میری بیٹی کو ماں کی یادگار واپس کر دی جائے۔ چنانچہ حضرت ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا گیا لیکن یہ شرط لگا دی گئی کہ وہ حضرت زینب کو مدینہ طیبہ بھیج دیں۔ چنانچہ حضرت ابوالعاص نے حضرت زینب کو حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ مدینہ روانہ کر دیا۔ اور بعد میں خود بھی مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ آگئے۔

فَضَائِلُ أَهْلِ بَدَا

حضرت رفاعہ بن رافع فرماتے ہیں کہ جبرائیل امین نبی کریم ﷺ کو بارگاہِ
میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ کے ہاں اہل بدر کا کیا مقام ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ تمام مسلمانوں
سے افضل ہیں۔ جبرائیل امین نے کہا اسی طرح وہ فرشتے جو جنگِ بدر میں شریک ہوئے دوسرے
فرشتوں سے افضل ہیں۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا لَمْ يَدِيْعَةً

ترجمہ :- جو شخص بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا
کہ میں امید کرتا ہوں کہ اہل بدر اور اہل حدیبیہ میں سے کوئی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ میں نے عرض
کیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد نہیں فرمایا کہ :-

وَأَنْ مِنْكُمْ الْإِدْرِيْطِيُّ

یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ کے اوپر سے نہ گزرے۔

اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا، پھر خدا نے یہ بھی تو فرمایا ہے۔ کہ

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا

ترجمہ :- پھر تم ڈرنے والوں کو نجات دیں گے اور اس میں ظالموں کو اوندھا چھوڑ دیں گے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن حاطب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔

اور کہا کہ حاطب ضرور دوزخ میں داخل ہوگا۔ آپ نے فرمایا تو نے جھوٹ کہا ہے وہ دوزخ

میں داخل نہ ہوگا۔ اس لئے کہ وہ اہل بدر اور اہل حدیبیہ میں سے ہے۔

(صفحہ منظر ہی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو مرثد اور زبیر کو روضہ خاخ کی طرف ایک مشرکہ عورت کے پکڑنے کو جو حاطب بن ابی بلتعہ کا خط مشرکین مکہ کے پاس لے کر جا رہی تھی بھیجا۔ اور ہم سواری پر تھے ہم نے اسی جگہ جہاں آپ نے بتایا تھا اسے پکڑا وہ اپنے ادنت پر جا رہی تھی ہم نے کہا لا وہ خط، وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ تب ہم نے کہا حضور علیہ السلام نے ہرگز جھوٹ نہیں فرمایا۔ ضرور میرے پاس کوئی خط ہوگا یا تو خط زکالہ و در نہ ہم تجھے بر منہ کر کے دیکھیں گے۔ جب اس نے ہماری مستعدی دیکھی تو اپنی کوکھ کی طرف ہاتھ لے جا کر چھٹی نکالی وہ اپنی چادر سے لپیٹے ہوئے تھی ہم اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے، حضرت عمر فاروق نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حاطب کی گردن مار دوں کیوں کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی ہے۔ آپ نے حاطب سے فرمایا تجھے اس کام پر کس بات نے ابھارا، حاطب نے عرض کی بخدا مجھ میں وہ بات نہیں کہ میں خدا اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤں۔ میں نے چاہا تھا کہ قوم مکہ پر میرا ایک احسان ہو جائے جسکی وجہ سے میرے مال اور اولاد کو نقصان سے نجات ہو، جس قدر آپ کے صحابی ہیں سب کے وہاں ایسے رشتہ دار ہیں جسکی وجہ سے ان کے مال اور عیال سے نقصان دور ہو سکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تو نے سچ کہا اور دوسروں سے فرمایا تم اسے بُرا نہ کہو حضرت فاروق اعظم نے دوبارہ عرض کی یا رسول اللہ مجھے حاطب کی گردن مار دینے کی اجازت دیجئے کیوں کہ اس نے خدا اور رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی ہے۔ آپ نے فرمایا اے عمر کیا حاطب بدری نہیں ہے۔ اور اللہ جل جلالہ نے اہل بدر پر خاص توجہ کر کے فرمایا :-

اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَّهْتُ لَكُمْ الْجَنَّةَ اَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔

یعنی جو چاہو عمل کرو تمہارے واسطے جنت واجب ہو گئی یا میں نے تمہیں بخش دیا۔

حضرت عمر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ (ص ۳۲۲ مسلم شریف ص ۶ بخاری شریف)

عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں میں نے سنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ لَا تَبْتَغُوا الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ بَدْرٍ وَالْمَخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ۔ ترجمہ :- بدر میں شمولیت کرنے والے بدر میں حاضر نہ ہونے والوں سے افضل ہیں۔

(ص ۳ بخاری شریف)
امام ودانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے بعض مشائخ سے سنا فرماتے تھے اہل بدر کا ذکر کرتے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

(ص ۱۵۶ سیرۃ حلبیہ)

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے دریافت کیا آپ اہل بدر سے کوئی کام کیوں نہیں لیتے آپ نے فرمایا میں ان کے مقامات اور درجات کو جانتا ہوں میں ان کو دنیا کی آلائش اور دگیوں میں ملوث کرنا نہیں چاہتا۔

(ص ۸۵ تاریخ الخلفاء)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بدر کے دن حارثہ شہید ہو گئے ان کی والدہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ مجھے حارثہ سے کتنی محبت تھی اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور خدا تعالیٰ سے طالب ثواب ہوتی ہوں بصورت دیگر فرمائیے میں کیا کروں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

أَوْجَنَةٌ وَاحِدَةٌ مُّهِیَ جَنَّانٌ كَثِيرٌ وَإِنَّهُ فِي جَنَّةِ الْفُرْدُوسِ۔

ترجمہ :- کیا ایک جنت اس کے لئے تو بہت سی جنتیں ہیں وہ تو جنت الفردوس میں ہے۔

(ص ۶ بخاری شریف)

بدر کے دن جب گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی تو حضرت حارثہ دور کھڑے ہو کر جنگ کا نظارہ

دیکھ رہے تھے اسی اثناء میں ان پر پیاس کا غلبہ ہوا وہ حوض سے پانی پی رہے تھے کہ ایک تیر ان کو آکر لگا جو جان لیوا ثابت ہوا اس طرح آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ جب کہ حادثہ کے لئے جو کہ لڑے بھی نہیں جنت الفردوس ہے تو ان صحابہ کی کیا فضیلت و عظمت ہوگی۔ جو اس گھمسان کی لڑائی میں شریک ہوئے اور کئی کافروں کو واصلِ جہنم کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو اپنے اخلاص کیش امتیوں کے انجام کا علم ہے لیکن امام الطائفہ اسماعیل دطوی اپنی بدنام زمانہ کتاب تقویت الایمان کے ص ۲۲ پر لکھتا ہے جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں آخرت میں سوا اسکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (بلفظہ)

دیکھئے کیسی بے ادبی اور گستاخی ہے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیسا عناد اور عداوت ہے قرآن پاک سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو اپنا حال بھی معلوم تھا۔

وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ مِّنْ الْأُولَىٰ

اور اپنے نیاز مندوں کا حال بھی معلوم کہ ان پر وہ رحمت و کرم ہوگا کہ حضور راضی ہو جائیں گے۔

وَلَسَوْنَ يُعْطِيكَ سِرَّكَ فَتَرْضَىٰ

یعنی عنقریب تجھے تیرا راز بتا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

اور کفار نابکار کا بھی :- اُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔

یعنی وہ دوزخی ہیں۔ اس میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

حضور اکرم فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

یعنی بے شک حسین کریمین جنتی نوجوان کے سردار ہیں۔

علاوہ ازیں عشرہ بشرہ کو جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

فرمایا تو جنتی عورتوں کی سردار ہے حضرت طلحہ کے متعلق ارشاد فرمایا !

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيدٍ يُشِيءُ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ .

ترجمہ :- جو کسی شہید کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ بن عبد اللہ کو
دیکھ لے۔ (ص ۱۴۹ اسیرت جلید ۱، ص ۲۱۵ ترمذی شریف)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا :-

مَنْ سَرَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى اعْتَبِقٍ مِنَ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ .

ترجمہ :- جو کسی دوزخ سے آزاد کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ ابو بکر کو دیکھ لے۔
(ص ۳ تاریخ الخلفاء)

اور آخرت میں کیا کیا جائے گا۔ اس کا بیان آیات میں بھی ہے اور احادیث کثیرہ میں

بھی موجود ہے۔

حدیث ۱ :- أَنَا سَيِّدُ دَوْلَادِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَسْقُ عَنْهُ الْقَبْرُ
وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ .

ترجمہ :- میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سرور ہوں گا۔ اور میں ہی وہ پہلا شخص
ہوں گا جس کی قبر کھلے گی۔ اور میں ہی پہلا شافع اور مقبول الشفاعت ہوں گا۔
حدیث ۲ :- أَنَا الْكَرَّمُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُقْرَأُ بِبَابِ الْجَنَّةِ
ترجمہ :- روز قیامت میرے متبع تمام انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوں گے اور میں
پہلا شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔

حدیث ۳ :- آتَى بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاسْتَفْتِمُ وَيَقُولُ الْخَازِنُ مِمَّنْ أَنْتَ
فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ يَقُولُ بِكَ امْرُؤٌ لَا أَفْتَمُ إِلَّا حَدِيثَكَ .

ترجمہ :- روز قیامت میں جنت کے دروازہ پر جا کر دروازہ کھلاؤں گا۔ خازن دریا
کریگا۔ آپ کون ہیں میں فرماؤں گا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم (وہ عرض کریگا۔

آپ ہی کے لئے میں مامور کیا گیا ہوں کہ آپ سے پہلے میں کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔
ان کے علاوہ اور بجز ت احادیث میں جن سے حضور کے درجات و مراتب اور آخرت میں
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت معلوم ہوتی ہے۔ بد نصیب بداندیش نے سب کو چھپایا
بلکہ جھٹلایا اور لکھ دیا کہ انہیں دنیا قبر اور آخرت کا حال نہ اپنا معلوم نہ اور کسی کا یعنی اپنے خاتمہ اور
نجات کی بھی خبر نہیں۔ معاذ اللہ

بانگِ طبل

بدر کے پہاڑوں میں ایک جگہ ہے جہاں سے نقارہ کی مثل آواز سُنی جاتی ہے۔ جو
اہل بدر مسلمانوں کی فتح و نصرت کی علامت متصور ہوتی ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ وہاں
ہوا ایسے طریقے سے چلتی ہے جس سے یہ آواز پیدا ہوتی ہے۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ میں
نے بہت سے حاجیوں سے سنا کہ جب وہ اس وادی سے گزرے انہوں نے مثل نقارہ
کے آواز سُنی۔ اکثر میں اس آواز کا انکار کرتا تھا اور بعض اوقات اسکی تاویل کرتا تھا کہ شاید وہ
جگہ پتھریلی ہو اور چوپایوں کے پاؤں سے آواز پیدا ہوتی ہو۔ لیکن حاجیوں نے کہا کہ وہ زمین
تورگیستان ہے اور اکثر وصال اونٹ پھرتے رہتے ہیں ان کے پاؤں سے تو آواز پیدا ہونے
کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فرماتے ہیں خدائے تعالیٰ نے مجھ پر کرم کیا اور میں بھی اس جگہ کی زیارت
کے لئے گیا میرے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ اس وقت مجھے یہ بات بالکل یاد نہ رہی کہ یہاں سے
نقارہ کی آواز آتی ہے۔ میں اس وادی میں سیر کر رہا ہے کہ دوپہر کے وقت ایک اونٹ چرانے
والے لڑکے نے مجھ سے کہا کیا آپ نقارہ کی آواز سنتے ہیں۔ میں نے فوراً کان لگا کر
نقارہ کی آواز سُنی جس سے میں لرزہ بر اندام ہو گیا۔ فوراً مجھے لوگوں سے سُنا ہوا واقعہ یاد آ گیا۔
ہوا چل رہی تھی میں نے نقارے کی آواز کو سُنا اور مدہوش ہو گیا سارا دن تھوڑے تھوڑے

وقفے کے بعد مجھے وہ آواز سنائی دیتی رہی۔ مجھے وہاں سے تپہ چلا کہ یہ آواز ہر آدمی کو سنائی نہیں دیتی۔
(رضی اللہ عنہما درج النبوت)

حُفِیۃ سَازِش

جب مشرکین مکہ کو شکست فاش ہوئی اور وہ مکہ پہنچ گئے، عمر بن وہب مقام حجر میں صفوان بن امیہ کے پاس آکر بیٹھا صفوان نے کہا مقتولین بدر کے بعد عیش حرام ہے عمر نے کہا واللہ! ان کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی میں خیر نہیں اگر میرے ذمہ قرض نہ ہوتا اور اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے نہ ہوتے تو میں ضرور مدینہ جا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر ڈالتا اگر وہاں پہنچ کر مجھے حالات ناسازگار پیش آئیں تو میں یہ بہانہ کر سکتا ہوں کہ میں اپنے فرزند کے پاس آیا ہوں جو اسیر ہے، صفوان عمر کے اس قول سے خوش ہوا اور اس سے کہا تیرا قرض میرے ذمہ ہے اور تیرے عیال کے نان و نفقہ اور کفالت کا میں ذمہ دار ہوں، صفوان نے عمر کو سواری دی اور اس کے لئے سامان مہیا کیا اور عمر کی تلوار پر صیقل کرایا گیا اور اس کو زہر کا بچھاؤ دیا گیا۔ عمر نے صفوان سے کہا چند روز تک تو مجھے چھپا دے پھر عمر مدینہ طیبہ پہنچا اور مسجد نبوی کے دروازے پر اترا اور اپنی سواری کو باندھ دیا اور تلوار ہاتھ میں لے کر رسول اکرم کا قصد کیا۔ فاروق اعظم نے جب عمر کو اس قبیح ارادے سے آتے دیکھا تو اس کو پکڑ کر بارگاہ نبوت میں پیش کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے عمر سے پوچھا تو کس ارادے سے آیا ہے عمر نے کہا میں اپنے قیدی فرزند کے پاس آیا ہوں جو آپ کے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا سچ بتاؤ تو کس نیت سے آیا ہے۔ عمر نے کہا میں اپنے قیدی کے بارے میں آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نے مقام حجر کے پاس صفوان کے ساتھ کیا شرط کی تھی۔ عمر سن کر ڈر گیا اور اس نے پوچھا میں نے صفوان سے کیا شرط کی تھی۔ آپ نے فرمایا تو نے صفوان کو اس شرط سے میرے قتل پر

برائی کجیختہ کیا تھا کہ وہ تیری اولاد کا تکفل رہے اور تیرا قرض ادا کر دے لیکن خدا تعالیٰ نے تمہارے ان ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا، عمیر نے یہ سن کر کہا اشہد انک رسول اللہ، تحقیق یہ گفتگو میرے اور صفوان کے درمیان حجر میں ہوئی اور اس گفتگو کو میرے اور صفوان کے سوا تیسرا کوئی نہ جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس گفتگو کی خبر دے دی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ پھر عمیر مکہ کی طرف پلٹ کر گیا اور اس نے لوگوں کو دعوتِ اسلام دی اس کے ہاتھ پر بہت سے آدمی مسلمان ہوئے۔

اصحاب بدر کے اسماء گرامی

- ۱۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ عبداللہ بن عثمان ابوبکر صدیق ۳۔ عمر بن خطاب عدوی
- ۴۔ عثمان بن عفان قرشی جن کو حضور علیہ السلام نے اپنی بیٹی رقیہ کو تیار واری کے لئے چھوڑا تھا اور آپ کے لئے مالِ غنیمت سے حصہ مقرر فرمایا تھا۔ ۵۔ علی بن ابی طالب ہاشمی ۶۔ ایاس بن بکیر۔
- ۷۔ بلال بن رباح حضرت صدیق اکبر کے آزاد کردہ غلام ۸۔ حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی ۹۔ حاطب ابن ابی طلحہ قرشی کے حلیف ۱۰۔ ابو خلیفہ ابن عتبہ قرشی ۱۱۔ حارثہ بن سراقہ ۱۲۔ خبیب بن عدی انصاری ۱۳۔ حنیس ابن حذافہ سہمی ۱۴۔ رفاعہ بن رافع انصاری ۱۵۔ رفاعہ بن عبد المنذر ابولہب انصاری ۱۶۔ زبیر بن عوام قرشی ۱۷۔ زید بن سہل ابوطیہ انصاری ۱۸۔ ابو زید انصاری ۱۹۔ سعد بن مالک زہری ۲۰۔ سعد بن خولہ قرشی ۲۱۔ سعید بن زید قرشی ۲۲۔ سہل بن حنیف انصاری ۲۳۔ ظہیر بن رافع انصاری ۲۴۔ ظہیر بن رافع کے بھائی ۲۵۔ عبداللہ بن مسعود ندلی ۲۶۔ عبد الرحمن بن عوف زہری ۲۷۔ عبیدہ بن حارث قرشی ۲۸۔ عبادہ بن صامت ۲۹۔ عمرو بن عوف عامر بن لوی کے حلیف، ۳۰۔ عقبہ بن عمرو انصاری ۳۱۔ عامر بن ربیع عنزی ۳۲۔ عامر بن ثابت انصاری ۳۳۔ عویم بن ساعدہ انصاری ۳۴۔ عتبان بن مالک انصاری ۳۵۔

- ۳۶ - ربيع بن اکتثم ۳۷ - زاهر بن صرام ۳۸ - زيد بن خطاب قرشي ۳۹ -
 زياد بن كعب ۴۰ - سالم بن معقل ۴۱ - سائب بن مطعون قرشي ۴۲ - سائب بن عثمان قرشي
 ۴۳ - سبزه بن فاتك الاسدي ۴۴ - سعد بن ابي وقاص قرشي الزهري ۴۵ - سليط بن عمرو -
 ۴۶ - سويد بن مخشي الطائي ۴۷ - سوليط بن سعد القرشي ۴۸ - سهل بن بضياء القرشي -
 ۴۹ - شجاع بن ابي وهب الاسدي ۵۰ - شقران حبشي ۵۱ - شماس بن عثمان قرشي -
 ۵۲ - صفوان بن بضياء القرشي الفهري ۵۳ - صهيب بن سنان الرومي ۵۴ - طفيل بن حارث
 القرشي المطلبي ۵۵ - طلحة بن عبد الله ۵۶ - طليب بن عمرو بن وهب القرشي ۵۷ -
 عاقل بن بكير ۵۸ - عامر بن حارث ۵۹ - عامر بن عبد الله بن جراح القرشي ۶۰ - عامر بن فهير
 ازدي ۶۱ - عبد الله بن حبش بن رباب الاسدي ۶۲ - عبد الرحمن بن سهل الانصاري -
 ۶۳ - عبد الله بن سراقه القرشي العدوي ۶۴ - عبد الله بن سعيد القرشي الاموي ۶۵ - عبد الله
 بن سهيل بن عمرو القرشي العامري ۶۶ - عبد الله بن عبد الاسد بن هلال القرشي المخزومي -
 ۶۷ - عبد الله بن محزم ۶۸ - عبد الله بن مطعون ۶۹ - عبد ياليل بن ناشب اللثبي ۷۰ - عمرو بن حذاف
 بن زهير القرشي الفهري ۷۱ - عمرو بن سراقه القرشي العدوي ۷۲ - عمرو بن ابي عمرو بن شداد قرشي
 ۷۳ - عمرو بن ابي سرح بن ربيعة القرشي الفهري ۷۴ - عثمان بن مطعون القرشي ۷۵ - عمار بن يامر
 ۷۶ - عمير بن ابي وقاص القرشي الزهري ۷۷ - عمير بن عوف مولى سهيل بن عمر العامري ۷۸ -
 عقبة بن وهب ۷۹ - عوف بن اثانة قرشي المطلبي ۸۰ - عياض بن زهير بن ابو شداد القرشي
 قدامه بن مطعون القرشي ۸۱ - كثير بن عمرو اسلمي ۸۲ - كناز بن حصين ابو المرثد الفزاري ۸۳ - مالك
 بن امية بن عمرو اسلمي ۸۴ - مالك بن ابو نوح الجعفي ۸۵ - مالك بن عمرو اسلمي ۸۶ - مالك بن
 عميل بن السباق ۸۷ - محرز بن نضلة الاسدي ۸۸ - مدلاج بن عمرو اسلمي ۸۹ - مرثد بن ابو مرثد
 ۹۰ - مسعود بن الرزيح القاري ۹۱ - سيدنا مصعب بن عمير القرشي ۹۲ - معتب بن حمراء الخزاعي -
 ۹۳ - معمر بن ابي سرح بن ابي ربيعة ۹۴ - مهجع بن صالح المهاجر ۹۵ - واقد بن عبد الله التميمي -

- ۹۷ - وہب بن محسن الاسدی ۹۸ - وہب بن ابی سرح القرشی القہری ۹۹ - وہب بن سعد بن ابی سرح القرشی ۱۰۰ - ہلال بن ابی خولی ۱۰۱ - یزید بن قیس ۱۰۲ - ابوسبزه قرشی - ۱۰۳ - ابوکبشہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۴ - ابو واقد اللثمی ۱۰۵ - ابی بن ثابت الانصاری ۱۰۶ - ابی بن کعب ۱۰۷ - اسعد بن یزید بن فاکہہ ۱۰۸ - اسید بن حفیر بن سماک ۱۰۹ - اسبرہ بن عمرو الانصاری النجاری ۱۱۰ - انس بن مالک بن نضر ۱۱۱ - انس بن معاذ بن انس بن قیس ۱۱۲ - انیس بن قنادہ ۱۱۳ - انسہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۴ - ادس بن ثابت الانصاری ۱۱۵ - اوس بن خولی بن عبداللہ ۱۱۶ - اوس بن صامت الانصاری ۱۱۷ - ایاس بن ودقہ الانصاری الخرزجی ۱۱۸ - بشر بن براد بن معرور الانصاری الخرزجی ۱۱۹ - بشر بن سعد بن ثعلبہ ۱۲۰ - ثابت بن انزم ۱۲۱ - ثابت جذع (ثعلبہ) ۱۲۲ - ثابت بن خالد بن نعمان غنصار الانصاری ۱۲۳ - ثابت بن عامر بن زید الانصاری ۱۲۴ - ثابت بن عبید ۱۲۵ - ثابت بن عمرو بن زید بن عدی ۱۲۶ - ثابت بن ہرال بن عمرو الانصاری ۱۲۷ - ثعلبہ بن حاطب بن عمرو ۱۲۸ - ثعلبہ بن عمرو بن عامر ۱۲۹ - ثعلبہ بن غنمہ بن عدی ۱۳۰ - جابر بن عبد اللہ بن رباب ۱۳۱ - جابر بن عتیک الانصاری المعاوی الاوسی ۱۳۲ - خلاد بن رافع ۱۳۳ - یح بن ایاس ۱۳۴ - رفاعہ بن حارث بن رفاعہ ۱۳۵ - رفاعہ بن عمرو بن زید الخرزجی الانصاری - ۱۳۶ - رفاعہ بن عمرو الجہنی ۱۳۷ - زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی العجلانی ۱۳۸ - زید بن دثنہ الانصاری البیاضی ۱۳۹ - زید بن عاصم المازنی الانصاری ۱۴۰ - زید بن المزین الانصاری ۱۴۱ - زید بن ودیعہ الانصاری ۱۴۲ - زیاد بن لبید بن ثعلبہ انصاری البیاضی ۱۴۳ - سالم بن عمیر الانصاری ۱۴۴ - سبع بن قیس بن عیشہ الانصاری الخرزجی ۱۴۵ - سراقہ بن عمرو بن عطیة الانصاری ۱۴۶ - سفیان بن بشر بن حارث انصاری الخرزجی ۱۴۷ - سراقہ بن کعب الانصاری - ۱۴۸ - سعد بن خولی الانصاری ۱۴۹ - سعد بن خثیمہ الانصاری الاوسی ۱۵۰ - سعد بن ربیع الانصاری الخرزجی - ۱۵۱ - سعد بن زید زرقی الانصاری ۱۵۲ - سعد بن سہل الانصاری ۱۵۳ - سعد

بن عبید الانصاری الاوسی ۱۵۳ - سعد مولى عقبه بن غزوان ۱۵۵ - سعد بن عثمان بن خلدہ الانصاری
 ۱۵۶ سعد بن معاذ الانصاری سید الاوس ۱۵۷ - سعید بن سہیل الانصاری الاشہلی ۱۵۸ - سفیان بن
 بشر ۱۵۹ - سلم بن اسلم الانصاری الحارثی . ۱۶۰ - سلم بن ثابت بن وقش الانصاری الاشہلی
 ۱۶۱ - سلم بن حاطب الانصاری ۱۶۲ - سلم بن سلامت بن وقش ۱۶۳ - سلیط بن قیس الانصاری
 ۱۶۴ - سلیم بن حارث الانصاری ۱۶۵ - سلیم بن قیس بن فہد الانصاری ۱۶۶ - سلیم بن عمرو انصار
 ۱۶۷ - سلیم بن طحان الانصاری ۱۶۸ - سماک بن خرشنتہ الانصاری ۱۶۹ - سماک بن سعد الانصاری
 ۱۷۰ - سنان بن ابی سنان ۱۷۱ - سنان بن صفی ۱۷۲ - سہیل بن عقیق الانصاری ۱۷۳ - سہیل
 بن قیس الانصاری سلمی ۱۷۴ - سہیل بن عمرو بن ابی عمرو الانصاری ۱۷۵ - سہیل بن رافع الانصاری
 ۱۷۶ - سواد بن غزنیہ الانصاری ۱۷۷ - سواد بن یزید الانصاری سلمی ۱۷۸ - ضحاک بن حارثہ انصار
 ۱۷۹ - ضحاک بن عبد عمرو الانصاری ۱۸۰ - حمزہ بن عمرو الانصاری ۱۸۱ - طفیل بن مالک انصار
 ۱۸۲ - عامر بن بکیر الانصاری ۱۸۳ - عامر بن قیس بن ثابت ۱۸۴ - عامر بن امیہ
 ۱۸۵ - عامر بن ثابت انصاری ۱۸۶ - عامر بن سلمہ بن عامر البسوی ۱۸۷ - عامر بن عبد
 عمرو الانصاری ۱۸۸ - عامر بن مخلد بن الحارث الانصاری ۱۸۹ - عاذ بن ماعض الانصاری -
 ۱۹۰ - عبد اللہ بن ثعلبہ البسوی الانصاری ۱۹۱ - عبد اللہ بن جبیر بن النعمان الانصاری
 ۱۹۲ - عبد اللہ بن انجد ۱۹۳ - عبد اللہ بن الحمیر الاشجعی ۱۹۴ - عبد اللہ بن ربیع بن قیس
 الانصاری الحزرجی ۱۹۵ - عبد اللہ بن رواحہ الانصاری الحزرجی . ۱۹۶ - عبد اللہ بن زید بن
 ثعلبہ بن عبد اللہ الانصاری الحارثی ۱۹۷ - عبد اللہ بن سعد بن خثیمہ الانصاری الاوسی ۱۹۸ - عبد اللہ
 بن سلمۃ العجلانی البسوی الانصاری ۱۹۹ - عبد اللہ بن سہیل الانصاری ۲۰۰ - عبد اللہ
 بن سہیل الانصاری ۲۰۱ - عبد اللہ بن طارق بن عمرو بن مالک البسوی الانصاری ۲۰۲ - عبد اللہ
 بن عامر البسوی الانصاری ۲۰۳ - عبد اللہ بن عبد مناف الانصاری ۲۰۴ - عبد اللہ بن عبس
 الانصاری ۲۰۵ - عبد اللہ بن عبس الانصاری ۲۰۶ - عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی بن سلول

- الانصاری الخزرجی ۲۰۷ - عبداللہ بن عرفطہ الانصاری ۲۰۸ - عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری .
 ۲۰۹ - عبد اللہ بن عمیر بن عدی الانصاری الخزرجی ۲۱۰ - عبد اللہ قیس الانصاری بن خالد .
 ۲۱۱ - عبداللہ بن قیس بن صحرا الانصاری ۲۱۲ - عبد اللہ بن کعب الانصاری المازنی ۲۱۳ .
 عبداللہ بن نعمان بن بلذمہ الانصاری ۲۱۴ - عبدالرحمن بن جبر الانصاری ۲۱۵ - عبدالرحمن بن عبد اللہ
 البسوی الانصاری ۲۱۶ - عبدالرحمن بن کعب المازنی الانصاری ۲۱۷ - عبد ربیع بن حتی
 الانصاری الساعدی ۲۱۸ - عباد بن بشر بن وقش الانصاری الاشہلی ۲۱۹ - عباد بن لختخاس
 بن عمرو الانصاری ۲۲۰ - عباد بن عبید بن الیہان ۲۲۱ - عباد بن قیس ۲۲۲ - عباد بن قیس
 الانصاری ۲۲۳ - عبادہ بن قیس الانصاری ۲۲۴ - عبید بن ابو عبیدہ الانصاری ۲۲۵ - عبید بن
 اوس الانصاری الحضری ۲۲۶ - عبید بن تیمان الانصاری ۲۲۷ - عبید بن زید الانصاری الزرقی .
 ۲۲۸ - عبس بن عامر الانصاری ۲۲۹ - عقبہ بن ربیعہ البہرانی الانصاری ۲۳۰ - عقبہ بن عبد اللہ
 بن صحز بن خنساء الانصاری ۲۳۱ - عقبہ بن غزوان بن جابر المازنی ۲۳۲ - عدی بن الزغبأ
 الجہنی الانصاری . ۲۳۳ - عصمت الانصاری ۲۳۴ - عصمتہ بن الحصین الانصاری ۲۳۵ -
 عصیمۃ الاسدی ۲۳۶ - عصیمۃ الاشجعی ۲۳۷ - عطیب بن نوبرہ ۲۳۸ - عقبہ بن عامر الانصاری
 الخزرجی سلمی ۲۳۹ - عقبہ بن ربیعہ الانصاری ۲۴۰ - عقبہ بن عثمان بن خلدہ ۲۴۱ - عقبہ بن
 وہب بن کلدة العطفانی ۲۴۲ - علیقہ بن عدی بن عمرو الانصاری البیاضی ۲۴۳ - عمرو بن ایاس
 بن زید المہینی الانصاری ۲۴۴ - عمرو بن ثعلبہ بن وہب الانصاری ۲۴۵ - عمرو بن الجموح الانصاری
 سلمی ۲۴۶ - عمرو بن عثمہ بن عدی الانصاری الخزرجی ۲۴۷ - عمرو بن غزیہ بن عمرو الانصاری المازنی
 ۲۴۸ - عمرو بن قیس بن زید الانصاری النجاری ۲۴۹ - عمرو بن معاذ بن النعمان الانصاری الاشہلی
 ۲۵۰ - عمارہ بن حزم الانصاری الخزرجی ۲۵۱ - عمرو بن معبد ۲۵۲ - عمیر بن عامر بن مالک الانصاری
 ۲۵۳ - عمیر بن حارث بن ثعلبہ الانصاری ۲۵۴ - عمیر بن حرام بن عمرو بن الجموح الانصاری ۲۵۵
 عمیر بن الحمام بن الجموح الانصاری سلمی ۲۵۶ - عمیر بن معبد بن ازعر الانصاری ۲۵۷ - عمیر الانصاری

- ۲۵۸ - عمار بن زیاد بن سکن الانصاری ۲۵۹ - عنترۃ السلی ثم ذکوانی - ۲۶۰ - عوف بن عفراد الانصاری -
 ۲۶۱ - عویم بن ساعدہ بن عائش ۲۶۲ - عویم بن اشقر بن عوف الانصاری ۲۶۳ - غنم ۲۶۴ -
 فروہ بن عمرو الانصاری ۲۶۵ - فاکہ بن بشیر الانصاری الزرقی ۲۶۶ - قتادہ بن نعمان بن زید الانصاری
 ۲۶۷ - قطیبہ بن عامر بن حدیدہ الانصاری الخزرجی ۲۶۸ - قیس بن سکن الانصاری الخزرجی -
 ۲۶۹ - قیس بن عمرو بن سہل الانصاری المسدنی - ۲۷۰ - قیس بن محسن بن خالد بن مخلد الانصاری
 الزرقی ۲۷۱ - قیس بن مخلد الانصاری المازنی ۲۷۲ - قیس بن ابی صعصعہ الانصاری المازنی ۲۷۳ -
 کعب بن جہاز الانصاری ۲۷۴ - کعب بن زید الانصاری ۲۷۵ - کعب بن عمرو بن عباد الانصاری
 السلی ۲۷۶ - مالک بن تہمان ۲۷۷ - مالک بن دشتم الانصاری ۲۷۸ - مالک بن رافع بن
 مالک الانصاری ۲۷۹ - مالک بن ربیعہ الانصاری الساعدی ۲۸۰ - مالک بن قدامہ انصاری
 الاوسی ۲۸۱ - مالک بن مسعود بن البدن الانصاری الساعدی ۲۸۲ - مالک بن نمیر بن زنی الانصاری
 مبشر بن عبد المنذر الانصاری - ۲۸۳ - المجذبن زیاد السلی الانصاری ۲۸۵ - محرز بن عامر بن
 مالک الانصاری ۲۸۶ - محمد بن مسلم الانصاری الحارثی ۲۸۷ - مرارہ بن ربیعہ العمری الانصاری ۲۸۸ -
 مسعود بن خلدہ بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی ۲۸۹ - مسعود بن ربیع القاری ۲۹۰ - مسعود بن سعد
 ۲۹۱ - مسعود بن عبد سود الانصاری ۲۹۲ - امام العلماء معاذ بن جبل الانصاری الخزرجی ۲۹۳ - معاذ
 بن عفراد الانصاری ۲۹۴ - معاذ بن عمرو بن الجموح الانصاری السلی ۲۹۵ - معاذ بن ماعض انصاری
 ۲۹۶ - معبد بن عبادہ انصاری السلی - ۲۹۷ - معبد بن قیس بن صخر الانصاری ۲۹۸ - معبد بن وہب
 العبدی بن عبد القیس ۲۹۹ - معتب بن بشیر بن طیل الانصاری ۳۰۰ - معتب بن عبید بن ایاس
 السلی الانصاری ۳۰۱ - معقل بن منذر سرح الانصاری ۳۰۲ - معمر بن حارث القرظی -
 ۳۰۳ - معن بن عدی بن جد بن عجلان بن صنیعۃ السلی الانصاری ۳۰۴ - معن بن یزید بن
 احنس بن خباب السلی ۳۰۵ - معن بن عفراد الانصاری ۳۰۶ - معوذ بن عفراد بن الجموح انصاری
 ۳۰۷ - معن بن دیرہ بن خالد بن عجلان الانصاری ۳۰۸ - منذر بن قدامہ الانصاری الاوسی -

۳۰۹ - منذر بن عرفجہ الاوسی الانصاری ۳۱۰ - منذر بن محمد بن عقبہ الانصاری ۳۱۱ - نحات بن ثعلبہ
 بن خزیمہ السلموی ۳۱۲ - نصر بن حارث بن عبید بن رزاح بن کعب الانصاری الطفری ۳۱۳
 نعمان بن ابی خزیمہ الانصاری الاوسی ۳۱۴ - نعمان بن کستان الانصاری ۳۱۵ - نعمان بن
 عبد عمرو بن نجاری الانصاری ۳۱۶ - نعمان بن اعقر بن الرزیح السلموی الانصاری ۳۱۷ - نعمان
 بن عمرو بن رفاعہ الانصاری ۳۱۸ - نعمان بن مالک بن ثعلبہ الانصاری ۳۱۹ - نعمان بن عمرو
 بن رفاعہ الانصاری ۳۲۰ - نوفل بن ثعلبہ الانصاری السالمی المخزرجی ۳۲۱ - طانی بن نیار -
 ۳۲۲ - مہیل بن دبیرۃ الانصاری ۳۲۳ - ہلال بن امیہ الانصاری الواقفی ۳۲۴ - ہلال
 بن معلی الانصاری ۳۲۵ - دوقہ بن اباس الانصاری ۳۲۶ - ودیعہ بن عمرو بن جراد بن یزید
 الجہنی - ۲۲۷ - یزید بن ثابت بن الضحاک الانصاری ۳۲۸ - یزید بن حارث الانصاری -
 ۳۲۹ - یزید بن عامر بن جریڈۃ الانصاری ۳۳۰ - یزید بن منذر الانصاری ۳۳۱ - ابو صرمہ
 الانصاری المزنی ۳۳۲ - ابو عیسیٰ الحارثی الانصاری ۳۳۳ - ابو فضالہ الانصاری ۳۳۴ - ابو قتادہ
 انصاری - اسلمی ۳۳۵ - ابو طلیل الانصاری الضبعی -

بدر البدر المعروف اصحاب بدر مصنف قاضی
 (محمد سلیمان منصور پوری مصنف رحمۃ اللعالمین)

نوٹ : صحیح روایت کے مطابق اصحاب بدر ۳۱۳ ہی ہیں ۔

شہداء بدر کے مختصر حالات زندگی

حضرت بھج بن صالح :- یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے جنگ بدر میں سب سے پہلے شہید ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کی شہادت کا علم ہوا تو فرمایا یومئذ بہجم سید الشهداء یہ اسلام کی مساوات اور فیاضی ہے کہ ایک غلام بھی ہادی اسلام کی مبارک زبان سے سید الشہداء کا خطاب حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت عبیدہ بن حارث :- یہ قریشی مطلبی ہیں ہجرت سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے ہجرت کے آٹھ مہینے بعد ماہ شوال میں ساٹھ مہاجرین کے ایک دستہ پر افسر مقرر ہو کر مشرکین قریش کی دید بانی کے لئے بھیجے گئے تاریخ اسلام میں یہ دوسرا امارت کا منصب اٹھا جو ان کو عطا ہوا۔ بدر کی لڑائی میں ان کا ایک پاؤں شہید ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسکین خاطر کے لئے ان کے زانو پر سر مبارک رکھ دیا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ابوطالب مجھے دیکھتے تو انہیں یقین ہو جاتا کہ میں ان سے زیادہ ان کے اس قول کا مستحق ہوں۔

ونسلمنا حتی نصرع حولہ

ونذہل عن ابنائنا والحقائل

ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔ یہاں تک کہ ان کے ارد گرد مارے جائیں گے اور اپنے بچوں اور بیویوں سے غافل ہو جائیں گے۔

اختتام جنگ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر سے واپس آئے لیکن زخم ایسے کاری تھے کہ جان بزنہ ہو سکے، تڑپٹھ برس کی عمر میں داعی بخت کو لبیک کہا اور مقام صفراء کی خاک پاک نے ان کو اپنے دامن میں چھپا لیا۔

حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربار نبوت میں غیر معمولی رفعت حاصل تھی۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نہایت قدر فرماتے تھے ایک دفعہ آپ مقام صفاد میں خیمہ افگن ہوئے صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں مشک کی لپٹ آتی ہے۔ فرمایا! یہاں ابو معاویہ (کنیت) کی قبر موجود ہوتے ہوئے تمہیں اس پر تعجب کیوں ہے؟

حضرت عمیر بن وقاص :- یہ حضرت سعد بن ابی وقاص فاتح قادسیہ کے حقیقی بھائی تھے حضرت

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے تو گویا اس زمانے میں نہایت کمسن تھے تاہم فطری سلامت طبع اور خردی شناس عمر کی قید و بند سے آزاد ہوتی ہے انہوں نے اس عہد طفولیت میں بھی بھائی کا ساتھ دیا اور مسلمان ہو گئے۔ ۱۲ برس کے سن میں ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور ابھی ۱۶ سال کے ہوئے تھے کہ غزوہ بدر پیش آگیا۔ مجاہدین اسلام جب جنگ کے لئے علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے جمع ہوئے تو یہ بھی مجمع میں پہنچ گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو مضطرب قرار دیا اور ادھر ادھر پھرتے دیکھ کر پوچھا کہ جان برادر کیا ہے۔ بولے! بھائی جان میں بھی اس جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں شاید خدا تعالیٰ شہادت نصیب کرے لیکن خوف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو چھوٹا سمجھ کر واپس کر دیں گے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب تمام جانثار ایک ایک کر کے معائنہ کے لئے پیش ہوئے تو آپ نے ان کی صغر سنی کا خیال کر کے فرمایا کہ تم واپس جاؤ۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر بے اختیار رونے لگے اس طفلانہ گریہ کے ساتھ ان کے دفور جوش اور شوق شہادت نے حضور علیہ السلام کے دل پر اثر کیا اور جنگ میں شریک ہونے کی اجازت مل گئی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے ان کے تلوار باندھی۔ جنگ شروع ہوئی تو یہ دفور شوق و جوش میں کفار کے زرعے میں گھس گئے اور دیر تک شجاعانہ لڑتے رہے بالآخر اسی حالت میں خور نشید متا جلوہ گر ہوا اور عید و کی تلوار نے شہادت کی آرزو پوری کر دی حضرت عاقل بن ابی بکیر :- یہ لیشی خاندان سے تعلق رکھتے تھے ہجرت سے پہلے حضرت

کے گھر میں انہوں نے اور ان کے تین بھائیوں نے بال بچوں سمیت اسلام قبول کیا اور جب بھائی

کر کے مدینہ گئے تو مکہ میں گھر کا دروازہ بالکل بند ہو گیا۔

مدینہ آنے کے بعد چاروں بھائی غزوات میں شریک ہوتے رہے لیکن عاقل ان سب میں زیادہ خوش نصیب تھے انہوں نے بدر میں مالک بن زہیر کے ہاتھوں حیاتِ جاوید حاصل کی۔

حضرت عمیر بن عبد عمرو :- ان کی کنیت ابو محمد اور ذوالشمالین لقب ہے ان کا زمانہ اسلام مستقیم نہیں۔ قبول اسلام کے بعد مدینہ ہجرت کی اور حضرت یزید بن حارث سے ان کی مواخاۃ ہوئی۔

حضرت عمیر ان خوش نصیب بزرگوں میں تھے جن کا دامن زیادہ عرصہ تک دنیا سے ملوث نہ ہونے پایا۔ مدینہ آنے کے بعد بدر میں شریک ہوئے۔ ان کا اول و آخر غزوہ ہی تھا اس میں جامِ شہادت پی کر پاک و صاف دنیا سے اٹھ گئے۔ غربت کے عم گسار بھائی یزید بن حارث نے بھی جو زندگی میں رفیق تھے آخرت میں ساتھ نہ چھوڑا اور انہوں نے بھی اسی غزوہ میں مرتبہ شہادت حاصل کیا۔

حضرت عوف بن عفرار :- یہ انصار کے مشہور قبیلہ نجار سے تعلق رکھتے تھے۔ بدر میں جب

عقبہ، شیبہ اور ولید نے مبارز طلبی کی تو سب سے پہلے جو تین انصاری میدان میں نکلے تھے، وہ حضرت عوف اور ان کے دو بھائی معاذ اور معوذہ می تھے۔ لیکن قریش کے کہنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس بلا لیا اور دوسرے تین حبیل القدر حضرات میدان میں اترے پھر جب جنگ کی بھیڑ بھڑک اٹھی اور عام حملہ شروع ہو گیا تو یہ بھی حیاتِ ابدی پلنے کی تمنا لے کر دادِ شجاعت دینے لگے بالآخر شہادت کے بلند مرتبے پر فائز ہو گئے۔

حضرت معوذ بن عفرار :- یہ حضرت عوف کے حقیقی بھائی ہیں۔ بدر میں ان کا سب سے بڑا کارنامہ جو رہتی دنیا تک ان کے نام کو روشن رکھے گا یہ ہے کہ ابو جہل کو واصل جہنم کرنے والے یہ اور ان کے دوسرے بھائی معاذ تھے۔ اسی جنگ میں انہوں نے شہادت پائی اور شہداء بدر کے بلند زمرہ میں شامل ہو گئے۔

حضرت حارث بن سراقہ :- یہ انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی والدہ

حضرت ربیع بنت نضر جلیل القدر صحابیہ اور حضرت انس بن مالک کی حقیقی چھوٹی تھیں۔ والد ہجرت سے قبل فوت ہو گئے تھے۔ والدہ زندہ تھیں اور اسلام کے شرف سے مشرف ہوئیں۔ ماں کے ساتھ بیٹے نے بھی دائرہ اسلام میں شمولیت اختیار کی۔

جس روز بدر کے لئے کوچ ہوا یہ سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ناظر و نگران بنا کر ساتھ لیا ایک حوض پر پانی پی رہے تھے کہ جہان بن عرفہ نے تیر مارا اس نے تشدد و ہن کو شریعت شہادت سے سیراب کر دیا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ انصار میں سب سے پہلے انہی کو شرف شہادت حاصل ہوا۔

بدر سے واپسی کے موقع پر حضرت عاتقہ کی ماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عاتقہ سے مجھے جس قدر محبت تھی آپ کو معلوم ہے اگر وہ جنت میں گیا ہے تو میں صبر کروں گی ورنہ آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں۔ ارشاد ہوا کہ کیا کہہ رہی ہو۔ جنت ایک نہیں بلکہ کثرت سے ہیں اور عاتقہ جنت الفردوس میں ہے۔ حضرت عاتقہ کی ماں اس بشارت کو سن کر باغ باغ ہو گئیں۔ مسکراتی ہوئی اٹھیں اور کہنے لگیں سچ یا عاتقہ، یعنی واہ واہ اے عاتقہ۔ حضرت عاتقہ کے متعلق صاحب اسد الغابہ یہ لکھتے ہیں کہ وہ ماں کے محلے میں انتہائی نیکو کار تھے۔

حضرت عمر بن حمام یہ انصاری اسلمی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں جب وغظ فرمایا اور اپنے جانتاروں کو صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ اس طرح فتح و نصرت اور اللہ کی طرف سے اجر ملے گا۔ اور جو اللہ کی راہ میں شہید ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول وہ جنت جس کی دست آسمانوں اور زمین کے برابر ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول بس! بس۔ آپ نے فرمایا کہ بس بس تو نے کیوں کہا۔ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے امید ہے کہ شاید میں بھی اس کے رہنے والوں میں ہو جاؤں۔

آپ نے فرمایا کہ ہاں بے شک تو اس کے رہنے والوں میں سے ہے، اس کے بعد حضرت عمیر نے چند کھجوریں نکالیں اور کھانے لگے۔ پھر کہنے لگے کہ اگر میں ان کے کھانے تک زندہ رہا تو پھر یہ دنیا کی زندگی بہت طویل ہوگی۔ چنانچہ باقی کھجوریں پھینک دیں اور جہاد میں شریک ہو کر جام شہادت پی گئے۔

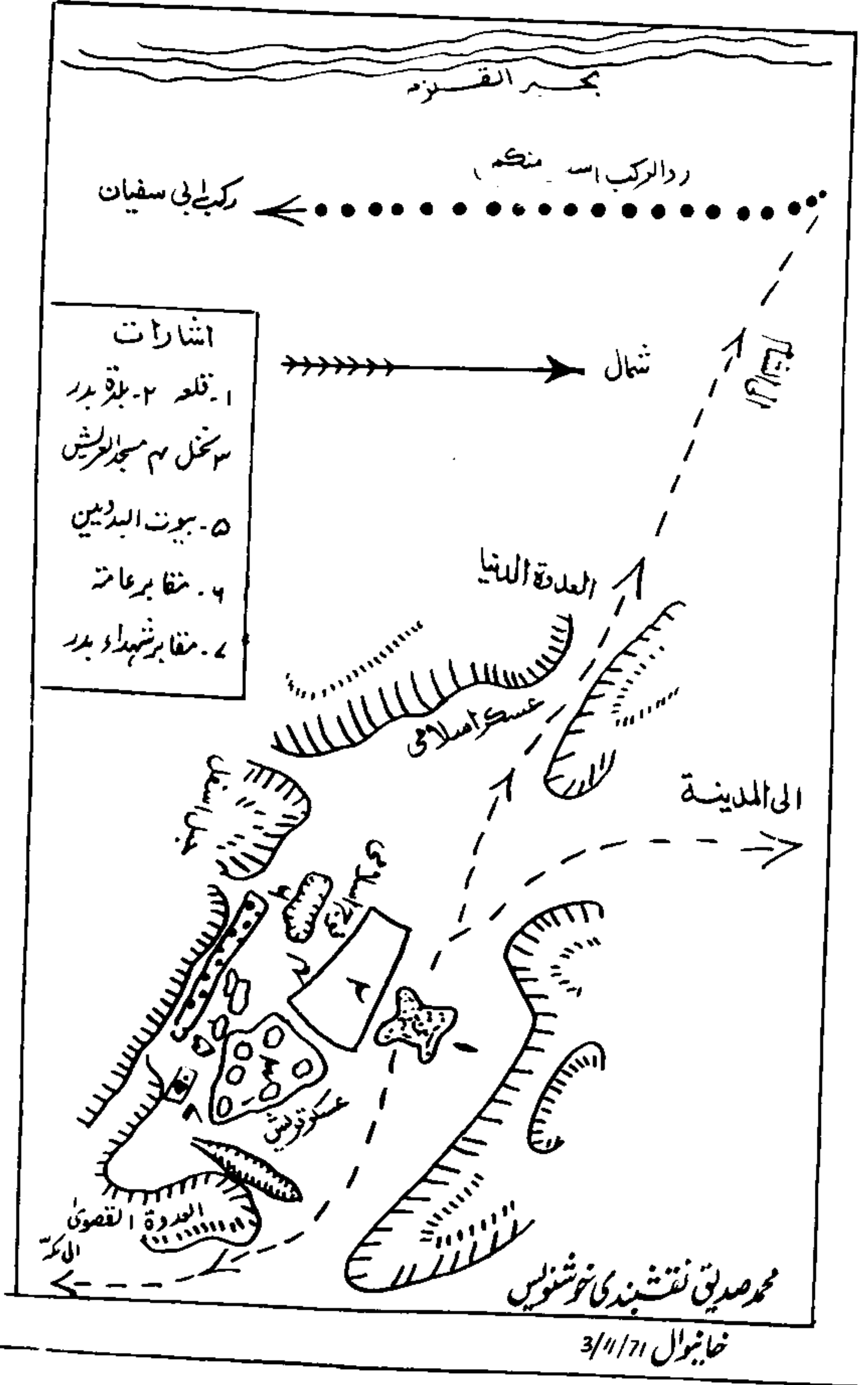
حضرت عمارہ بن زیاد :- یہ انصار کے قبیلہ اشہل سے تعلق رکھتے تھے۔ جنگ بدر میں زخموں سے چورجانی کی حالت میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر ہانے پہنچ گئے۔ فرمایا کوئی آرزو ہو تو کہہ دو عمارہؓ نے اپنا زخمی جسم گھیٹ کر اور زیادہ قریب کر دیا اور اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا کہ اگر کوئی آرزو ہو سکتی ہے تو صرف یہی ہے

منم و ہمیں تمنا کہ بوقت جان سپردن - بر رخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی
حضرت سعد بن خثیمہ :- ان کا لقب خیر تھا اور انصار کے قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے

والد بھی مسلمان اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ غزوہ بدر میں شرکت کا ادا وہ کیا تو عجیب واقعہ پیش آیا۔ باپ نے کہا کہ ہم میں سے ایک آدمی گھر میں رہنا چاہیے اس لئے تم ہمیں رہو میں جہاد پر جاتا ہوں۔ بیٹے نے جواب دیا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو آپ کو ترجیح دیتا۔ لیکن اس حال میں میں خود جاؤں گا۔ اور امید ہے کہ اللہ شہادت عطا فرمائے گا۔ تاہم شفقتِ پدری نے جب مجبور کر دیا تو حضرت خثیمہ نے قرعہ ڈالا جس دماغ میں شہادت کا خیال موجزن تھا قرعہ فال اسی کے نام نکلا۔ مجبور ہو کر اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر پہنچے اور طعیمہ بن عدی ایک مشرک کے ہاتھ سے مارے گئے۔

ان شہداء کے علاوہ حضرت یزید بن حارث انصاری جو مواخاۃ میں حضرت ذی الشمالین کے بھائی بنائے گئے۔ حضرت رافع بن معلی انصاری اور حضرت بشر بن عبد المنذر انصاری اسی شہید ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر بن گئے رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ۔

نقشه غزوة البدر



فہرست مضامین

نمبر شمارہ	مضامین	صفحات
۱	ما آخذ	۲
۲	تقریبات	۵
۳	فلسفہ جہاد	۹
۴	جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت	۱۲
۵	فضیلت جہاد از احادیث	۱۹
۶	فضیلت جہاد کی وجہ	۲۳
۷	غزوة بدر	۲۴
۸	فضائل مدنیہ منورہ	۲۱
۹	قریش کا ارادہ خروج	۲۴
۱۰	عاتکہ کا خواب	۲۴
۱۱	سعد بن معاذ کا عمرہ	۲۶
۱۲	جہیم بن الصلت کا خواب	۲۸
۱۳	ضمیم بن عمرو غفاری کا خواب	۲۹
۱۴	گانے کی مذمت	۴۱
۱۵	فضائل سعد بن معاذ	۴۹
۱۶	عبدالمطلب	۵۲
۱۷	جنگ کا آغاز	۴۷
۱۸	مقابلہ	۴۸

نمبر شمارہ	مضامین	صفحات
۱۹	نزول ملائکہ	۷۶
۲۰	قتال ملائکہ میں حکمت	۸۰
۲۱	معجزات خیرالوہابی	۸۵
۲۲	لفار کا انجباء	۸۸
۲۳	سما ع موتی	۸۸
۲۴	ابو جہیل کا انجباء	۹۲
۲۵	عقبہ بن ابی معیط کا انجباء	۹۵
۲۶	قتل نوفل بن خویلد	۹۵
۲۷	ابولہب کا انجباء	۹۶
۲۸	بنی کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔	۹۷
۲۹	اسیران بدر	۱۰۰
۳۰	فضائل صدیق اکبر	۱۰۲
۳۱	فضائل فاروق اعظم	۱۰۵
۳۲	ایک اعتراض کا جواب	۱۰۷
۳۳	فدیہ حضرت عباس	۱۱۲
۳۴	فضائل اہل بدر	۱۱۵
۳۵	بانگِ طہیل	۱۲۰
۳۶	نقیض سازش	۱۲۱
۳۷	اصحاب بدر کے اسمائے گرامی	۱۲۲
۳۸	شہدائے بدر کے محققہ حالات زندگی	۱۲۹
۳۹	نقشہ غزوة البدر	۱۳۲



